ترجمہ برائے تدریسِ قرآن حکیم

جلد دوم

دورۂ ترجمۂ قرآن کے بیان کرنے والوں کے لئے
طویل آیات کی مناسب حصّوں میں تقسیم
و بیانیہ ترجمہ مع ذیلی عنوانات و خلاصۂ مضامین

حافظ انجنیئر نوید احمد حفظہ اللہ

مرکزی ناظم شعبۂ تعلیم و تربیت
تنظیم اسلامی پاکستان

انجمن خدّام القرآن
سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

قرآن اکیڈمی
بانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ برائے تدریسِ قرآن حکیم

جلد دوم

دورۂ ترجمۂ قرآن کرنے والوں کے لیے
طویل آیات کی مناسب حصّوں میں تقسیم
وبیانیہ ترجمہ مع ذیلی عنوانات و خلاصۂ مضامین

حافظ انجینیر نوید احمد حفظہ اللہ

مرکزی ناظم شعبۂ تعلیم و تربیت
تنظیم اسلامی پاکستان

انجمن خدّام القرآن
سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

نام کتاب	:	ترجمہ برائے تدریس قرآن حکیم (جلد دوم)
مؤلف	:	حافظ انجینیر نوید احمد حفظہ اللہ
ناشر	:	مدیر شعبۂ مطبوعات، انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی رجسٹرڈ مرکزی دفتر، انجمن خدام القرآن سندھ کراچی B-375 پہلی منزل علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ بلاک 6 گلشن اقبال، کراچی، پاکستان فون: +92-21-34993436-7
مقام اشاعت	:	شعبۂ مطبوعات، قرآن اکیڈمی لیسین آباد شارع قرآن اکیڈمی، بلاک 9، فیڈرل بی ایریا، کراچی فون: +92-21-36806561
ای میل	:	Publications@QuranAcademy.com
ویب سائٹ	:	www.QuranAcademy.com
طبع اول	:	شعبان 1436ھ مطابق مئی 2015
تعداد	:	550
ہدیہ	:	
مطبع	:	القادر پرنٹنگ پریس 021-35141281-84

دیگر مکتبہ

KARACHI:
Phones : (+92-21) 3534 00 22, 3633 73 46
ISLAMABAD :
Phones : (+92-51) 443 44 38 ،443 54 30
PESHAWAR :
Phones : (+92-91) 221 44 95,226 29 02
QUETTA :
Phone : (+92-81) 284 29 69
HYDERABAD :
Phone : (+92-22) 265 29 57
GUJRANWALA :
Phones : (+92-55) 301 55 19, 389 16 95
LAHORE:
Phones : (+92-42) 3584 50 90,3636 66 38
FAISALABAD :
Phone : (+92-41) 262 42 90
MULTAN :
Phones : (+92-61) 52 10 70, 814 92 12
JHANG :
Phone : (+92-47) 763 08 61
SUKKUR :
Phone : (+92-71) 563 10 74
HAROONABAD :
Phone : (+92-63) 225 11 04

فہرست پارہ

پارہ نمبر	پارے کا نام	صفحہ نمبر
06	لَا يُحِبُّ اللّٰهُ	01
07	وَاِذَا سَمِعُوْا	65
08	وَلَوْ اَنَّنَا	155
09	قَالَ الْمَلَاُ	234
10	وَاعْلَمُوْا	319
11	يَعْتَذِرُوْنَ	399

فہرست سورۃ

سورہ نمبر	سورہ کا نام	صفحہ نمبر
05	سُوْرَةُ الْمَائِدَة	01
06	سُوْرَةُ الْاَنْعَام	93
07	سُوْرَةُ الْاَعْرَاف	190
08	سُوْرَةُ الْاَنْفَال	297
09	سُوْرَةُ التَّوْبَة	341

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

بانی تنظیم اسلامی و مؤسس انجمن خدام القرآن حضرت ڈاکٹر اسرار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اُن خوش نصیب افراد میں سے ہیں جنہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے راستے میں کی جانے والی جدوجہد کے بعض ثمرات اس دنیا میں بھی دکھا کر آنکھوں کی ٹھنڈک کا اہتمام فرما دیا۔ ظاہر ہے ایک داعیِ دین کی کوششوں کا ثمرہ اُس کی دعوت کی اثر پذیری اور متاثرین کی وسعت ہی سے دنیا میں متعین ہوا کرتا ہے۔ محترم ڈاکٹر صاحبؒ کی انتھک محنت اور اخلاص ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کی دعوت کو ایک درجے میں قبولیتِ عامہ عطاء کی اور بہت سے باصلاحیت اور مخلص افرادِ کار آپؒ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوئے۔ اگر ایک جانب صالحین کی اچھی بھلی تعداد تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے دعوت واقامتِ دین کی سعی وجہد میں مصروفِ عمل ہے تو ساتھ ہی ایسے بہت سے باصلاحیت افراد جو اپنی نوجوانی اور جوانی میں محترم ڈاکٹر صاحبؒ کے حلقۂ تلامذہ میں شامل ہوئے اور پھر کمال یکسوئی کے ساتھ عمر کا ایک بڑا حصہ بانیٔ محترمؒ سے حاصل شدہ علم وفکر کی نشرواشاعت میں صرف کر چکے ہیں۔ اگر آج ایسے افراد کی فہرست تیار کی جاتی تو صفِ اول میں جگہ پانے والوں میں ایک نام محترم حافظ انجینیر نوید احمد مدظلہٗ کا بھی یقیناً ہوگا۔ زیرِ نظر درسی ترجمۂ قرآن آں محترم ہی کی مسلسل اور انتھک محنت کا حاصل ہے۔

محترم نوید احمد صاحب گزشتہ ربع صدی سے محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحبؒ کے طرز پر رمضان المبارک میں دورانِ نمازِ تراویح ترجمۂ قرآن بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتے رہے ہیں۔ اس بارہا کے تجربے سے موصوف کے سامنے اس کارِ عظیم کو انجام دینے والے تازہ واردانِ بساطِ دل کی مشکلات نمایاں ہو کر سامنے آئیں۔ جس میں ایک اہم مسئلہ دورۂ ترجمۂ قرآن کے دوران آیات کو مناسب اور متناسب وقفوں میں تقسیم کر کے ترجمہ بیان کرنے کا تھا۔ ایک نوآموز مدرسِ قرآن کے لیے یہ ایک مشکل مرحلہ ہوتا ہے کہ طویل آیات کے مابین وقفہ کہاں کیا جائے اور پھر اُس کا ترجمہ بیان ہو۔ اگر مدرس اس حوالے سے درست مقامات کا تعین نہ کر سکے تو سامعین کے لیے ترجمے کا ربط برقرار رکھتے ہوئے ساتھ چلنا انتہائی دشوار ہو جاتا ہے۔

اسی طرح دوسری مشکل یہ پیش آتی ہے کہ اکثر ترجمے جو مدرسین اپنے سامنے بیان کرتے ہوئے رکھتے ہیں وہ یا تو لفظی/تحت اللفظ ہوتے ہیں یا تحریر کے اسلوب میں ڈھلے ہوتے ہیں۔ جن کی افادیت یقیناً ترجمہ سیکھنے یا پڑھنے والے قاری کے لیے تو بہت ہے البتہ ترجمہ بیان کرنے کے تقاضے قدرے مختلف ہوا کرتے ہیں۔

پھر یہ کہ "دورۂ ترجمۂ قرآن" جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک منفرد روایت کا نام ہے' چند مزید حوالوں سے خصوصی تقاضوں کی حامل نشست ہوا کرتی ہے۔ لہٰذا عرصے سے اس "روایت" سے وابستہ افراد ان تقاضوں کا شدت سے احساس رکھتے تھے مگر کم ہی سہولیات دستیاب ہوا کرتی تھیں۔ محترم نوید احمد صاحب نے اس ضرورت کا کماحقہ احساس کرتے ہوئے' اپنے سال ہا سال کے تجربۂ تدریس کو استعمال میں لا کر' کئی اہم اور مستند تراجم قرآن کو سامنے رکھتے ہوئے اس ضرورت کو پورا کرنے کی عظیم اور پُر صعوبت خدمت کا بیڑا اٹھایا۔ واقعہ یہ ہے کہ ترجمۂ قرآنِ حکیم پر کسی بھی نوعیت کا کام کرنا انتہائی مشکل اور نازک ہوا کرتا ہے۔

انجمن خدام القرآن سندھ کراچی کے شعبۂ مطبوعات نے اس درسی ترجمے کی اشاعت کو سات جلدوں میں تقسیم کر کے چھاپنے کا منصوبہ بنایا اور جس میں سے دوسری جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ الحمدللہ!

کوشش کی گئی ہے کہ اس ترجمے کے مقاصد کی تکمیل میں طرزِ اشاعت بھی مؤلف کے کام میں ممد ومعاون ہو۔ چناں چہ آیات اور ترجمے کو جدول کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ ہر صفحے کے اختتام پر مزید یادداشتوں کے درج کرنے کے لیے سطریں دے دی گئی ہیں۔ متنِ قرآنی کو بڑے حروف اور واضح خط میں رکھا گیا ہے۔ اسی طرح خط بانی اور حرف چینی میں حتی الوسع احتیاط برتی گئی ہے۔

عرضِ ناشر

ہم امید کرتے ہیں کہ قارئین ہماری غلطیوں پر ہمیں متوجہ کرکے اصلاح اور بہتری کی مزید راہیں وا کرتے ہوئے عنداللہ اجر کے مستحق ٹھہریں گے۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے اور مؤلف موصوف، جملہ معاونینِ اشاعت اور تمام مستفید ہونے والے افراد کے لیے اسے دنیا وآخرت میں انتہائی نافع بنادے۔ وباللہ التوفیق۔

۳ /رجب ۱۴۳۶ھ

مطابق ۲۳ /اپریل ۲۰۱۵ء

عبدالرزاق کوڈواوی

مدیر

شعبۂ مطبوعات

انجمن خدام القرآن سندھ کراچی

عرضِ مؤلف

استاذِ محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحبؒ نے نماز تراویح کے ساتھ دورۂ ترجمۂ قرآن کا آغاز ۱۹۸۴ء میں مسجد جامع القرآن لاہور سے کیا تھا۔ اہل کراچی کو یہ سعادت ۱۹۸۶ء میں اُس وقت میسر آئی جب محترم ڈاکٹر صاحبؒ نے ناظم آباد نمبر ۵ کی جامع مسجد میں دورۂ ترجمۂ قرآن کی محفل منعقد کی۔ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کے فضل و کرم سے راقم بھی اِس محفل میں شرکت کی سعادت حاصل کرنے والوں میں شامل تھا۔ اِس محفل میں شرکت نے راقم کی زندگی کے رخ کی تبدیلی میں کلیدی کردار ادا کیا۔ راقم اُس وقت انجینیرنگ کی تعلیم کے تیسرے سال کا طالب علم تھا۔ اِس بابرکت اور پاکیزہ فکری و روحانی محفل میں شرکت سے قبل گریجویشن کی تکمیل کے بعد M.S کے لیے امریکا جانے کا ارادہ تھا۔ دورۂ ترجمۂ قرآن میں شرکت نے یہ ارادہ تبدیل کر دیا اور اللہ سبحانہٗ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی کہ اُسے بھی استاذِ محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحبؒ کی پیروی کرتے ہوئے خادمِ قرآن بننے کی سعادت حاصل ہو جائے۔ اِس دعا کی وجہ یہ تھی کہ انجینیرنگ کی تعلیم اور اِس میں مہارت کے حامل افراد کی تعداد ہزاروں میں ہے جبکہ استاذِ محترمؒ کی طرح خدمتِ قرآن کو اپنا مقصدِ زندگی بنانے والے خال خال ہی نظر آتے ہیں۔

اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے راقم کی دعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور ۱۹۹۰ء میں نہ صرف پہلی بار رمضان کی مبارک ساعتوں میں نمازِ تراویح کے ساتھ دورۂ ترجمۂ قرآن کی سعادت حاصل ہوئی بلکہ ۲۰۱۳ء تک مسلسل یہ سعادت حاصل ہوتی رہی۔ چوبیس برس کے اِس عرصے میں دیگر بھی کئی ساتھیوں کو اِس مبارک کام کے لیے متحرک کرنے کی کوشش جاری رہی۔ ترجمۂ قرآن کے دوران ایک مشکل ایسی ہے جس کا سامنا ہر ساتھی کو کرنا پڑتا ہے۔ وہ مشکل یہ ہے کہ طویل آیات کو ترجمہ کے اعتبار سے مناسب حصوں میں کیسے تقسیم کیا جائے؟ بعض اوقات عربی متن زیادہ پڑھ دیا جاتا ہے جبکہ ترجمہ اِس کے مطابق کرنا ممکن نہیں رہتا، اِس لیے کہ آگے تسلسل و ربط میں خلل واقع ہو رہا ہوتا ہے۔ یا اِس کے برعکس معاملہ ہو جاتا ہے یعنی عربی متن کم پڑھا جاتا ہے اور ترجمہ زیادہ کرنا مناسب ہوتا ہے۔ چناں چہ اس مسئلے کے حل کے لیے طویل عرصے سے خواہش تھی کہ ایک ایسا ترجمۂ قرآن مرتب کیا جائے جس میں طویل آیات کی مناسب طور پر تقسیم ہو، تاکہ یہ ترجمہ مناسب حصّوں میں ہو اور اِس کا تسلسل بھی درست طور پر برقرار رہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس خواہش کی تکمیل کے اسباب پیدا ہوئے اور اب ترجمۂ قرآن کی مطلوبہ صورت میں دوسری جلد طباعت کے مراحل میں ہے۔ اِس ترجمۂ قرآن کے حوالے سے قابل ذکر نکات حسبِ ذیل ہیں:

1) یہ ترجمہ پندرہ تراجم کو سامنے رکھتے ہوئے مرتب کیا گیا ہے۔ اِس حوالے سے ایزی قرآن و حدیث سافٹ ویئر سے بڑی مدد حاصل رہی۔ اکثر حضرات و خواتین اِس بات سے واقف ہیں کہ اس سافٹ ویئر میں کئی تراجم اور تفاسیر copy & paste کی سہولت کے ساتھ دستیاب ہیں۔ واضح رہے کہ سافٹ ویئر بنانے والے یہ ساری خدمتِ قرآن بغیر کسی معاوضے کے انجام دے رہے ہیں۔ یہ سافٹ ویئر اُن کی ویب سائٹ (www.easyquranwahadees.com) سے

مفت ڈاؤن لوڈ کیا جاسکتا ہے۔ پھر یہ کہ تمام مکاتب فکر کے تراجم وتفاسیر کو اِس سافٹ ویئر میں جمع کر کے مسلکی تعصّبات کو کم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اِن حضرات کی اِس خدمتِ قرآنی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین!

2) ترجمہ میں کوشش کی گئی ہے کہ عام فہم اور آسان الفاظ کا انتخاب کیا جائے اور ترجمہ کا اسلوب زیادہ سے زیادہ بیانیہ ہو۔

3) ترجمۂ قرآن میں ممکن حد تک کوشش کی گئی ہے کہ ترتیب وہی رکھی جائے جو قرآن مجید کے متن میں ہے یعنی عربی تقدیم وتاخیر کو اردو اسلوب میں تبدیل نہیں کیا گیا۔

4) ترجمۂ قرآن کے اِس سلسلے کو ابتداءً چار جلدوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ اِس اعتبار سے کہ

پہلی جلد	سورۂ فاتحہ	تا	سورۂ مائدہ
دوسری جلد	سورۂ انعام	تا	سورۂ بنی اسرائیل
تیسری جلد	سورۂ کہف	تا	سورۂ احزاب
اور چوتھی جلد	سورۂ سبا	تا	سورۃ الناس

تاکہ ہر جلد کا آغاز ایسی سورۂ مبارکہ سے ہو جس کی ابتداء "الحمد للہ" سے ہوتی ہے۔ اِس نکتے کی نشان دہی ایک سچے عاشق قرآن مولانا حسین علیؒ نے فرمائی ہے کہ قرآنِ مجید کے تقریباً چار مساوی حصّے ہیں اور ہر حصّہ کلمۂ حمد سے شروع ہوتا ہے۔ البتہ پہلی جلد کی اشاعت کے بعد جب صفحات کی تعداد اور جلد کی ضخامت پر مختلف آراء سامنے آئیں تو مشورے کے بعد مناسب معلوم ہوا کہ استعمال میں سہولت کے پیش نظر اس اشاعتی منصوبے کو 4 کی بجائے 7 حصوں میں منقسم کیا جائے اس تقسیم کے لیے سلف صالحین سے منقول، قرن اول سے ماثور تقسیم کو جو سات احزاب یا منزلوں کے عنوان سے معروف ومشہور ہے، بروئے کار لاتے ہوئے اس ترجمہ قرآن کو سات جلدوں میں شائع کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے، اس نئی ترتیب کے اعتبار سے دوسری جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے یعنی سورۃ المائدہ تا سورۃ التوبہ جبکہ پہلی جلد کے دوسرے ایڈیشن میں اس فیصلہ کے مطابق تبدیلی کر دی جائے گی، ان شاء اللہ۔

5) ترجمہ کے ساتھ آیات کی مختصر وضاحت کے لیے درج ذیل تفاسیر سے رہنمائی لی گئی ہے:

i. معارف القرآن از حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ
ii. تفہیم القرآن از حضرت مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحبؒ
iii. بیان القرآن از حضرت ڈاکٹر اسرار احمد صاحبؒ
iv. تیسیر القرآن از حضرت مولانا عبدالرحمٰن کیلانی صاحبؒ

ہمارا ایمان ہے کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کے اذن اور توفیق سے ہی انجام پاتا ہے۔ بلاشبہ ترجمۂ قرآن کو اِس طرح سے مرتب کرنے کی سعادت بھی اللہ تعالیٰ ہی کے فضل سے ممکن ہوئی اور بار بار یہ محسوس ہوا کہ اُس کا خصوصی کرم اِس خدمت قرآنی کے لیے شاملِ

عرضِ مؤلف

حال ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے کئی معاملات اپنی قدرتِ خاص سے اِس طرح حل فرمادیے اور اِس خدمت کے لیے کئی اسباب اِس طرح فراہم فرمائے کہ یکسوئی کے ساتھ یہ کام آگے بڑھتا چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے اِس احسانِ عظیم کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اِس ترجمۂ قرآن کو مرتب کرنا راقم کی صرف ذاتی کاوش نہیں ہے بلکہ اِس مبارک کام میں بڑی تعداد میں ساتھیوں نے معاونت اور حوصلہ افزائی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن سب کے تعاون سے خوب واقف ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اِن سب کو اِس تعاون علی البر کا بھرپور صلہ عطا فرمائے۔ آمین! اس کارِ خیر میں تعاون کرنے والوں میں سے ایک کا ذکر بہت ضروری ہے۔ وہ ہیں میری اہلیہ محترمہ۔ اُنہوں نے اِس کام کے لیے نہ صرف مجھے ہر ممکن سہولت فراہم کی بلکہ گھر کی اکثر ذمہ داریوں سے مجھے فارغ رکھا تاکہ میں یکسو ہو کر یہ کام کر سکوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں بھی اُن کا ساتھ نصیب فرمائے۔ آمین!

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس خدمتِ قرآن کو شرف قبولیت عطا فرما کر اِسے افادۂ عام کا ذریعہ بنائے۔ مزید یہ کہ راقم اور تمام معاونین کے لیے توشۂ آخرت بنائے، آمین۔ خاص طور پر میرے تین اساتذہ کرام محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحبؒ، جناب مختار حسین فاروقی صاحب مدظلہٗ اور محترم حافظ احمد یار صاحبؒ کے لیے، کیوں کہ اِن ہی کی تعلیم سے مجھے خدمتِ قرآن کی طرف مائل ہونے کی رہنمائی حاصل ہوئی۔ اِس ترجمۂ قرآن سے استفادہ کرنے والوں سے درخواست ہے کہ وہ جہاں کہیں بھی قابلِ اصلاح بات محسوس کریں، راقم کو ضرور اِس سے آگاہ فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کی جاسکے۔ اِس کاوش میں اگر کوئی خوبی ہے تو بلاشبہ یہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اِس کے برعکس جو کمی اور قابلِ اصلاح پہلو ہے وہ راقم کی کم علمی اور نااہلی کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری تمام کوتاہیوں کو معاف فرمائے اور اِس کاوش کو بڑے پیمانے پر تدریسِ قرآن میں مدرسین کے لیے معاون بنادے۔ آمین!

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔ آمین!

۳/رجب ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۳ اپریل ۲۰۱۵ء

نوید احمد
مرکزی ناظم تعلیم وتربیت
تنظیم اسلامی پاکستان

ترجمہ برائے تدریس
قرآن حکیم

سورۃ المائدۃ

اٰیاتہا ۱۲۰ رکوعاتہا ۱۶

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورۃ المائدۃ

شریعت اور نفاذِ شریعت کے موضوع پر اہم ترین سورۂ مبارکہ

اِس سورۂ مبارکہ کی اہمیت نبی اکرم ﷺ کے اِس ارشاد سے سامنے آتی ہے کہ:

عَلِّمُوْا رِجَالَکُمْ سُوْرَۃَ الْمَائِدَۃِ وَعَلِّمُوْا نِسَائَکُمْ سُوْرَۃَ النُّوْرِ (بیہقی)

"سکھاؤ اپنے مردوں کو سورۂ مائدہ اور سکھاؤ اپنی خواتین کو سورۂ نور"۔

سورۂ مبارکہ کے مضامین کا تجزیہ:

- آیات ۱-۱۱ (رکوع ۱ تا ۲) احکام شریعت اور تکمیل شریعت کا اعلان
- آیات ۱۲-۴۳ (رکوع ۳ تا ۶) اہل کتاب کی شریعت پر عمل اور نفاذِ شریعت کے لیے جدوجہد سے پہلو تہی
- آیات ۴۴-۵۰ (رکوع ۷) نفاذ شریعت کے لیے پُرزور تاکید
- آیات ۵۱-۵۶ (رکوع ۸) حزب اللہ کے اوصاف
- آیات ۵۷-۸۶ (رکوع ۹ تا ۱۱) اہل کتاب کے لیے ترغیب و ملامت
- آیات ۸۷-۱۰۸ (رکوع ۱۲ تا ۱۴) احکام شریعت
- آیات ۱۰۹-۱۲۰ (رکوع ۱۵ تا ۱۶) ایمان بالرسالت

آیات ۱ تا ۲

اہم اصولی ہدایات اور احکام شریعت

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!

اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ	پورے کرو عہد
اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ	حلال کر دیے گئے ہیں تمہارے لیے مویشی چوپائے
اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ	سوائے اُن کے جو سنائے جائیں گے تمہیں
غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ	نہ سمجھنے والے ہو شکار کو حلال جبکہ تم حالتِ احرام میں
اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ○	بے شک اللہ حکم دیتا ہے جو چاہتا ہے۔
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ	بے حرمتی نہ کرو اللہ کی نشانیوں کی
وَ لَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ	اور نہ ہی حرمت والے مہینے کی
وَ لَا الْهَدْيَ	اور نہ ہی حرم میں قربان ہونے والے جانوروں کی
وَ لَا الْقَلَآئِدَ	اور نہ ہی اُن جانوروں کی جن کے گلوں میں (قربانی کی نشانی کے لیے) پٹے بندھے ہوئے ہیں
وَ لَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ	اور نہ ہی ارادہ کرنے والوں کی محترم گھر کا
يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رِضْوَانًا ؕ	جو طلب کرتے ہیں فضل اپنے رب سے اور خوشنودی
وَ اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ	اور جب احرام کھول دو تو شکار کرو
وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ	اور نہ اکسائے تمہیں کسی قوم کی دشمنی
اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	کہ انہوں نے روکا تھا تمہیں مسجدِ حرام جانے سے

اَنْ تَعْتَدُوْا ؕ	کہ تم زیادتی کرو
وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ۪	اور باہم تعاون کرو نیکی اور تقویٰ کے کام میں
وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ ۪	اور باہم تعاون نہ کرو گناہ اور زیادتی کے کام میں
وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ	اور بچو اللہ کی نافرمانی سے
اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝	بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

اِن آیات میں اہم اصولی ہدایات اور احکام شریعت کا بیان ہے۔ اصولی ہدایات دو ہیں:

۱۔ معاہدات کی پاسداری کرو۔

۲۔ نیکی و تقویٰ کے کاموں میں تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں تعاون نہ کرو۔ گویا گناہ تو درکنار اِس میں کسی قسم کی معاونت بھی ناجائز ہے۔

احکام شریعت میں سے چار احکام یہاں بیان کیے گئے ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے چوپایوں میں سے مویشی حلال کیے ہیں۔

۲۔ حالتِ احرام میں شکار کرنا حرام ہے۔

۳۔ حرمت والے مہینے، حرم کی طرف قربانی کے لیے لے جائے جانے والے جانور، حرم میں قربانی کے لیے وقف کردہ جانور اور عمرہ و حج کی غرض سے حرم کی طرف جانے والے عازمین، اللہ تعالیٰ کے شعائر میں سے ہیں یعنی اُن کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ یاد آتا ہے۔ اِن شعائر اللہ کی تعظیم ہر مسلمان پر لازم ہے۔

۴۔ کسی قوم کی دشمنی اِس بات کا جواز نہ بن جائے کہ اُس کے ساتھ زیادتی کی جائے۔

آیت ۳

دینِ اسلام کی تکمیل کا اعلان

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ	حرام کیے گئے ہیں تم پر مُردار
وَالدَّمُ	اور خون
وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ	اور خنزیر کا گوشت
وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ	اور وہ پکارا جائے اللہ کے سوا کسی کا نام جس پر
وَالْمُنْخَنِقَةُ	اور گلا گھٹنے سے مرنے والا
وَالْمَوْقُوْذَةُ	اور چوٹ لگنے سے مرنے والا
وَالْمُتَرَدِّيَةُ	اور اوپر سے گر کر مرنے والا
وَالنَّطِيْحَةُ	اور سینگ لگنے سے مرنے والا
وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ	اور جسے کھایا ہو کسی درندے نے
اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۣ	سوائے اُس کے جسے تم ذبح کر لو
وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ	اور جسے ذبح کیا گیا ہو آستانوں پر
وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ؕ	اور یہ کہ تم تقسیم کرو (گوشت) جوئے کے تیروں سے
ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ؕ	یہ سب نافرمانی کے کام ہیں

اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ	آج مایوس ہوگئے ہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے تمہارے دین سے
فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ؕ	تو مت ڈرو اُن سے اور ڈرو مجھ سے
اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ	آج کے دن میں نے مکمل کر دیا تمہارے لیے تمہارا دین
وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ	اور پوری کر دی ہے تم پر اپنی نعمت
وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ	اور پسند کر لیا تمہارے لیے اسلام کو بطورِ دین
فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ	پھر جو لاچار کر دیا گیا بھوک سے
غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ	نہ مائل ہونے والا ہو گناہ کی طرف
فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝	تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِس آیتِ مبارکہ میں اعلان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے دینِ اسلام کی تکمیل فرما دی ہے اور اِس طرح اُن کے لیے ایک بہت بڑی نعمت پوری ہو گئی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے اِس مکمل دین کو پسند فرما لیا ہے۔ دین کی تکمیل کے بعد اِس میں کسی بدعت کی گنجائش نہیں اور کسی کی طرف سے نبوت کا دعویٰ سفید جھوٹ اور فریب ہے۔ اِس آیت میں چار احکام شریعت کے بھی عطا کیے گئے ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے مردار 'خون' خنزیر کا گوشت اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے نام پر نذر کیا گیا کھانا حرام قرار دیا۔ اگر کسی جانور کو جھٹکے یا کرنٹ لگا کر مار دیا جائے تو اُس کا خون بہنے کی بجائے اندر گوشت کے ساتھ چپک کر جم جاتا ہے۔ خون کے حرام ہونے کی وجہ سے اب اِس جانور کا گوشت حرام ہے۔

۲۔ اگر کوئی مویشی کسی بھی وجہ سے ذبح کیے بغیر مر گیا تو اُس کا گوشت حرام ہے۔

۳۔ کسی مزار یا استھان پر ذبح کیے جانے والے جانور کا گوشت یا جوئے کے تیروں کے ذریعہ تقسیم شدہ گوشت بھی حرام ہے کیونکہ ان دونوں صورتوں میں شرک کی آمیزش ہے۔

۴۔ جان چلی جانے کا خطرہ ہو تو بقدرِ ضرورت حرام سے استفادہ جائز ہے۔

آیات ۴ تا ۵

اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ چیزیں حلال فرمائی ہیں

يَسْـَٔلُوْنَكَ	اے نبیؐ! وہ پوچھتے ہیں آپؐ سے
مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ؕ	کیا حلال کیا گیا ہے اُن کے لیے؟
قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ	فرمایئے حلال کی گئی ہیں تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں
وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ	اور وہ جو تم سکھاتے ہو درندوں میں سے
مُكَلِّبِيْنَ	شکاری جانور کو سدھانے والے ہوتے ہوئے
تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۫	تم اُنہیں سکھاتے ہو اُس میں سے جو سکھایا تمہیں اللہ نے
فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ	تو کھاؤ اُس میں سے جو وہ پکڑے رکھیں تمہارے لیے
وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۠	اور ذکر کرو اللہ کے نام کا اُس پر
وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ	اور بچو اللہ کی نافرمانی سے
اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۴	بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔
اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ	آج کے دن حلال کر دی گئی ہیں تمہارے لیے پاکیزہ

	چیزیں
وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۖ	اور کھانا اُن کا جنہیں دی گئی کتاب حلال ہے تمہارے لیے
وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۖ	اور تمہارا کھانا حلال ہے اُن کے لیے
وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ	اور پاک دامن مومن عورتیں
وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ	اور پاک دامن عورتیں اُن کی جنہیں دی گئی کتاب تم سے پہلے
اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ	جب تم دے دو انہیں اُن کے مہر
مُحْصِنِيْنَ	پاکباز بنتے ہوئے،
غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ	محض لذت لینے والے نہیں
وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ۭ	اور نہ ہی چھپی دوستی کرنے والے
وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ	اور جس نے انکار کیا ایمان کی روش پر چلنے سے
فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۠	تو یقیناً ضائع ہو گیا اُس کا عمل
وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ ع	اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔

ع

اِن آیات میں دو بار فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام پاکیزہ چیزیں مسلمانوں کے لیے حلال قرار دی ہیں۔ اِن میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ اگر سکھائے ہوئے شکاری جانور کو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر شکار پر چھوڑا گیا ہو تو اُس کا مارا ہوا ایسا شکار جس میں سے وہ خود نہ کھائے حلال ہے۔

۲۔ اہلِ کتاب کے لیے حلال کردہ کھانے مسلمانوں کے لیے بھی حلال ہیں اور مسلمانوں کے لیے حلال کردہ کھانے اہلِ کتاب کے لیے حلال ہیں۔

۳۔ نیک سیرت مسلمان خواتین اور نیک سیرت اہلِ کتاب خواتین سے مسلمان مرد نکاح کر سکتے ہیں جبکہ مقصد گھر بسانا ہو نہ کہ محض حصولِ لذت یا خفیہ آشنائی۔ منکوحہ کو مہر دینا لازم ہے۔

آیت کے آخر میں فرمایا گیا کہ جس نے ایمان کے بعد کفر کیا اُس کی نیکیاں برباد ہو گئیں اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہو گا۔ گو کہ اہلِ کتاب خاتون سے نکاح جائز ہے لیکن ایسا نہ ہو کہ اُس کی محبت میں انسان اسلام سے دور ہو کر کفر کا رنگ اختیار کر لے یا اُس کی اولاد ماں کے مذہب پر چلی جائے۔ آج کے دور میں کافر خاتون سے نکاح میں کفر کی طرف جانے کا شدید اندیشہ ہے کیونکہ کافر غالب ہیں اور مسلمان مغلوب۔ ایمان کی حفاظت کے لیے مناسب یہی ہے کہ کافر خاتون سے نکاح نہ کیا جائے۔

آیت ٦

وضو کے فرائض کا بیان

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ	جب تم کھڑے ہو نماز کے لیے
فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ	تو دھو لیا کرو اپنے چہرے
وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ	اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک
وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ	اور مسح کر لیا کرو اپنے سروں کا
وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ	اور دھو لیا کرو اپنے پاؤں ٹخنوں تک
وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا	اور اگر تم ناپاکی کی حالت میں ہو

فَاطَّهَّرُوْا ؕ	تو پھر خوب طہارت حاصل کرو (غسل کرکے)
وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى	اور اگر تم ہو بیمار
اَوْ عَلٰى سَفَرٍ	یا ہو سفر پر
اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ	یا آئے تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے
اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ	یا تم نے تعلق قائم کیا ہو بیویوں سے
فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً	پھر تم نہ پاؤ پانی
فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا	تو تیمم کرلیا کرو پاکیزہ مٹی سے
فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ	مسح کرلو اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں کا اِس سے
مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ	نہیں چاہتا اللہ کہ رکھے تم پر کچھ تنگی
وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ	اور لیکن اللہ چاہتا ہے کہ پاک کردے تمہیں
وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ	اور پوری کردے اپنی نعمت تم پر
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝	تاکہ تم شکر ادا کرو۔

اِس آیت میں وضو کے چار فرائض یعنی چہرہ کا غسل، ہاتھوں کا کہنیوں سمیت غسل، سر کا مسح اور پاؤں کا ٹخنوں سمیت غسل بیان کیے گئے ہیں۔ حالتِ جنابت میں غسل کا حکم دیا گیا۔ مزید فرمایا کہ اگر غسل یا وضو کے لیے پانی دستیاب نہ ہو تو پاکیزہ مٹی سے تیمم کیا جاسکتا ہے۔ تیمم سے مراد ہے کہ پاکیزہ مٹی سے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا جائے۔ تیمم کی سہولت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے ایک رعایت اور نعمت قرار دیا۔

ایک اہم نکتہ قابلِ غور ہے۔ نمازِ تہجد اور پھر پنج وقتہ نماز مکی دور میں فرض قرار دی گئی۔ اِن نمازوں کی ادائیگی کے لیے نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو وحیٔ خفی کے ذریعہ وضو کے فرائض اور طریقۂ کار سکھایا۔ قرآنِ حکیم میں اِس کا ذکر مدنی دور میں آیا۔ یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ پر قرآن کے علاوہ بھی احکام نازل ہوتے تھے۔ گویا منکرینِ سنت کی یہ بات گمراہی ہے کہ شریعت کا ماخذ صرف قرآن ہے۔

آیت ۷

اسلام ایک نعمت اور کلمۂ طیبہ ایک عہد ہے

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ	اور یاد رکھو اللہ کی نعمت جو تم پر ہے
وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ	اور اُس کے اُس عہد کو کہ اُس نے پابند کر دیا ہے تمہیں جس سے
اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا	جب کہا تھا تم نے کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا
وَاتَّقُوا اللّٰهَ	اور بچو اللہ کی نافرمانی سے
اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝	بے شک اللہ خوب جاننے والا ہے سینوں کی بات کو۔

آیت ۳ میں اسلام کو مسلمانوں کے لیے نعمت قرار دیا گیا تھا۔ اِس آیت میں حکم دیا گیا کہ اِس نعمت کو ہمیشہ یاد رکھنا۔ اِس نعمت کی کئی برکات ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ اسلام سے قبل تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ قبائلی عصبیتوں نے تمہیں عداوتوں اور لڑائیوں میں پھنسا کر تمہاری زندگی تم پر مشکل کر دی تھی۔ اِن حالات سے نجات کی کوئی راہ تمہیں نظر نہیں آتی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام کی توفیق بخشی جس سے تمہاری قدیم اور مسلسل عداوتوں کا خاتمہ ہوا اور تم بھائی بھائی بن گئے۔ اسلام کی عطا کردہ شریعت بھی ایک نعمت ہے جس پر عمل سے ہر ایک کی جان، مال اور آبرو کو تحفظ ملتا ہے۔ مزید یہ کہ اِس آیت میں کلمۂ طیبہ کو

سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا (ہم نے سنا اور فرمانبرداری اختیار کی) کی روش کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل اور ان کے نفاذ کے لیے جدوجہد کرنے کا عہد قرار دیا گیا۔ حکم دیا گیا اب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس سے کیے گئے عہد کو ہمیشہ یاد رکھو اور ان کا پاس کرو۔

آیات ۸ تا ۱۰

عدل کے علمبردار بن کر کھڑے ہو جاؤ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ	ہو جاؤ کھڑے ہونے والے اللہ کے لیے
شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۫	گواہ بن کر عدل کے
وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ	اور ہرگز نہ اُکسائے تمہیں کسی قوم کی دشمنی
عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ	اِس پر کہ تم عدل نہ کرو
اِعْدِلُوْا ۟	عدل کیا کرو
هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۫	یہ زیادہ قریب ہے تقویٰ کے
وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ	اور بچتے رہو اللہ کی نافرمانی سے
اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۸	بے شک اللہ خوب باخبر ہے اُس سے جو تم کر رہے ہو۔
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	وعدہ کیا اللہ نے اُن سے جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ	اور اُنہوں نے عمل کیے اچھے
لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۹	اُن کے لیے بخشش اور شاندار بدلہ ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اور جنہوں نے کفر کیا
وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ	اور جھٹلایا ہماری آیات کو
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿١٠﴾	یہ لوگ جہنم والے ہیں۔

اِن آیات میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ عدل کے علمبردار بن کر کھڑے ہو جائیں اور اِس طرح اللہ تعالیٰ کی شانِ عدل کی گواہی پیش کریں۔ عدل ہر صورت میں کیا جائے خواہ اِس کا فائدہ کسی دشمن ہی کو کیوں نہ ہو۔ عدل کرنا ہی تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔ جو لوگ ظلم و زیادتی کے خلاف عدل کے علمبردار بن کر کھڑے ہو گئے وہ اللہ تعالیٰ کی بخشش اور شاندار بدلے کی نعمتیں حاصل کریں گے۔ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے اِن احکامات کو قبول نہ کیا اور جھٹلایا وہ جہنم کے عذاب سے دوچار ہوں گے۔

آیت ۱۱

بھروسا اللہ تعالیٰ ہی پر کرنا چاہیے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ	یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہوئی
اِذْ هَمَّ قَوْمٌ	جب ارادہ کیا ایک قوم نے
اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ	کہ بڑھائے تمہاری طرف اپنے ہاتھ
فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ	تو اللہ نے روک دیا اُن کے ہاتھوں کو تم سے
وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ	اور بچتے رہو اللہ کی نافرمانی سے
ع ۲ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿١١﴾	اور اللہ پر پھر چاہیے کہ بھروسا کریں مومن۔

اِس آیت میں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی ایک عافیت کی یاد دہانی کرائی گئی۔ سن ٦ھ میں صلح حدیبیہ سے قبل جب مسلمان احرام پہنے ہوئے مکہ کی طرف جا رہے تھے تو مشرکینِ مکہ کی شدید خواہش تھی کہ اُن پر حملہ کر کے کاری ضرب لگائیں۔ اگر وہ مسلمانوں پر حملہ میں پہل کرتے تو پورے عرب میں بدنامی ہوتی کہ اُنہوں نے عمرے کی غرض سے مکہ آنے والوں کے خلاف کاروائی کی ہے۔ لہٰذا وہ چاہتے تھے کہ کسی طرح پہل مسلمانوں کی طرف سے ہو جائے تو پھر وہ اُسے بہانہ بنا کر اپنے ناپاک منصوبہ کی تکمیل کر لیں گے۔ اُنہوں نے کئی بار مسلمانوں کو مشتعل کرنے کی کوشش کی۔ اُن کے قریب سے گھوڑے دوڑائے اور گالیاں دیں تاکہ مسلمان ردِّ عمل کا اظہار کریں اور مشرکین کو اُن کے خلاف اقدام کا جواز مل جائے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو صبر و برداشت کی توفیق دی اور مشرکین کی سازشوں سے محفوظ رکھا۔ ہر قسم کے شر سے عافیت دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسا کرنا چاہیے۔

آیت ١٢

بنی اسرائیل سے عہدِ شریعت

وَ لَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ	اور یقیناً لیا تھا اللہ نے عہد بنی اسرائیل سے
وَ بَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ؕ	اور ہم نے مقرر کیے اُن میں سے بارہ سردار
وَ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ ؕ	اور فرمایا اللہ نے کہ بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں
لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ	اگر تم قائم کرتے رہے نماز
وَ اٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ	اور دیتے رہے زکوٰۃ
وَ اٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ	اور ایمان لائے میرے رسولوںؑ پر
وَ عَزَّرْتُمُوْهُمْ	اور مدد کرتے رہے اُن کی

وَ اَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا	اور دیتے رہے اللہ کو بہترین قرض
لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ	میں ضرور دور کردوں گا تم سے تمہارے گناہ
وَ لَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ	اور میں ضرور داخل کروں گا تمہیں اُن باغات میں بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں
فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ	پھر جس نے ناشکری کی اِس کے بعد تم میں سے
فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿١٢﴾	تو یقیناً وہ بھٹک گیا سیدھی راہ سے۔

اِس آیت میں ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں میں نقیب یعنی سردار مقرر کیے اور اُن سے عہد لیا کہ نماز قائم کرتے رہو' زکوٰۃ ادا کرتے رہو' رسولوںؑ پر ایمان لاؤ، اُن کے مشن میں اُن کے دست و بازو بنو اور اللہ تعالیٰ کے دین کے غلبہ کے لیے مال خرچ کرو۔ جو کوئی یہ عہد نبھائے گا، اللہ تعالیٰ اُس کے گناہ معاف فرمادے گا اور اُسے جنت کی ابدی نعمتیں عطا فرمائے گا۔ جس نے عہد کو توڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی خوش کن بشارتوں کی ناقدری کی وہ بدنصیب راہِ ہدایت سے بھٹک گیا۔

آیات ۱۳ تا ۱۴

بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کی لعنت کی وجہ ... عہد کی خلاف ورزی

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ	تو بوجہ اُن کے توڑنے کے اپنا عہد ہم نے لعنت کی اُن پر
وَ جَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً	اور ہم نے کر دیا اُن کے دلوں کو سخت
يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ	وہ بدلتے ہیں بات کو اُس کے محل و مقام سے
وَ نَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ	اور اُنہوں نے بھلا دیا ایک حصہ اُس میں سے، اُنہیں نصیحت کی گئی تھی جس سے

وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ	اور تم ہمیشہ آگاہ ہوتے رہو گے اُن کی طرف سے خیانت پر
اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ	سوائے چند لوگوں کے اُن میں سے
فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ؕ	تو معاف کرو انہیں اور در گزر کرو
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٣﴾	بے شک اللہ محبت کرتا ہے احسان کرنے والوں سے۔
وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى	اور ان لوگوں سے جنہوں نے کہا بے شک ہم نصاریٰ ہیں
اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ	ہم نے لیا اُن سے اُن کا عہد
فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠	سو اُنہوں نے بھلا دیا ایک حصہ اُس میں سے، اُنہیں نصیحت کی گئی تھی جس سے
فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ	تو ہم نے ڈال دی اُن کے درمیان دشمنی اور نفرت روزِ قیامت تک
وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿١٤﴾	اور عنقریب بتا دے گا انہیں اللہ جو وہ کاری گری کیا کرتے تھے۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر عہد کی خلاف ورزی کی وجہ سے لعنت کی اور اُن کے دلوں میں سختی پیدا کر دی۔ یہ اِسی کا نتیجہ ہے کہ وہ:

۱۔ اپنے خبیث نفس کی تسکین اور خبثِ باطن کے اظہار کے لیے الفاظ کو بگاڑ دیتے ہیں جیسے اَطَعْنَا (ہم نے اطاعت کی) کو عَصَيْنَا (ہم نے نہیں مانا) کہہ دیا اور رَاعِنَا (ہم سے رعایت کیجیے) کو رَاعِيْنَا (اے ہمارے چرواہے) کر دیا۔

۲۔ اُس نصیحت کو فراموش کر دیتے ہیں جس کے ذریعہ سے اُن کی اصلاح کی کوشش کی جاتی ہے۔

۳۔ اُن کی طرف سے مسلسل بد دیانتی اور وعدہ خلافی کا تجربہ ہوتا رہتا ہے۔

عیسائیوں کو اللہ تعالیٰ نے اُن کی بد عہدی کی سزا یہ دی کہ اُن کے مابین بغض وعداوت پیدا کر دی اور وہ باہم فرقہ وارانہ کشیدگی کی وجہ سے خونریزی اور ایک دوسرے کی قوت کا مزہ چکھتے رہے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ اُنہیں اُن کی کارستانیوں کی حقیقت کا مزہ چکھائے گا۔

بنی اسرائیل اپنے جرائم کی بنیاد پر اِس قابل نہیں کہ اُنہیں قریب بھی آنے دیا جائے لیکن نبی اکرم ﷺ کو ہدایت دی گئی کہ آپ ﷺ اُنہیں معاف کریں اور ان کی بد عملی سے در گزر کریں، اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ اُن کی سخت دلی اور بے حسی کے بعد اگرچہ کسی وعظ و نصیحت کا اُن کے لیے مؤثر ہونا مشکل ہے لیکن رواداری اور حسنِ خلق کے رویہ سے بے حسوں میں بھی حس پیدا ہو سکتی ہے۔

آیات ۱۵ تا ۱۶

اہلِ کتاب کو نبی اکرم ﷺ اور قرآن پر ایمان لانے کی دعوت

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا	اے اہلِ کتاب! آ چکے ہیں تمہارے پاس ہمارے رسولؐ
يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ	جو واضح کرتے ہیں تم پر وہ بہت سی باتیں جنہیں تم چھپا رہے تھے کتاب میں سے
وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ	اور در گزر کرتے ہیں بہت سی باتوں سے
قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾	یقیناً آ چکی ہے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور ایک واضح کتاب۔
يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ	ہدایت دیتا ہے اللہ اِس کے ذریعہ اُن کو جو پیروی کرتے ہیں اللہ کی رضا کی

سُبُلَ السَّلٰمِ	سلامتی کے راستوں کی
وَیُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ	اور نکالتا ہے اُنہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف اپنی توفیق سے
وَیَهْدِیْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۱۶﴾	اور ہدایت دیتا ہے اُنہیں سیدھی راہ کی۔

اِن آیات میں اہلِ کتاب کو دعوت دی گئی کہ تمہاری بھلائی اِسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ پر ایمان لے آؤ۔ وہ کھول کھول کر تمہیں بتا رہے ہیں کہ تم نے اپنی کتابوں سے کتنا حق ظاہر کیا اور کتنا چھپایا۔ اُن کے ذریعہ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح کتاب اور ہدایت کی روشنی آگئی ہے۔ اِسی کتاب کے ذریعہ اب ہدایت ملے گی لیکن اُس کو جس کی نیت اللہ تعالیٰ کی رضا کی طلب ہو۔ اللہ تعالیٰ اِس کتاب کے ذریعہ ایسی سعید روحوں کو سلامتی کے راستے دکھائے گا، گمراہی کے اندھیروں سے ہدایت کے نور میں لے آئے گا اور سیدھے راستے کی طرف رہنمائی عطا فرمائے گا۔

آیت ۱۷

حضرت عیسیٰ ؑ معبود نہیں مخلوق ہیں

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا	یقیناً کفر کیا اُن لوگوں نے جنہوں نے کہا
اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ ؕ	بے شک اللہ ہے ہی مسیح یعنی مریم کا بیٹا
قُلْ فَمَنْ یَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا	اے نبیؐ! فرمایئے کون اختیار رکھتا ہے اللہ کے سامنے کچھ بھی
اِنْ اَرَادَ اَنْ یُّهْلِكَ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ	اگر اللہ چاہے کہ ہلاک کر دے مسیحؑ مریمؑ کے بیٹے کو
وَاُمَّهٗ	اور اُن کی والدہ کو

وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ	اور جو زمین میں ہیں سب کے سب کو
وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	اور اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی
وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ	اور اُس کی بھی جو اِن دونوں کے درمیان ہے
يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ	وہ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے
وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٧﴾	اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

عیسائیوں کے ایک فرقہ یعقوبیہ کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیحؑ کی ذات میں حلول کر گیا ہے۔ گویا اب اللہ تعالیٰ حضرت مسیحؑ کی صورت میں موجود ہے۔ اِس آیت میں فرمایا کہ حضرت مسیحؑ اور اُن کے والدہ حضرت مریمؑ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے ہیں۔ اگر وہ اُن پر کوئی آفت نازل کرنا چاہے تو ہے کوئی جو اُنہیں بچا سکے؟ وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے بے بس اور لاچار ہیں جبکہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہر طرح سے بااختیار اور ہر شے پر قادر ہے۔ بلاشبہ حضرت مسیحؑ کی معجزانہ ولادت، اُن کے اخلاقی کمالات اور حسی معجزات حیرت انگیز ہیں۔ یہ کمال اللہ تعالیٰ کا ہے کہ اُس نے آپؑ کو یہ سب کچھ عطا کیا ہے۔ یہ بڑی بے دانشی ہے کہ مخلوق کے کمالات کو دیکھ کر اُسی پر خالق ہونے کا گمان کر لیا جائے۔ دانشمند وہ ہیں جو مخلوق کے کمالات میں خالق کی عظیم الشان قدرت کے نشانات دیکھتے ہیں اور اُن سے ایمان کا نور حاصل کرتے ہیں۔

آیت ۱۸

اللہ تعالیٰ کی محبوب امت ہونے کا دعویٰ؟

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى	اور کہا یہودیوں اور عیسائیوں نے
نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ	کہ ہم اللہ کے بیٹے ہیں

وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ	اور اُس کے بڑے محبوب ہیں
قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ	اے نبیؐ! پوچھیے پھر کیوں وہ عذاب دیتا ہے تمہیں تمہارے گناہوں کی وجہ سے
بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ	بلکہ تم بھی انسان ہو اُن میں سے جو اُس نے پیدا کیے
يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ	وہ بخش دیتا ہے جسے چاہتا ہے
وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ	اور سزا دیتا ہے جسے چاہتا ہے
وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	اور اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی
وَمَا بَيْنَهُمَا ۫	اور اُس کی بھی جو اِن دونوں کے درمیان ہے
وَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾	اور اِسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

یہودی اور عیسائی دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے انتہائی محبوب لوگوں میں شامل ہیں۔ اِس آیت میں اُن سے سوال کیا گیا کہ اگر واقعی وہ اللہ تعالیٰ کے لاڈلے ہیں تو پھر اُن پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کیوں آتے رہے؟ حقیقت یہ ہے کہ تمام انسان اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور اُس کی نگاہ میں برابر ہیں۔ البتہ جو اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں وہی اُس کے محبوب ہیں۔ آج یہ دھوکا مسلمانوں کو بھی ہے کہ آخری نبی ﷺ کے امتی ہونے کی وجہ سے ہم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ آج ہم سے سوال ہے کہ پھر عذاب کے کوڑے ہم پر کیوں برس رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کا محبوب بننا ہے تو شریعت پر عمل کر کے کردار کی پاکیزگی حاصل کرنا ہو گی۔

آیت ۱۹

اہلِ کتاب کے لیے اتمامِ حجت

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ	اے اہلِ کتاب!
قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا	یقیناً آ چکے ہیں تمہارے پاس ہمارے رسولؐ
يُبَيِّنُ لَكُمْ	وہ واضح کرتے ہیں تم پر (احکام شریعت)
عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ	ایک وقفہ کے بعد رسولوں کی آمد میں
اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ	کہیں تم کہنے لگو نہیں آئے ہمارے پاس بشارت دینے والے اور نہ ہی خبردار کرنے والے
فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ	پس آ چکے ہیں تمہارے پاس بشارت دینے والے اور خبردار کرنے والے
ع ۳ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝	اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ نے کئی انبیاء بھیجے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بعد انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا سلسلہ بند ہوا اور مسلسل چھ سو سال تک بند رہا۔ اِس کے بعد یہود اور عیسائی دونوں کو نبی آخر الزمان ﷺ کا انتظار تھا۔ مگر جب نبی آخر الزمان ﷺ تشریف لائے تو دونوں نے صرف اِس بنا پر آپ ﷺ کی نبوت کا انکار کر دیا کہ آپ ﷺ بنی اسرائیل میں سے نہ تھے۔ اِس آیت میں اُن دونوں کو آگاہ کیا گیا کہ نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ کی صورت میں تمہارے پاس بشارت دینے والی اور خبردار کرنے والے ہستی آ چکی ہے۔ اب تم روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی بے عملی کا یہ جواز پیش نہیں کر سکتے کہ ہمیں کوئی خبردار کرنے یا بشارت

دینے والا نہیں آیا۔ خیر اِسی میں ہے کہ اِن رسولوں اور اِن کی تعلیمات پر ایمان لے آؤ۔ اگر تم ایمان نہیں لائے تو خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اِس جرم کی سزا دینے پر پوری طرح قادر ہے۔

آیات ۲۰ تا ۲۲

بنی اسرائیل کو نفاذِ شریعت کے لیے قتال کرنے کی دعوت

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ	اور جب کہا موسیٰؑ نے اپنی قوم سے
یٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ	اے میری قوم! یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہوئی
اِذْ جَعَلَ فِیْكُمْ اَنْۢبِیَآءَ	جب بنائے اللہ نے تم میں سے انبیاءؑ
وَ جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا	اور بنایا تمہیں بادشاہ
وَّ اٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ۝۲۰	اور دیا تمہیں وہ کچھ جو نہیں دیا کسی کو تمام جہان والوں میں۔
یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ	اے میری قوم! داخل ہو جاؤ اِس مقدس سرزمین میں جو لکھ دی ہے اللہ نے تمہارے لیے
وَ لَا تَرْتَدُّوْا عَلٰۤی اَدْبَارِكُمْ	اور مت پھر جانا اپنی پیٹھیں پھیر کر
فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ ۝۲۱	پھر تم پلٹ کر ہو جاؤ گے خسارہ پانے والے۔

اِن آیات میں بنی اسرائیل کے لیے حضرت موسیٰؑ کی طرف سے دعوتِ قتال کا ذکر ہے۔ اُنہوں نے بنی اسرائیل کو اُن پر ہونے والے انعامات کی یاد دہانی کرائی۔ اُنہیں یاد دلایا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن میں بیک وقت کئی کئی نبیؑ بھیجے اور حضرت یوسفؑ کے زمانہ میں

اور اُن کے بعد مصر میں اُن کو بڑی بادشاہت عطا کی۔ صحرائے سینا میں من وسلویٰ کی صورت میں اُنہیں بہترین خوراک فراہم کی۔ ۱۲ قبائل کے لیے پانی کے ۱۲ چشمے ایک ہی چٹان سے جاری کر دیے۔ بادلوں کو اُن پر مسلسل سائبان بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے احسانات کسی اور قوم پر نہیں کیے۔ اِس کے بعد حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ فلسطین کی سرزمین کو مشرکین سے خالی کرانے کے لیے جنگ کرو تاکہ وہاں ہم تورات کی تعلیمات پر مبنی عادلانہ نظام قائم کر سکیں۔ یہ خوشخبری بھی سنا دی کہ اِس جنگ میں اُنہیں فتح حاصل ہو گی۔ ساتھ ہی خبردار کر دیا کہ اگر جنگ سے اعراض کیا تو بدترین خسارے سے دوچار ہو گے۔

آیات ۲۲ تا ۲۴

بنی اسرائیل کا اللہ کی راہ میں قتال کرنے سے انکار

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى	بنی اسرائیل نے کہا کہ اے موسیٰؑ !
اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ	بے شک اِس بستی میں تو بڑے زبردست لوگ آباد ہے
وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا	اور ہم ہرگز داخل نہ ہوں گے اِس میں
حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ	یہاں تک کہ وہ نکل جائیں اِس سے
فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا	پھر اگر وہ نکل جائیں اِس سے
فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿٢٢﴾	تو بے شک ہم داخل ہونے والے ہیں۔
قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ	کہا دو مردوں نے اُن میں سے جو ڈر رہے تھے
اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا	انعام فرمایا تھا اللہ نے جن دونوں پر
ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ	داخل ہو جاؤ اُن پر دروازے سے

فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ	پھر جب تم داخل ہو جاؤ گے اُس سے
فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ	تو بے شک تم ہی غالب ہو گے
وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا	اور اللہ ہی پر پھر بھروسا کرو
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٢٣﴾	اگر تم مومن ہو۔
قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى	اُنہوں نے کہا اے موسیٰؑ !
اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا	بے شک ہم ہر گز نہ داخل ہوں گے اِس میں کبھی بھی
مَّا دَامُوْا فِيْهَا	جب تک وہ موجود ہیں اِس میں
فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَآ	سو، جاؤ تم اور تمہارا رب پھر دونوں جنگ کرو
اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿٢٤﴾	بے شک ہم یہیں بیٹھنے والے ہیں۔

یہ آیات بنی اسرائیل کے اللہ کی راہ میں جنگ سے شرمناک گریز کا حال بیان کر رہی ہیں۔ اُنہوں نے حضرت موسیٰؑ کی دعوتِ قتال فی سبیل اللہ کے جواب میں کہا کہ فلسطین میں آباد قوم بڑی زور آور ہے۔ کسی معجزہ کے ذریعہ اُن کو وہاں سے نکال دیا جائے تو ہم وہاں داخل ہوں گے ورنہ نہیں۔ بنی اسرائیل ہی میں سے اللہ تعالیٰ کے دو انعام یافتہ بندوں (یوشع بن نون اور کالب بن یوقنا) نے اپنی قوم کو جھنجھوڑا اور سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرو یا اور دشمن کی طاقت سے مرعوب نہ ہو اور ہمت کر کے دشمن کی بستی میں داخل ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی مدد تمہارے شاملِ حال ہے اور اُس نے فتح تمہارے لیے طے کر دی ہے۔ بزدل قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کورا جواب دے دیا کہ آپ اور آپ کا رب جا کر مشرکین سے جنگ کریں ہم تو یہاں بیٹھے رہیں گے۔

آیات ۲۵ تا ۲۶

حضرت موسیٰؑ کی بزدل قوم کے خلاف بددعا

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَ اَخِیْ	عرض کی موسیٰؑ نے اے میرے رب! بے شک میں اختیار نہیں رکھتا سوائے اپنی ذات اور اپنے بھائی کے
فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۲۵﴾	پس جدائی کردے ہمارے اور اِس نافرمان قوم کے درمیان۔
قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَیْهِمْ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً ۚ	فرمایا اللہ نے پھر بے شک یہ زمین حرام کی ہوئی ہے اِن پر چالیس سال تک
یَتِیْهُوْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ	بھٹکتے پھریں گے زمین میں
ع ۳ فَلَا تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۲۶﴾ ع	تو افسوس نہ کرنا اِس فاسق قوم پر۔

اِن آیات میں حضرت موسیٰؑ کی اپنی قوم کے خلاف بددعا کا ذکر ہے۔ اُنہوں نے عرض کی کہ اے میرے رب! مجھے اپنے اور اپنے بھائی ہارون کے علاوہ کسی پر کوئی اختیار نہیں۔ اب تو ہمیں جدا کردے اِس فاسق قوم سے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا کہ اب یہ ۴۰ سال تک صحراء میں بھٹکتے رہیں گے۔ اے موسیٰ! اِس فاسق قوم کی بربادی پر افسوس نہ کیجیے گا۔

اِن آیات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ نفاذِ شریعت کے لیے مال و جان کی قربانی سے اعراض کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولوں کو کیسی نفرت ہوتی ہے۔ دنیا میں باطل کے غلبہ کی وجہ اہلِ حق کی بزدلی ہی ہوتی ہے۔ اگر اہلِ حق پامردی دکھادیں تو باطل ریت کی دیوار ثابت ہوتا ہے جیسے دورِ نبوی ﷺ میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے اپنی بے مثال بہادری و شجاعت سے ثابت کیا۔

آیات ۲۷ تا ۲۹

حضرت ہابیل کا حکیمانہ وعظ

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ	اے نبیؐ! سنایئے اِنہیں خبر آدمؑ کے دو بیٹوں کی حق کے ساتھ
اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا	جب اُن دونوں نے پیش کی قربانی
فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا	تو قبول کی گئی دونوں میں سے ایک (ہابیل) کی طرف سے
وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ	اور قبول نہیں کی گئی دوسرے (قابیل) کی طرف سے
قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ	قابیل نے کہا میں ضرور قتل کردوں گا تجھے
قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝۲۷	ہابیل نے کہا کہ بے شک قبول فرماتا ہے اللہ متقیوں کی طرف سے۔
لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ	اگر تو نے بڑھایا میری طرف اپنا ہاتھ تاکہ تو قتل کردے مجھے
مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ	میں نہیں ہوں بڑھانے والا اپنا ہاتھ تیری طرف کہ قتل کردوں تجھے
اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲۸	بے شک میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو رب ہے تمام جہانوں کا۔
اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ	بے شک میں تو چاہتا ہوں کہ تو اٹھالے میرا گناہ اور اپنا گناہ

فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ	اور پھر تو ہو جائے جہنم والوں میں سے
وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۝٢٩	اور یہی ظالموں کا بدلہ ہے۔

اِس آیت میں حضرت ہابیل اور قابیل کا واقعہ بیان ہوا ہے۔اُن دونوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قربانی پیش کی۔ حضرت ہابیل کی قربانی قبول ہوئی اور قابیل کی قبول نہ ہو سکی۔ قابیل نے غصہ میں حضرت ہابیل کو قتل کرنے کی دھمکی دی۔ حضرت ہابیل نے قابیل کو قتلِ ناحق جیسے بدترین جرم سے روکنے کے لیے عمدہ وعظ و نصیحت کی۔ فرمایا "اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ" (بے شک اللہ متقیوں کی قربانیاں ہی قبول فرماتا ہے)۔ یہ پُر حکمت بات ایک اہم اصول کی حیثیت رکھتی ہے۔ اعمال و عبادات کی قبولیت تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کے خوف پر موقوف ہے۔ جس میں تقویٰ نہیں اُس کا عمل مقبول نہیں۔اِسی طرح نفاذِ شریعت کے لیے ایسے ہی لوگوں کی جد وجہد کامیاب ہو گی جو اپنی ذات میں متقی یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچنے والے ہیں۔ حضرت ہابیل نے مزید فرمایا کہ اگر تم مجھے قتل کرنے کی کوشش کرو گے تو میں ہر گز ردِّ عمل کے طور پر تمہیں قتل کرنے کا ارادہ نہیں کروں گا۔ میں رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔ سوچ لو کہ میرے ناحق قتل سے نہ صرف تم خود گناہ گار ہو گے بلکہ میرے تمام گناہ بھی تمہارے کھاتے میں چلے جائیں گے۔

آیات ۳۰ تا ۳۱

تاریخِ انسانی کا پہلا ناحق قتل

فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ	پھر آمادہ کر لیا قابیل کو اُس کے جی نے اپنے بھائی کے قتل پر
فَقَتَلَهٗ	تو اُس نے قتل کر دیا ہابیل کو
فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝٣٠	پس قابیل ہو گیا خسارہ پانے والوں میں سے

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ	پھر بھیجا اللہ نے ایک کوے کو جو کریدتا تھا زمین
لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ؕ	تاکہ دکھائے قابیل کو کہ کیسے وہ چھپائے اپنے بھائی کی لاش
قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى	قابیل نے کہا ہائے میری خرابی!
اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ	کیا میں عاجز ہوا اِس سے بھی کہ میں ہوتا اِس کوے جیسا
فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ	تو چھپا دیتا اپنے بھائی کی لاش
فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ﴿٣١﴾	پھر وہ ہو گیا پچھتانے والوں میں۔

حضرت ہابیل کے وعظ نے قابیل کو سوچنے پر مجبور کر دیا۔ کچھ روز اُس کے ضمیر اور نفس کے درمیان کشمکش رہی کہ قتل کے ارادے پر عمل کرے یا نہ کرے۔ آخر کار نفس غالب آیا اور اُس نے حضرت ہابیل کو شہید کر کے خسارہ کا سودا کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے قابیل کو ایک کوّے کے ذریعہ سکھایا کہ کیسے زمین کو کھود کر مرحوم بھائی کی لاش اُس میں دفن کر دی جائے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا اِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ الْاَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا لِاَنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ (بخاری)

"نہیں قتل کیا جاتا کسی بھی انسان کو ناحق مگر یہ کہ اِس کے گناہ کا ایک حصہ حضرت آدمؑ کے پہلے بیٹے (یعنی قابیل) کے کھاتے میں بھی جاتا ہے، اِس لیے کہ اُسی نے قتلِ ناحق کے جرم کا آغاز کیا تھا"۔

غالباً اللہ تعالیٰ نے یہود کے اِس گھمنڈ کو توڑنے کے لیے یہ واقعہ بیان فرمایا کہ وہ دعویٰ کرتے تھے ہم انبیاءؑ کی اولاد ہونے کی وجہ سے اللہ کے بیٹے اور اُس کے چہیتے ہیں۔ اُنہیں بتایا گیا کہ ہابیل اور قابیل دونوں بھائی حضرت آدمؑ کے بیٹے تھے مگر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہی مقبول ہوا جو متقی تھا۔ دوسرے نے ظلم کا ارتکاب کیا تو وہ مردود ہو گیا۔ حضرت آدمؑ کا بیٹا ہونا اُس کے کچھ کام نہ آیا۔

آیت ۳۲

انسانی جان کی حرمت

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚۛ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	اِس وجہ سے ہم نے طے کر دیا بنی اسرائیل کے لیے
اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ	کہ جس نے قتل کیا کسی جان کو بغیر کسی جان کے بدلے
اَوْ فَسَادٍ فِى الْاَرْضِ	یا بغیر فساد کے زمین میں
فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ	تو گویا اُس نے قتل کیا انسانوں میں سے سب کے سب کو
وَمَنْ اَحْيَاهَا	اور جس نے بچایا کسی ایک جان کو
فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ	تو گویا اُس نے بچایا انسانوں میں سے سب کے سب کو
وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۫	اور بے شک آئے اُن کے پاس ہمارے رسولؑ واضح نشانیوں کے ساتھ
ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِى الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ۝۳۲	پھر بے شک اُن میں سے اکثر اِس کے بعد بھی زمین میں زیادتیاں کرنے والے ہیں۔

اِس آیت میں فرمایا گیا کہ حضرت ہابیل کے قتلِ ناحق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ طے کر دیا کہ جس نے کسی ایک جان کو کسی جان کے بدلہ میں یا زمین میں فساد کی سزا کے بغیر ناحق قتل کیا، اُس نے گویا پوری نوعِ انسانی کو قتل کیا۔ ایسا کرنے والا پوری انسانیت اور امنِ عامہ کا دشمن ہوتا ہے۔ دوسرے لوگ بھی اُسے یہ جرم کرتے دیکھ کر اُس پر دلیر ہو جاتے ہیں۔ اِس کے برعکس جس نے کسی ایک جان کی حرمت کا پاس کیا یا کسی کو مظلومانہ موت سے نجات دلائی، اُس نے گویا پوری نوعِ انسانی کی بقا کا سامان کیا۔ ایسا کرنا بہت

بڑی نیکی ہے کیونکہ ایسا شخص انسانیت کا ہمدرد اور امنِ عامہ میں معاون بنتا ہے۔ بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ کے طے کردہ اِس ضابطہ سے واقف تھے۔ رسولوںؑ نے بار بار آکر اُنہیں اِس کی یاددہانی بھی کرائی لیکن اِس کے باوجود وہ قتل و غارت گری سے باز نہ آئے۔ بدقسمتی سے آج مسلمانوں میں بھی قتلِ ناحق کا جرم بہت عام ہے۔

آیات ۳۳ تا ۳۴

دہشت گردی کی سزا

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ	بلاشبہ بدلہ اُن کا جو جنگ کرتے ہیں اللہ اور اُس کے رسولؐ سے
وَ یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا	اور کوشش کرتے ہیں زمین میں فساد برپا کرنے کی
اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا	یہ ہے کہ اُنہیں بری طرح قتل کیا جائے
اَوْ یُصَلَّبُوْٓا	یا اُنہیں صلیب پہ لٹکا دیا جائے
اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْھِمْ وَ اَرْجُلُھُمْ مِّنْ خِلَافٍ	یا کاٹے جائیں اُن کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے
اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ	یا اُنہیں نکال دیا جائے سرزمین سے
ذٰلِکَ لَھُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا	یہ اُن کے لیے رسوائی ہے دنیا میں
وَ لَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۳۳﴾	اور اُن کے لیے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔
اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا	سوائے اُن کے جو توبہ کرلیں
مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْھِمْ ۚ	اِس سے پہلے کہ تم قابو پاؤ اُن پر

ع ٨ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣٤﴾ ع ٩	تو جان لو کہ اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مرضی یہ ہے اور اُس کے رسول ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ زمین میں ایک عادلانہ نظام قائم ہو۔ ایسا نظام جب کسی سرزمین میں قائم ہو جائے تو اُس کو خراب کرنے کی کوشش کرنا، خواہ وہ چھوٹے پیمانے پر قتل وغارت اور رہزنی وڈکیتی کی حد تک ہو یا بڑے پیمانے پر اُس عادلانہ نظام کو الٹنے اور اس کی جگہ کوئی فاسد نظام قائم کر دینے کے لیے، دراصل وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے خلاف جنگ ہے۔ اِن آیات میں فرمایا کہ جو لوگ یہ جرم کریں اُن کی سزا یہ ہے کہ اُنہیں قتل کیا جائے یا صلیب پر لٹکایا جائے یا مخالف سمتوں سے اُن کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے جائیں یا وہ جلاوطن کر دیے جائیں۔ امام وقت یا قاضی کو اختیار ہے کہ اپنے اجتہاد سے جرم کی نوعیت کے مطابق اِن میں سے جس سزا کا چاہے فیصلہ کر دے۔ البتہ اگر کوئی مجرم خود کو اپنے طور پر قانون کے حوالے کر دے تو اُس کی سزا معاف کی جا سکتی ہے۔ ہاں بندوں کے جو حقوق اُس نے غصب کیے ہیں اُن کی تلافی بہر حال اُس کے ذمہ رہے گی۔ خواہ اُن کی ادائیگی کرے یا معاف کروالے۔

آیت ۳۵

اللہ تعالیٰ کی قربت کیسے حاصل ہوتی ہے؟

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
اتَّقُوا اللّٰهَ	بچو اللہ کی نافرمانی سے
وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ	اور تلاش کرو اُس کی طرف وسیلہ
وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ	اور جہاد کرو اُس کی راہ میں
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٣٥﴾	تاکہ تم فلاح پاؤ۔

اِس آیت میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قربت کے حصول کی کوشش کریں۔ اِس کے لیے انفرادی اعتبار سے تقویٰ اختیار کریں یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچیں اور اجتماعی طور پر اُس کی راہ میں جہاد کریں یعنی اپنی ذات اور پورے معاشرے میں دین و شریعت کے غلبہ کے لیے مال و جان کھپا دیں۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کا مفہوم یہ ہے کہ جو قوتیں انسان کو اُس کی قربت کی راہ سے ہٹانے کی کوشش کرتی ہیں، اُس کی مرضی کے مطابق چلنے سے روکتی ہیں یا غیر اللہ کا بندہ بننے پر مجبور کرتی ہیں، اُن کے خلاف اپنی تمام امکانی طاقتوں سے کشمکش اور جد وجہد کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کی قربت کی راہ سے روکنے والی قوتوں میں انسان کا اپنا نفس اور اُس کی سرکش خواہشات، ابلیس لعین اور اُس کا شیطانی لشکر، اللہ کے دین سے پھرے ہوئے بہت سے انسان جن کے ساتھ انسان معاشرتی، تمدنی اور معاشی تعلقات میں بندھا ہوا ہے اور وہ باطلانہ نظام شامل ہے جو اللہ تعالیٰ سے بغاوت پر قائم ہے۔ اِن قوتوں کے خلاف جد وجہد پر ہی انسان کی فلاح و کامیابی کا انحصار ہے۔

آیات ۳۶ تا ۳۷

کافر جہنم سے نہیں نکل سکتے

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا	بے شک جن لوگوں نے کفر کیا
لَوْ اَنَّ لَھُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا	اگر واقعی اُن کے لیے وہ ہو جو زمین میں ہے سب کا سب
وَّمِثْلَہٗ مَعَہٗ	اور اُس جیسا اور بھی ہو اُس کے ساتھ
لِیَفْتَدُوْا بِہٖ مِنْ عَذَابِ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ	تاکہ وہ فدیہ میں دیں اُسے روزِ قیامت کے عذاب سے بچنے کے لیے
مَا تُقُبِّلَ مِنْھُمْ ۚ	نہیں قبول کیا جائے گا اُن کی طرف سے
وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۳۶﴾	اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ	وہ چاہیں گے کہ نکلیں آگ سے
وَمَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنْهَا ۫	اور وہ نہیں ہوں گے نکلنے والے اُس سے
وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ﴿۳۷﴾	اور اُن کے لیے ہمیشہ رہنے والا عذاب ہوگا۔

اِن آیات میں فرمایا گیا کہ اگر کافر روزِ قیامت زمین کا سارا مال واسباب بلکہ اِس سے بھی دگنا اسباب بطور فدیہ دینا چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرمائے گا اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ وہ جہنم سے نکلنا چاہیں گے لیکن نکل نہیں سکیں گے اور اُن کے لیے دائمی عذاب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو کفر کی خباثت سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۸ تا ۴۰

چوری کے جرم کے لیے حد

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَیْدِیَهُمَا	چور مرد اور چور عورت، سو کاٹو اُن دونوں کے ہاتھ
جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا	بدلہ ہے اُس کا جو اُن دونوں نے کمایا
نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ	عبرت ہے اللہ کی طرف سے
وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۳۸﴾	اور اللہ زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔
فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ	پھر جس نے توبہ کرلی اپنے ظلم کے بعد
وَاَصْلَحَ	اور اصلاح کرلی
فَاِنَّ اللّٰهَ یَتُوْبُ عَلَیْهِ ؕ	تو بے شک اللہ توبہ قبول فرمائے گا اُس کی
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۳۹﴾	بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ	کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی
يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ	سزا دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور بخش دیتا ہے جسے چاہتا ہے
وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ۝۴۰	اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

اِن آیات میں چوری کے جرم کے لیے حد کا بیان ہے۔ فرمایا کہ چور مرد ہو یا عورت اُن کی سزا یہ ہے کہ اُن کے ہاتھ کاٹ دو۔ یہ اُن کے جرم کا بدلہ اور لوگوں کے لیے عبرت ہے تاکہ آئندہ کوئی کسی کے مال پر میلی نگاہ نہ ڈال سکے۔ حدود کے نفاذ سے معاشرہ میں مال، جان اور آبرو کی حفاظت کا سامان ہو سکتا ہے۔ جو شخص چوری کے جرم کے بعد اپنے کیے پر نادم ہو، وہ دنیا میں تو سزا پائے گا لیکن آخرت میں اللہ تعالیٰ اُسے معاف فرمادے گا۔ اللہ تعالیٰ بادشاہِ حقیقی ہے جو چاہے قانون بنائے، جسے چاہے سزا دے اور جسے چاہے معاف فرمادے۔ اِس آیت میں دیے گئے حکم پر عمل کے لیے ضروری ہے کہ ہم ایسی اسلامی حکومت کے قیام کے لیے جدوجہد کریں جو مختلف جرائم کی شرعی سزاؤں کو نافذ کرے۔

آیت ۴۱

منافقت ... زبان سے ایمان کا اظہار لیکن دل ایمان سے محروم

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ	اے رسولؐ!
لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِی الْكُفْرِ	غمگین نہ کریں آپؐ کو وہ لوگ جو بہت تیزی دکھاتے ہیں کفر میں
مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ	اُن میں سے جنہوں نے کہا اپنے مونہوں سے ہم ایمان لائے
وَ لَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛ	اور نہیں ایمان لائے اُن کے دل

وَ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ	اور اُن لوگوں میں سے جو یہودی ہوئے
سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ	بہت سننے والے ہیں جھوٹ کو
سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ؕ	بہت سننے والے ہیں اُن لوگوں کے لیے جو نہیں آئے آپؐ کے پاس
يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ	بدلتے ہیں باتوں کو اُن کے اصل محل و مقام سے
يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ	کہتے ہیں اگر تمہیں دیا جائے یہ حکم تو مان لینا اِسے
وَ اِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا	اور اگر تمہیں نہ دیا جائے یہ حکم تو بچے رہنا
وَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ	اور وہ کہ چاہی اللہ نے جس کی آزمائش
فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ	تو آپؐ ہر گز اختیار نہیں رکھتے اُس کے لیے اللہ کے سامنے کچھ بھی
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ؕ	یہ وہ لوگ ہیں کہ نہیں چاہا اللہ نے کہ پاک کرے اُن کے دلوں کو
لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ	اُن کے لیے دنیا میں رسوائی ہے
وَّ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٤١﴾	اور اُن کے لیے آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

منافقین اور یہودی باہم مل کر، تمام اخلاقی بندشوں سے آزاد ہو کر، نہایت بے باکی و جسارت کے ساتھ جھوٹ، فریب، دغا اور مکر کے ہتھیاروں سے نبی اکرم ﷺ کے کام کو شکست دینے کی کوشش کر رہے تھے۔ اُن کی اِن حرکات کو دیکھ دیکھ کر آپ ﷺ کا دل کڑھتا تھا۔ اِس آیت میں آپ ﷺ کو تلقین کی گئی کہ منافقین اور یہودیوں کی سرگرمیوں سے آپ ﷺ دل شکستہ نہ ہوں

اور ہمت نہ ہاریں۔ صبر وثبات کے ساتھ لوگوں کی اصلاح کے لیے کام کرتے رہیں۔ یہ لوگ جھوٹی باتیں سننے اور پھیلانے میں دلچسپی لیتے ہیں، باتوں کے اصل مقاصد میں تحریف کرتے ہیں اور آپ ﷺ سے اپنے من پسند فیصلے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ اپنے کرتوتوں کی وجہ سے ایسے فتنہ میں پڑ چکے ہیں جس سے اِنہیں بچانا اب کسی خیر خواہ کے بس میں نہیں۔ ہاں جو خود پاکیزگی کا خواہش مند ہو اور اِس کے لیے کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے پاکیزگی سے محروم نہیں کرتا۔ البتہ جو خود ہی پاک ہونا نہ چاہے تو اللہ تعالیٰ بھی نہیں چاہتا کہ وہ پاک ہو۔

قانونی ایمان اور حقیقی ایمان کی وضاحت کے حوالے سے یہ آیت بہت اہمیت کی حامل ہے۔ تعلیماتِ نبوی ﷺ کا محض زبانی اقرار قانونی ایمان ہے اور اِن کی دل سے تصدیق حقیقی ایمان ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ منافقین زبان سے ایمان کا اظہار کرتے ہیں لیکن اُن کے دل ایمان نہیں لاتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نفاق سے محفوظ فرمائے اور زبانی اقرار کے ساتھ ساتھ دل والا یقین بھی عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۲ تا ۴۳

اللہ تعالیٰ عدل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ	بہت سننے والے ہیں جھوٹ کو
اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ	بہت زیادہ کھانے والے ہیں حرام کے
فَاِنْ جَآءُوْكَ	تو اے نبیؐ! اگر یہ آئیں آپؐ کے پاس
فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ	تو آپؐ فیصلہ کیجئے اِن کے درمیان
اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ	یا اعراض کیجئے اِن سے
وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ	اور اگر آپؐ نے اعراض کیا اِن سے

فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا ؕ	تو یہ ہر گز نہ نقصان پہنچا سکیں گے آپؐ کو کچھ بھی
وَ اِنْ حَكَمْتَ	اور اگر آپؐ فیصلہ کریں
فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ	تو فیصلہ کیجئے اِن کے درمیان عدل کے ساتھ
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝٤٢	بے شک اللہ پسند فرماتا ہے عدل کرنے والوں۔
وَ كَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ	اور کیسے یہ فیصلہ کراتے ہیں آپؐ سے
وَ عِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ	حالانکہ اِن کے پاس تورات موجود ہے
فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ	اور اُس میں اللہ کا فیصلہ موجود ہے
ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ	پھر یہ رُخ پھیرتے ہیں اُس کے بعد
ع وَ مَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝٤٣	اور نہیں ہیں یہ لوگ ایمان لانے والے۔

اِن آیات میں یہود کے اُن مفتیوں اور قاضیوں کی طرف اشارہ ہے جو جھوٹی شہادتیں سن کر اُن لوگوں کے حق میں عدل کے خلاف فیصلے کیا کرتے تھے جن سے اُنہیں رشوت پہنچ جاتی تھی یا جن کے ساتھ اُن کے مفادات وابستہ ہوتے تھے۔ فتح مکہ سے پہلے چونکہ اسلامی ریاست قائم نہ ہوئی تھی لہٰذا یہودی نبی اکرم ﷺ کے پاس یا آپ ﷺ کے مقرر کردہ قاضیوں کے پاس اپنے مقدمات لانے کے لیے مجبور نہ تھے۔ البتہ جن معاملات میں وہ خود اپنے مذہبی قانون کے مطابق فیصلہ کرنا نہ چاہتے تھے، اُن کا فیصلہ کرانے کے لیے آپ ﷺ کے پاس اس امید پر آجاتے تھے کہ شاید آپ ﷺ کی شریعت میں اُن کے لیے کوئی دوسرا حکم ہو اور اِس طرح وہ اپنے مذہبی قانون کی پیروی سے بچ جائیں۔ نبی اکرم ﷺ کو اُس وقت تک اختیار تھا کہ وہ اُن کے تنازعات کے فیصلے کریں یا نہ کریں۔ ہاں اگر تنازعات کے فیصلے کریں تو عدل سے کریں کیونکہ "اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ" ... " بے شک اللہ عدل کرنے والوں کو ہی پسند فرماتا ہے"۔ آیت ۴۳ میں نشاندہی کی گئی کہ یہودی ایک طرف تو آپ ﷺ کو معاذ اللہ جھوٹا نبی

سمجھتے تھے لیکن پھر بھی فیصلے کے لیے آپ ﷺ کے پاس آتے تھے اور دوسری طرف تورات کو اللہ کی سچی کتاب سمجھتے تھے لیکن اُس کا حکم ماننے کو تیار نہ تھے۔ اِس سے بڑھ کر اُن کے نفس پرست ہونے کی کیا دلیل ہو سکتی ہے؟

آیت ۴۴

شریعت کے مطابق فیصلے نہ کرنے والے کافر ہیں!

اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ	بے شک ہم نے نازل کی تورات
فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ	اُس میں ہدایت اور روشنی تھی
يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا	فیصلے کرتے تھے اُس کے مطابق انبیاءؑ جو خود بھی فرمانبرداری کرتے تھے (اللہ کی)
لِلَّذِيْنَ هَادُوْا	اُن لوگوں کے لیے جو یہودی ہوئے
وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ	اور (اِسی کے مطابق فیصلے کرتے تھے) مشائخ اور علماء
بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ	اِس لیے کہ وہ محافظ بنائے گئے تھے اللہ کی کتاب کے
وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ	اور وہ تھے اِس پر گواہ
فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ	پس مت ڈرو لوگوں سے
وَاخْشَوْنِ	اور ڈرو مجھ سے
وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ	اور نہ لو میری آیات کے عوض تھوڑی سی قیمت
وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ	اور جو فیصلہ نہیں کرتے اُس کے مطابق جو نازل کیا ہے

	اللہ نے
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٤٤﴾	تو وہی لوگ کافر ہیں۔

اِس آیت میں ارشاد ہوا کہ ہم نے تورات نازل کی جس میں وقت کی ضرورت کے مطابق ایمان اور عمل کے لیے مکمل رہنمائی، ضابطہ اور شریعت موجود تھی۔ انبیاء کرامؑ، علماء حق اور صوفیاءِ عظام اِس پر عمل کرتے تھے اور اِس کے مطابق فیصلے کرتے تھے۔ اُنہیں حکم تھا کہ وہ کسی لالچ یا خوف کی وجہ سے شریعت سے پہلو تہی نہ کریں۔ جو لوگ شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی تو کافر ہیں۔ بظاہر یہ خطاب یہود سے ہے لیکن یہ ایک اصولی رہنمائی ہے جس کا اطلاق یہود و نصاریٰ کے علاوہ مسلمانوں پر بھی ہوتا ہے۔ اِس اصولی رہنمائی کی رُو سے شریعت کے مطابق فیصلہ نہ کرنا کافروں کا کام ہوتا ہے مسلمانوں کا نہیں۔ جو شخص شریعت کے خلاف اِس وجہ سے فیصلہ کرتا ہے کہ وہ شریعت کو غلط سمجھتا ہے وہ پکا کافر ہے۔ اور جو شریعت کو برحق سمجھتا ہے مگر عملاً اُس کے خلاف فیصلہ کرتا ہے وہ اگرچہ خارج از ملت تو نہیں مگر عملی طور پر کافر ہی ہے۔

آیت ۴۵

شریعت کے مطابق فیصلے نہ کرنے والے ظالم ہیں!

وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ	اور ہم نے لکھ دیا تھا یہود کے لیے تورات میں
اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ	کہ جان کے بدلے جان ہو گی
وَ الْعَيْنَ بِالْعَيْنِ	اور آنکھ کے بدلے آنکھ
وَ الْاَنْفَ بِالْاَنْفِ	اور ناک کے بدلے ناک
وَ الْاُذُنَ بِالْاُذُنِ	اور کان کے بدلے کان
وَ السِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ	اور دانت کے بدلے دانت

وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ؕ	اور زخموں کا بھی بدلہ لیا جائے گا
فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ	تو جس نے معاف کر دیا قصاص کو
فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ	تو یہ کفارہ ہے اُس کے لیے
وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ	اور جو فیصلہ نہیں کرتے اُس کے مطابق جو نازل کیا ہے اللہ نے
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۴۵	تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

تورات میں قصاص کا قانون بیان کیا گیا کہ جان کے بدلے جان لی جائے گی، آنکھ کے بدلے آنکھ پھوڑی جائے گی، ناک کے بدلے ناک کاٹی جائے گی، کان کے بدلے کان کاٹا جائے گا، دانت کے بدلے دانت توڑا جائے گا اور زخم کے بدلے ویسا ہی زخم لگایا جائے گا۔ البتہ اگر مقتول کے ورثاء یا مجروح ہونے والا شخص مجرم کو معاف کر دے تو اس کی اجازت ہے۔ معاف کرنے والے کے لیے اُس کی یہ نیکی اُس کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گی۔ البتہ جو لوگ قصاص کے اِس شرعی حکم کے مطابق فیصلے نہ کریں تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں۔ عدل صرف اللہ تعالیٰ ہی کے حکم میں ہے۔ شرعی حکم سے ہٹ کر فیصلہ خلافِ عدل ہے اور ایسا حکم دینے والا ظالم ہے۔

آیات ۴۶ تا ۴۷

شریعت کے مطابق فیصلے نہ کرنے والے فاسق ہیں!

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ	اور ہم نے پیچھے بھیجا اُنہی کے نقوشِ قدم پر عیسیٰؑ ابن مریمؑ کو
وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۖ	وہ تصدیق کرتے ہوئے آئے اُس کی جو اُن کے سامنے تھا تورات میں سے
وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ	اور ہم نے دی اُنہیں انجیل

فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ	اُس میں ہدایت اور روشنی تھی
وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ	وہ تصدیق کرنے والی تھی اُس کی جو اُس سے پہلے تھا تورات میں سے
وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝٤٦	اور وہ ہدایت اور نصیحت تھی متقیوں کے لیے۔
وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ۭ	اور چاہیے کہ فیصلہ کریں انجیل والے اُس کے مطابق جو نازل کیا ہے اللہ نے اِس میں
وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ	اور جو فیصلہ نہیں کرتے اُس کے مطابق جو نازل کیا ہے اللہ نے
فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝٤٧	تو وہی لوگ فاسق ہیں۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوئی نیا دین لے کر نہیں آئے تھے بلکہ وہی ایک دین، جو تمام پچھلے انبیاء علیہم السلام کا دین تھا، اُن کا دین بھی تھا اور اُسی کی طرف وہ دعوت دیتے تھے۔ سابقہ انبیاءؑ اور سابقہ آسمانی کتابوں میں موجود حق کی تصدیق کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں انجیل عطا کی تھی۔ تورات کی طرح اُس میں بھی انسانوں کی ہدایت اور خیر خواہی کے لیے مکمل رہنمائی تھی۔ اہلِ انجیل کو حکم دیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ شریعت کے مطابق فیصلے کریں۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی تو فاسق یعنی اللہ تعالیٰ کے باغی ہیں۔

ہمارے لیے مقامِ افسوس ہے کہ مسلمانوں کی اپنی حکومتیں ہونے کے باوجود ہمارے ہاں قوانین 'شریعت کے مطابق نہیں ہیں۔ اِن آیات کی رُو سے آج ہمارے اربابِ اقتدار بھی حقیقت کے اعتبار سے کفر، ظلم اور اللہ تعالیٰ کی بغاوت کے جرائم کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اِس صورت حال کو گوارا کر لینا اور ایسے کافرانہ، ظالمانہ اور باغیانہ نظام کے خلاف جدوجہد نہ کرنا ہرگز جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نفاذِ شریعت کے لیے مال و جان سے ہر ممکن کوشش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۸ تا ۴۹

خواہشات کی پیروی نہ کرو، شریعت نافذ کرو

وَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ	اور اے نبیؐ! ہم نے نازل کی آپؐ کی طرف کتاب حق کے ساتھ
مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ الْكِتٰبِ	تصدیق کرنے والی ہے اُس کی جو اِس سے پہلے ہے کتابوں میں سے
وَ مُهَیْمِنًا عَلَیْهِ	اور نگران ہے اُس پر
فَاحْكُمْ بَیْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ	پس فیصلہ کیجیے اُن کے درمیان اُس کے مطابق جو نازل کیا ہے اللہ نے
وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ	اور پیروی نہ کیجیے اُن کی خواہشات کی ہٹ کر اُس سے جو آچکا ہے آپؐ کے پاس حق میں سے
لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا ؕ	ہم نے بنایا ہے تم میں سے ہر امت کے لیے قانونِ شریعت اور طریقہ
وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً	اور اگر چاہتا اللہ یقیناً بنا دیتا تمہیں ایک امت
لٰكِنْ لِّیَبْلُوَكُمْ فِیْ مَآ اٰتٰىكُمْ	لیکن وہ آزمانا چاہتا ہے تمہیں اُس میں جو اُس نے دیا ہے تمہیں
فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ ؕ	پس ایک دوسرے سے آگے نکلو نیکیوں میں

اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا	اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے تم سب کو
فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿٤٨﴾	پھر وہ بتادے گا تمہیں اُن باتوں کی حقیقت جن میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔
وَ اَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ	اور یہ کہ فیصلہ کیجیے اُن کے درمیان اُس کے مطابق جو نازل کیا ہے اللہ نے
وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ	اور پیروی نہ کیجیے اُن کی خواہشات کی
وَ احْذَرْهُمْ	اور ہوشیار رہیں اُن سے
اَنْ يَّفْتِنُوْكَ	کہیں وہ ہٹا نہ دیں آپؐ کو
عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ	اُس کے کچھ حصہ سے جو اُتارا ہے اللہ نے آپؐ کی طرف
فَاِنْ تَوَلَّوْا	پھر اگر وہ رخ پھر لیں
فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ	تو جان لیجیے کہ چاہتا ہے اللہ
اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ	کہ سزا پہنچائے اُنہیں اُن کے بعض گناہوں کی
وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ﴿٤٩﴾	اور بے شک بہت سے لوگ یقیناً نافرمان ہیں۔

اِن آیات میں نبی کریم ﷺ اور اُن کے توسط سے امتِ مسلمہ کو دو بار حکم دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کو نافذ کیا جائے اور لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں اپنے رسولوں کو شریعت اور اُس کے نفاذ کے حوالے سے طریقِ کار کی ہدایت عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ چاہتا تو انسانوں کو فرشتوں کی طرح شریعت کی پابندی پر مجبور کر دیتا لیکن اُس نے ایسا نہیں

کیا۔ اُس نے انسانوں کو امتحان کے لیے اختیار دیا ہے۔ جو لوگ شریعت کے نفاذ اور نیکی کے کاموں میں سبقت کریں گے' دائمی نعمتوں اور لذتوں سے سرفراز ہوں گے۔ جو لوگ ایسا نہیں کریں گے وہ دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب کا شکار ہوں گے۔

آیت ۵۰

عادلانہ شریعت یا ظالمانہ جاہلیت! کیا چاہتے ہو؟

اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؕ	تو کیا وہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟
وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝ ع ۱۱	اور کون زیادہ بہتر ہے اللہ سے فیصلہ میں اُن کے لیے جو یقین رکھتے ہیں۔

اِس آیت میں جھنجھوڑنے کے اسلوب میں اسلام اور جاہلیت کا موازنہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ انسانوں کو مال، جان اور آبرو کے تحفظ کے لیے عادلانہ شریعت عطا فرمائی۔ اسلام سے قبل کا زمانہ دورِ جاہلیت کہلاتا ہے۔ اب جو لوگ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عادلانہ شریعت کو نافذ نہیں کر رہے کیا وہ جاہلیت کے ظالمانہ دور کو جاری رکھنا چاہتے ہیں؟ البتہ یقین رکھنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے احکام ہی سب سے بڑھ کر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یقین عطا فرمائے۔ آمین !

آیات ۵۱ تا ۵۳

یہودیوں اور عیسائیوں کو دوست مت بناؤ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ	نہ بناؤ یہودیوں اور عیسائیوں کو دوست
بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ	اُن میں سے کچھ آپس میں دوست ہیں دوسروں کے

وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ	اور جس نے دوست بنایا انہیں تم میں سے
فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ	تو بلاشبہ وہ انہی میں سے ہے
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥١﴾	بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا ظالم قوم کو۔
فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ	پھر تم دیکھتے ہو انہیں جن کے دلوں میں بیماری ہے
يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ	وہ دوڑ کر جاتے ہیں اُن میں
يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ	کہتے ہیں ہم ڈرتے ہیں کہ آ جائے ہم پر کوئی گردش
فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ	تو قریب ہے اللہ کہ لے آئے فتح
اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ	یا کوئی معاملہ اپنی طرف سے
فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ﴿٥٢﴾	پھر وہ ہو جائیں گے اُس پر جو اُنہوں نے چھپا رکھا تھا اپنے جیوں میں نادم۔
وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا	اور کہیں گے وہ لوگ جو ایمان لائے
اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ	کیا یہ ہیں وہ جنہوں نے قسم کھائی تھی اللہ کی
جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ	زور دیتے ہوئے اپنی قسموں پر
اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ	بے شک وہ یقیناً تمہارے ساتھ ہیں
حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ	ضائع ہو گئے اُن کے اعمال
فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿٥٣﴾	پھر وہ ہو گئے خسارہ پانے والے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں سے دلی دوستی اور تعلق مت قائم کرو۔ مسلمانوں کے خلاف وہ ایک دوسرے کے دوست اور مددگار ہیں۔ جو اُن سے دوستی کرے گا، روزِ قیامت اُس کا حشر اُن ہی کے ساتھ ہوگا اور جہنم میں اُن کا ساتھی ہوگا۔ یہ دنیادار قسم کے لوگ ہیں جو اُن کے مال واسباب اور ظاہری شان وشوکت سے متأثر ہو کر اُن سے دوستی کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اِس دوستی سے خود کو ہر نقصان سے محفوظ کرلیں گے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ اِن کافروں کو انجامِ بد سے دوچار کرے گا اور اُن سے دوستیاں کرنے والے نام نہاد مسلمان اپنے کیے پر شرمسار ہوں گے۔

آیت ۵۴

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی صفات

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ	جو پھر گیا تم میں سے اپنے دین سے
فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ	تو عنقریب لے آئے گا اللہ ایک ایسی قوم کو
یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ	اللہ محبت کرے گا اُن سے اور وہ محبت کریں گے اُس سے
اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ	نرم ہوں گے مومنوں پر
اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ	سخت ہوں گے کافروں پر
یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ	جہاد کریں گے اللہ کی راہ میں
وَ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآىِٕمٍ	اور نہ ڈریں گے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ	یہ اللہ کا فضل ہے

يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ	وہ دیتا ہے اِسے جسے چاہتا ہے
وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٥٤﴾	اور اللہ بڑی وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی پانچ صفات بیان کی گئی ہیں :

١۔ اللہ تعالیٰ اُن سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔

٢۔ اہلِ ایمان کے حق میں انتہائی نرم یعنی رحم دل، ہمدرد، حلیم اور ہر ممکن ایثار کرنے والے ہوتے ہیں۔

٣۔ کافروں کے حوالے سے انتہائی سخت ہوتے ہیں یعنی اپنے ایمان کی پختگی، سیرت کی پاکیزگی، کردار کی بلندی، اصول پرستی اور دین کی حمایت میں ثابت قدمی کی وجہ سے مخالفینِ اسلام کے مقابلہ میں پتھر کی چٹان ثابت ہوتے ہیں۔ دین کے دشمن جان لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے یہ بندے مر تو سکتے ہیں مگر کسی قیمت پر بک نہیں سکتے اور کسی دباؤ سے دب نہیں سکتے۔

٤۔ وہ اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ اور غلبے کے لیے مال اور جان سے جہاد کرتے ہیں۔

٥۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے حوالے سے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کو خاطر میں نہیں لاتے اور کسی کی مخالفت، طنز اور اعتراض کی پرواہ نہیں کرتے۔ دینِ حق کی پیروی کرنے اور اِس دین کی رُو سے حق کو حق اور باطل کو باطل کہنے سے کوئی مصلحت اُنہیں روک نہیں سکتی۔

اِس آیت میں خبردار کیا گیا کہ اگر یہ صفات ہمارے اندر موجود نہیں ہیں تو ہم اللہ تعالیٰ کے مطلوب بندے نہیں ہیں اور اُس کے دین سے عملی طور پر پھر چکے ہیں۔ اگر ہم نے یہ صفات اپنے اندر پیدا نہ کیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین کی علمبرداری سے محروم کر دے گا اور کسی اور گروہ کو یہ اعزاز دے دے گا جو مذکورہ بالا صفات کا حامل ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مذکورہ بالا صفات عطا فرمائے اور ہر طرح کی محرومی سے محفوظ فرمائے۔ آمین !

آیات ۵۵ تا ۵۶

اہلِ ایمان کے حقیقی دوست کون ہیں؟

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ	بے شک تمہارے دوست تو اللہ اور اُس کے رسولؐ ہیں
وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ	اور وہ جو ایمان لائے، جو قائم کرتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ
وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾	اور وہ عاجزی اختیار کرنے والے ہیں۔
وَ مَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ	اور جو دوستی کرے گا اللہ اور اُس کے رسولؐ
وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اور اُن سے جو ایمان لائے
فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۵۶﴾ ع ۱۲	تو بے شک اللہ کی جماعت ہی غالب آنے والی ہے۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ اہلِ ایمان کے حقیقی دوست اللہ تعالیٰ، اُس کے رسول ﷺ اور ایسے اہلِ ایمان ہیں جو نماز قائم کرنے والے، زکوٰۃ ادا کرنے والے اور نیکیوں پر ناز کرنے کی بجائے عاجزی وانکساری اختیار کرنے والے ہیں۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ اُس کے رسول ﷺ اور باعمل اہلِ ایمان کو ہی اپنا حامی اور دوست بنائیں گے، تو ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی جماعت یعنی حزب اللہ ہیں۔ آخر کار اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی غالب آنے والی ہے۔

آیات ۵۷ تا ۵۸

دینِ اسلام کا مذاق اڑانے والوں کو دوست مت بناؤ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو!

لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ الْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ	مت بناؤ اُن کو جنہوں نے بنا رکھا ہے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل اُن میں سے جنہیں دی گئی ہے کتاب تم سے پہلے اور دوسرے کافروں کو دوست
وَ اتَّقُوا اللّٰهَ	اور بچتے رہو اللہ کی نافرمانی سے
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۵۷	اگر تم مومن ہو۔
وَ اِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ	اور جب تم پکارتے ہو نماز کے لیے
اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّ لَعِبًا ؕ	وہ بناتے ہیں اِسے ہنسی اور کھیل
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝۵۸	اِس لیے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو سمجھتے نہیں ہیں۔

اِن آیات میں مسلمانوں کو ایک بار پھر منع کیا گیا کہ ایسے کافروں سے دوستیاں مت کرو جو تمہارے دین کو کھیل تماشا سمجھتے ہیں۔ تم جب اذان دیتے ہو تو اُس کی نقلیں اتارتے ہیں۔ اُس کے الفاظ نہ صرف بدلتے ہیں بلکہ مسخ کرتے ہیں۔ آوازیں کس کس کر اُس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اُن کی یہ حرکتیں بے عقلی کا مظہر ہیں۔ اگر وہ جہالت اور نادانی میں مبتلا نہ ہوتے تو مسلمانوں سے مذہبی اختلاف رکھنے کے باوجود ایسی گھٹیا حرکات اُن سے سرزد نہ ہوتیں۔ آخر کون معقول آدمی یہ پسند کر سکتا ہے کہ جب کوئی گروہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے پکارے تو اُس کا مذاق اڑایا جائے۔

آیات ۵۹ تا ۶۰

اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین لوگ کون ہیں؟

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ	اے نبیؐ! فرمایئے اے اہلِ کتاب
هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ	کیا ضد ہے تمہیں ہم سے

اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ	صرف یہ کہ ہم ایمان لائے اللہ پر
وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا	اور اُس کلام پر جو نازل کیا گیا ہماری طرف
وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ	اور اُس کلام پر جو نازل کیا گیا اِس سے پہلے
وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٥٩﴾	اور بلاشبہ تم میں سے اکثر فاسق ہیں۔
قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ	اے نبیؐ! فرمایئے کیا میں تمہیں بتاؤں زیادہ برا اِس سے بدلے کے اعتبار سے اللہ کے ہاں
مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ	ایسے لوگ لعنت کی جن پر اللہ نے
وَغَضِبَ عَلَيْهِ	اور وہ غضب ناک ہوا جن پر
وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ	اور بنائے جن میں سے بندر اور خنزیر
وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ	اور جنہوں نے بندگی کی طاغوت کی
اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا	یہ لوگ زیادہ برے ہیں درجے میں
وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿٦٠﴾	اور زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں سیدھی راہ سے۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ مسلمانوں سے اہلِ کتاب کی دشمنی کی وجہ محض یہ ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ، قرآنِ حکیم اور تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لا کر حق کے علمبردار بن گئے ہیں جبکہ وہ خود فاسق ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ گمراہی پر ہیں۔ اگر یہ ضد اور تعصب کی وجہ سے اپنے گمراہ کن عقائد پر اڑے رہے تو اُن کا حشر اصحابِ سبت کی طرح ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا۔ اُس نے اُن پر لعنت کی۔ اُن میں سے کچھ کو بندر اور خنزیر بنا دیا۔ دراصل اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کی بجائے طاغوت کا کہا مانا تھا یعنی شریعت کے بجائے من مانے قوانین کی پیروی کی تھی۔ وہ سیدھی راہ سے بھٹک گئے تھے اور بدترین انجام سے دوچار ہوئے تھے۔

آیات ۶۱ تا ۶۳

اہلِ کتاب کے شرمناک جرائم

وَ اِذَا جَآءُوْكُمْ	(اے مسلمانو!) جب آتے ہیں اہلِ کتاب تمہارے پاس
قَالُوْٓا اٰمَنَّا	کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے
وَ قَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ	حالانکہ یقیناً وہ داخل ہوئے کفر کے ساتھ
وَ هُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ	اور وہ یقیناً نکل گئے اُسی کے ساتھ
وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ﴿٦١﴾	اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے جو وہ چھپایا کرتے ہیں۔
وَ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ	اور تم دیکھو گے بہت سے لوگوں کو اُن میں سے
يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ اَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ	وہ دوڑ کر جاتے ہیں گناہ اور زیادتی اور اپنی حرام خوری میں
لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٢﴾	یقیناً برا ہے جو وہ کیا کرتے ہیں۔
لَوْ لَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ	کیوں نہیں روکتے اُنہیں مشائخ اور علماء
عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَ اَكْلِهِمُ السُّحْتَ	اُن کی گناہ کی بات اور اُن کی حرام خوری سے
لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿٦٣﴾	یقیناً بری ہے جو وہ کاریگری کیا کرتے ہیں۔

اِن آیات میں اہلِ کتاب خصوصاً یہود کے شرمناک جرائم بیان ہوئے ہیں۔ وہ اہلِ ایمان کے پاس آکر ایمان لانے کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ کیا ظاہر کر رہے ہیں اور کیا چھپا رہے ہیں؟ اُن کے عوام کی اکثریت گناہوں، زیادتیوں اور

حرام خوری کے جرائم میں بڑی تیزی دکھاتی ہے یعنی اِن جرائم کے اعتبار سے وہ عادی مجرم بن چکے ہیں۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ اُن کے علماء اور مشائخ اُنہیں گناہوں اور حرام خوریوں سے نہیں روکتے بلکہ حیلہ سازیوں سے جرائم کے لیے جواز فراہم کرتے ہیں۔ بدقسمتی سے آج ہمارے عوام اور علماء و مشائخ میں سے بہت سوں کا بھی یہی کردار ہے۔ ایسے میں علمائے حق اور مخلص مشائخ کی ذمہ داری ہے کہ وہ عوام اور دنیادار مذہبی پیشواؤں کی اصلاح کے لیے اٹھ کھڑے ہوں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری کو پورے جوش و جذبہ سے ادا کریں۔

آیت ٦٤

یہود کا اللہ تعالیٰ پر بہتان

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ	اور کہا یہود نے اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے
غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ	باندھے گئے ہیں اِن کے ہاتھ
وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ	اور اِن پر لعنت کی گئی اُس کی وجہ سے جو اُنہوں نے کہا
بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ	بلکہ اللہ کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں
يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ	وہ خرچ کرتا ہے جیسے چاہتا ہے
وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ	اور ضرور بڑھادے گا بہت سوں کو اُن میں سے
مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ	وہ کلام جو نازل کیا گیا ہے آپؐ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے
طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ؕ	سرکشی اور کفر میں

وَ اَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ	اور ہم نے ڈال دی ہے اُن کے درمیان دُشمنی اور بغض روزِ قیامت تک
كُلَّمَاۤ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ	جب کبھی وہ بھڑکاتے ہیں آگ لڑائی کی
اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ	بجھا دیتا ہے اُسے اللہ
وَ يَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ	اور یہ کوشش کرتے ہیں زمین میں فساد پھیلانے کی
وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۴﴾	اور اللہ پسند نہیں کرتا فسادیوں کو۔

یہودی اللہ تعالیٰ پر بہتان لگاتے ہیں کہ اُس کا ہاتھ بند ہو گیا ہے اور وہ ہم پر رحمتیں نازل نہیں کر رہا۔ اِس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں اور وہ اپنے فرمانبرداروں پر رحمتیں نازل فرما رہا ہے۔ البتہ یہودیوں پر اُن کی گستاخیوں اور بداعمالیوں کی وجہ سے لعنت بھیج رہا ہے۔ یہ بدنصیب قرآنِ مجید سنتے ہیں تو اُن کے کفر اور سرکشی میں اور اضافہ ہوتا ہے۔ وہ ضد میں آکر مسلمانوں کے مابین مسلسل پھوٹ ڈالنے اور لڑائیاں کرانے کی سازشیں کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بطورِ سزا اُن کے درمیان بغض و عداوت اور نفرتیں پیدا کر دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مذکورہ بالا جرائم سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۶۵ تا ۶۶

نفاذِ شریعت کی برکات

وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا	اور اگر اہلِ کتاب ایمان لے آتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے
لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ	تو ہم ضرور دور کر دیتے اُن سے اُن کی برائیاں

وَ لَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۶۵﴾	اور ہم ضرور داخل کرتے اُنہیں نعمت بھرے باغات میں۔
وَ لَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ	اور اگر واقعی وہ قائم کرتے تورات اور انجیل کو
وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ	اور جو نازل کیا گیا اُن کی طرف اُن کے رب کی طرف سے
لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ	تو وہ ضرور کھاتے اپنے اوپر سے بھی اور اپنے قدموں کے نیچے سے بھی
مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ	اُن میں سے ایک جماعت میانہ روی پر ہے
وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۶﴾ ع	اور بہت سے اُن میں سے ایسے ہیں کہ برا ہے جو وہ کر رہے ہیں۔

ع ۱۳

اِن آیات میں نفاذِ شریعت کی برکات بیان کی گئیں ہیں۔ آخرت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ شریعت نافذ کرنے والوں کی خطائیں معاف فرمادے گا اور اُنہیں نعمتوں والی جنت میں داخل فرمائے گا۔ دنیا کے اعتبار سے اُن پر آسمان سے رحمت کی بارشیں نازل ہوں گی اور اُن کے لیے زمین سے رزق کے خزانے پیدا ہوں گے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

اِقَامَةُ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ، خَيْرٌ مِّنْ مَّطَرِ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً، فِيْ بِلَادِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ (ابن ماجه)

"اللہ کی حدود میں سے کسی حد کا نفاذ، اللہ کے شہروں میں چالیس راتوں کی (رحمت سے برسنے والی) بارش سے بہتر ہے"۔

بنی اسرائیل کی اکثریت نے اللہ تعالیٰ کے اِن وعدوں کی ناقدری کی۔ وہ شریعت پر عمل اور اِس کے نفاذ کی بجائے اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس روش سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیت ٦٧

قرآنِ حکیم کی تبلیغ ... ایک اہم ذمہ داری

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ	اے رسولؐ!
بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ	پہنچا دیجیے جو اُتارا گیا ہے آپؐ کی طرف آپؐ کے رب کی جانب سے
وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ	اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا
فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ	تو نہیں پہنچایا آپؐ نے اُس کا پیغام
وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ	اور اللہ حفاظت فرمائے گا آپؐ کی لوگوں سے
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٧﴾	بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا کافر قوم کو۔

اِس آیت میں رسول اللہ ﷺ کو تلقین کی گئی کہ امت تک پہنچا دیجیے وہ کلام جو آپ ﷺ پر نازل کیا گیا ہے۔ اگر آپ ﷺ نے ایسا نہ کیا تو رسالت کا حق ادا نہ ہوگا۔ تسلی دی گئی کہ حق کی تبلیغ کے دوران اہلِ باطل سے نہ ڈریں' اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے گا۔ آپ ﷺ نے کفار اور منافقین کی شدید ایذا رسانیوں کے باوجود اور انتہائی کٹھن مشقتیں جھیل کر قرآنِ حکیم کی تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔ پھر مختلف اوقات میں صحابہ کرامؓ سے گواہی لی کہ کیا میں نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا؟ جب صحابہ کرامؓ نے اثبات میں جواب دیا تو آپ ﷺ نے اِس پر اللہ تعالیٰ کو گواہ بنایا۔ پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو تاکید کی کہ اُن کو قرآن کا پیغام پہنچا دو جن تک یہ پیغام نہیں پہنچا۔ صحابہ کرامؓ نے بڑے جوش و جذبہ سے یہ ذمہ داری ادا فرمائی۔ اب قرآنِ حکیم کی تبلیغ کی ذمہ داری ہمارے کاندھوں پر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ ذمہ داری ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین !

آیت ۶۸

شریعت نافذ نہ کرنے والوں کی اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں کوئی عزت نہیں

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ	اے نبیؐ! فرمایئے اے اہلِ کتاب
لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ	تم کسی بنیاد پر نہیں ہو یہاں تک کہ تم قائم کرو تورات اور انجیل کو
وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ	اور اُس کلام کو جو نازل کیا گیا ہے تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے
وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ	اور ضرور بڑھا دے گا بہت سوں کو اُن میں سے
مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ	وہ کلام جو نازل کیا گیا ہے آپؐ کی طرف آپؐ کے رب کی جانب سے
طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ	سرکشی اور کفر میں
فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۸﴾	سو آپؐ افسوس نہ کیجیے اِس کافر قوم پر۔

اِس آیت میں اہلِ کتاب کو آگاہ کیا گیا ہے کہ اگر تم نے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ احکام نافذ نہ کیے تو تمہاری اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں کوئی عزت نہیں۔ ساتھ ہی نبی اکرم ﷺ کو خبر دی گئی کہ نزولِ قرآن سے اہلِ کتاب کی ضد اور سرکشی میں اور اضافہ ہو رہا ہے۔ ان بدنصیبوں کا برا انجام ہو گا اور اے نبی ﷺ! آپ اِن کے حال پر افسوس نہ کیجیے گا۔ کل جس مقام پر اہلِ کتاب تھے' آج اُسی مقام پر ہم کھڑے ہیں۔ اگر ہم شریعت نافذ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں سربلند ہوں گے اور اگر شریعت سے پہلو تہی کی تو رسوائی ہمارا مقدر ہو گی۔ ہماری موجودہ ذلت و پستی کی وجہ نفاذِ شریعت سے گریز ہی ہے۔

آیت ٦٩

کسی گروہ سے نسبت آخرت میں نجات کے لیے کافی نہیں

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	بے شک جو لوگ ایمان لائے
وَالَّذِيْنَ هَادُوْا	اور جو یہودی ہوئے
وَالصّٰبِـُٔوْنَ	اور جو صابی ہیں
وَالنَّصٰرٰى	اور جو نصاریٰ ہیں
مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	جو کوئی ایمان لایا اللہ اور آخرت کے دن پر
وَعَمِلَ صَالِحًا	اور اُس نے عمل کیا اچھا
فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝٦٩	تو نہ کوئی خوف ہوگا اُن پر اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔

اِس آیت میں چار گروہوں کا ذکر ہے۔ ایک مسلمان اور تین کافر گروہ۔ اِن میں سے ہر گروہ اپنے اپنے رسولؑ کے زمانے میں حق پر تھا۔ اب یہ سعادت صرف مسلمانوں کو حاصل ہے۔ البتہ محض کسی گروہ میں شامل ہونا اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے کافی نہیں ہے۔ یہودیوں کا دعویٰ تھا کہ اُن کے گروہ سے اللہ تعالیٰ کا کوئی خاص رشتہ ہے جو دوسرے انسانوں سے نہیں ہے۔ لہٰذا جو اُن کے گروہ سے تعلق رکھتا ہے وہ خواہ اعمال اور عقائد کے لحاظ سے کیسا ہی ہو، بہر حال نجات اُس کے لیے مقدر ہے، اور باقی تمام انسان جو اُن کے گروہ سے باہر ہیں وہ صرف جہنم کا ایندھن بننے کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔ اِس آیت میں یہودیوں کے اِس باطل دعوے کی تردید کی گئی ہے۔ آگاہ کیا گیا کہ کسی رسول یا گروہ سے نسبت آخرت میں انسان کی نجات کے لیے کافی نہیں۔ جہنم سے نجات اُسی کو ملے گی جو خلوص کے ساتھ یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور آخرت کی فلاح کے حصول کے لیے اچھے اعمال کرے گا۔

آیات ۷۰ تا ۷۱

شریعت کی بجائے خواہشاتِ نفس کی پیروی

لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	اور ہم نے لیا تھا عہد بنی اسرائیل سے
وَ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ؕ	اور ہم نے بھیجے تھے ان کی طرف رسولؑ
كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ ۙ	تو جب کبھی آئے اُن کے پاس کوئی رسولؑ وہ حکم لے کر جسے پسند نہیں کیا اُن کے جیوں نے
فَرِيْقًا كَذَّبُوْا	تو (انبیاءؑ کے) ایک گروہ کو تو اُنہوں نے جھٹلایا
وَ فَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ۝۷۰	اور ایک گروہ کو قتل کر دیا۔
وَ حَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ	اور وہ سمجھے کہ نہیں ہوگا کوئی فتنہ
فَعَمُوْا وَ صَمُّوْا	تو وہ اندھے ہو گئے اور بہرے ہو گئے
ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ	پھر توبہ قبول کی اللہ نے اُن کی
ثُمَّ عَمُوْا وَ صَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ؕ	پھر اندھے ہو گئے اور بہرے ہو گئے بہت سے اُن میں سے
وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝۷۱	اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے اُسے جو وہ کر رہے ہیں۔

دنیا میں دو ہی راستے اختیار کیے جاتے ہیں۔ سیدھا راستہ ہے شریعت کی پیروی اور گمراہی کا راستہ ہے خواہشاتِ نفس کی پیروی۔ اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ بنی اسرائیل کے پاس جب اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ایسی شریعت لائے جو اُن کی خواہشاتِ نفس کو پسند نہ آئی تو اُنہوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا اور نافرمانی میں اندھے اور بہرے ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے جرائم پر جب فوری پکڑ نہ کی تو وہ اور

جری ہو گئے یہاں تک کہ بعض انبیاءؑ کو شہید کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر بخت نصر کو مسلط کیا۔ پھر ایک مدت دراز کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُن پر نظرِ کرم فرمائی اور ذوالقرنین کے ذریعہ بخت نصر کی قیدِ ذلت ور سوائی سے رہائی دلا کر بیت المقدس واپس بھیجا۔ کچھ زمانہ کے بعد پھر وہی شرارتیں سوجھیں اور خواہشاتِ نفس کی پیروی میں پھر بہت دور نکل گئے۔ بالکل اندھے بہرے ہو کر حضرت زکریاؑ اور حضرت یحییٰؑ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے پھر رومیوں کے ذریعہ اُنہیں ذلت آمیز عذاب سے دوچار کیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی مجرمانہ روش اختیار کرنے سے محفوظ فرمائے۔ آمین !

آیت ۷۲

شرک کرنے والے پر جنت حرام ہے

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا	یقیناً کفر کیا اُن لوگوں نے جنہوں نے کہا
اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ	بے شک اللہ ہے ہی مسیحؑ یعنی مریمؑ کا بیٹا
وَقَالَ الْمَسِيْحُ	اور فرمایا تھا مسیحؑ نے
يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ	اے بنی اسرائیل ! عبادت کرو اللہ کی جو میرا رب ہے اور تمہارا رب ہے
اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ	بلا شبہ جس نے شرک کیا اللہ کے ساتھ
فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ	تو یقیناً حرام کر دیا اللہ نے اُس پر جنت کو
وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ	اور اُس کا ٹھکانا آگ ہے
وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝	اور نہیں ہے ظالموں کے لیے کوئی مددگار۔

اِس آیت میں عیسائیوں کے ایک فرقہ یعقوبیہ کے اِس عقیدہ کی نفی کی گئی کہ اللہ ہے ہی عیسیٰؑ بن مریم۔ حالانکہ حضرت عیسیٰؑ تو خود اِس بات کا اقرار کرتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اور اُسی کی عبادت کرتا ہوں۔ وہ دوسروں کو بھی اِسی کی دعوت دیتے تھے۔ اُنہوں نے بنی اسرائیل کو آگاہ کر دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنے والے پر جنت حرام ہے اور اُسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں جلنا پڑے گا۔ پھر کوئی وہاں اُس کی مدد نہ کر سکے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر طرح کے شرک سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۷۳ تا ۷۴

تثلیث کا عقیدہ باطل ہے

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا	یقیناً کفر کیا اُن لوگوں نے جنہوں نے کہا
اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ	بے شک اللہ تیسرا ہے تین معبودوں میں سے
وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ	حالانکہ نہیں کوئی معبود سوائے معبودِ واحد کے
وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ	اور اگر وہ باز نہ آئے اُس بات سے جو وہ کہہ رہے ہیں
لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾	تو یقیناً پہنچے گا اُن کو جنہوں نے کفر کیا اُن میں سے درد ناک عذاب۔
اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ	تو کیا وہ توبہ نہیں کریں گے اللہ کے حضور اور بخشش نہیں مانگیں گے اُس سے؟
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷۴﴾	اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

یہ آیات عیسائیوں کے فرقہ ملکائیہ کے عقیدۂ تثلیث کا رد کر رہی ہیں۔ اِس عقیدہ کے مطابق (نعوذ باللہ) اللہ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریم سلام علیہا تینوں ہی معبود ہیں۔ ساتھ ہی وہ توحید کا علمبردار ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں کیونکہ انجیل میں توحید ہی کا

بیان ہے اور تثلیث کے عقیدہ کا کوئی ذکر نہیں۔ وہ کہتے ہیں وہ تینوں مل کر ایک ہی ہیں۔ البتہ ایک میں تین ہیں۔ وہ اِس خلافِ عقل عقیدہ کو گول مول اور پیچ دار عبارتوں سے بیان کرتے ہیں۔ جب وہ کسی کی سمجھ میں نہیں آتا تو اُسے عقل سے بالاتر حقیقت قرار دیتے ہیں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ تثلیث بالکل ہی باطل عقیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ عیسائیوں کو خبردار کیا گیا کہ اگر وہ اپنے مشرکانہ عقائد سے باز نہ آئے تو دردناک عذاب اُن کا مقدر بنے گا۔ خیر اِسی میں ہے کہ توبہ کرلیں، وہ اللہ تعالیٰ کو بہت بخشنے اور رحم کرنے والا پائیں گے۔

آیات ۷۵ تا ۷۶

حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریمؑ کا اصل مقام

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ	نہیں ہیں مسیحؑ ابن مریم مگر رسولؑ
قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ	گزر چکے ہیں اُن سے پہلے بھی رسولؑ
وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ	اور اُن کی والدہ صدیقہ تھیں
كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ	دونوں کھایا کرتے تھے کھانا
اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ	دیکھو! کیسے ہم واضح کرتے ہیں اُن کے لیے آیات
ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٧٥﴾	پھر دیکھو کہاں سے وہ بہکائے جاتے ہیں۔
قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	اے نبیؐ! فرمایئے کیا تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا اُس کی
مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ	جو نہیں اختیار رکھتا تمہارے نقصان اور نہ ہی نفع کا
وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٧٦﴾	اور اللہ ہی سب سننے والا، سب جاننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اِن آیات میں حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریم سلامٌ علیھا کا اصل مقام و مرتبہ بیان فرمایا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ اللہ کے رسول تھے اور اُن کی والدہ صدیقہ کا مقام رکھتی تھیں۔ ایک خاتون کے لیے یہ سب سے اونچا مقام ہے کیونکہ خواتین میں نبوت نہیں ہوتی۔ وہ دونوں ماں بیٹا اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے تھے۔ وہ کسی کو نقصان یا نفع پہچانے کا اختیار نہیں رکھتے تھے بلکہ اپنی زندگی برقرار رکھنے کے لیے کھانا کھانے کے محتاج تھے۔ کوئی محتاج ہستی معبود کیسے ہو سکتی ہے؟

آیت ۷۷

عیسائیوں کو دو گمراہیوں سے باز آنے کی تلقین

قُلْ یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ	اے نبیؐ! فرمایئے اے اہلِ کتاب
لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِكُمْ غَیْرَ الْحَقِّ	حد سے نہ گزرو اپنے دین میں ناحق
وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ	اور نہ پیروی کرو اُس قوم کی خواہشات کی جو گمراہ ہو چکی ہے اِس سے پہلے
وَاَضَلُّوْا كَثِیْرًا	اور وہ گمراہ کر چکے ہیں بہت سوں کو
وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ ﴿۷۷﴾ ع	اور بھٹک چکے ہیں سیدھی راہ سے۔

اِس آیت میں عیسائیوں کی دو گمراہیوں کا ذکر ہے۔ پہلی گمراہی یہ کہ اُنہوں نے دین میں ناحق غلو کیا۔ غلو کے معنی حد سے نکل جانے کے ہیں۔ دین میں غلو کا مطلب یہ ہے کہ عقیدہ اور عمل میں دین نے جو حدود مقرر کی ہیں اُن سے آگے بڑھ جائیں۔ عیسائیوں نے عقیدہ کا غلو یہ کیا کہ اللہ کے رسول کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا اور معبود قرار دے دیا۔ عمل میں غلو یہ کیا کہ دنیا میں رہ کر معاشرے کی اصلاح کی کوشش کے بجائے دنیا کو ترک کر کے رہبانیت اختیار کر لی۔ عیسائیوں کی دوسری گمراہی یہ بیان ہوئی کہ اُنہوں نے یونانی فلسفیوں کی تقلید میں تثلیث کا عقیدہ گھڑ لیا۔ فلسفیانہ تثلیث کے تصور کی رُو سے خالق مادہ اور روح تینوں قدیم

تھے۔ عیسائیوں نے وہی تثلیث کا عقیدہ اختیار کر لیا صرف معبود بدل دیے۔ اِس آیت میں عیسائیوں کو اِن دونوں گمراہیوں سے باز آنے کی تلقین کی گئی ہے۔

آیات ۷۸ تا ۷۹

بنی اسرائیل کے نافرمانوں پر پیغمبروں کی لعنت

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	لعنت کیے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں سے
عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ	حضرت داؤدؑ اور حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کی زبان سے
ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا	یہ اِس لیے کہ اُنھوں نے نافرمانی کی
وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝٧٨	اور وہ حد سے گزرتے تھے۔
كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ	وہ ایک دوسرے کو روکا نہیں کرتے تھے اُس برائی سے وہ خود کر چکے ہوتے تھے جسے
لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝٧٩	یقیناً برا ہے جو وہ کیا کرتے تھے۔

اِن آیات میں بنی اسرائیل کے مجرموں پر حضرت داؤدؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی لعنت کا بیان ہے۔ حضرت داؤدؑ کی طرف سے لعنت زبور میں اور حضرت عیسیٰؑ کی طرف سے لعنت انجیل میں مذکور ہے۔ اِس ذلت کی وجہ یہ تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صرف نافرمانی ہی نہیں کرتے تھے بلکہ نافرمانیوں میں حد سے گزر جاتے تھے۔ اِس سے بھی بڑا جرم یہ تھا کہ ایک دوسرے کو برے کاموں سے منع نہیں کرتے تھے۔ کسی معاشرہ میں جب کوئی برائی رواج پاتی ہے تو ابتداء میں چند ہی لوگ اِس کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اگر ایسے لوگوں کا بروقت اور سختی سے محاسبہ کیا جائے تو وہ برائی رک جاتی ہے۔ لیکن اگر اس سلسلہ میں نرم گوشہ اختیار کیا جائے تو اُس بدی کا ارتکاب کرنے والوں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ ایک وقت ایسا بھی آجاتا ہے کہ بدی سے بچنے والے، بدی کرنے والوں سے میل

ملاپ رکھنے اور شیر و شکر بن کر رہنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے جب عذابِ الٰہی نازل ہوتا ہے۔ پھر اِس عذاب سے نہ بدی کرنے والے بچتے ہیں اور نہ بدی سے اجتناب کرنے والے۔ جس طرح بدی کا ارتکاب کرنا جرم ہے اِسی طرح بدی سے نہ روکنا بھی جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت اور عذاب کا اثر اور نقصان دونوں کو یکساں پہنچتا ہے۔ ایک بار نبی اکرم ﷺ نے اِن آیات کی تلاوت کرتے ہوئے فرمایا:

"ہر گز نہیں! اللہ کی قسم تمہیں لازماً نیکی کا حکم دینا ہوگا، تمہیں لازماً بدی سے روکنا ہوگا، تمہیں لازماً ظالم کے ہاتھ کو قوت کے ساتھ پکڑ لینا ہوگا، تمہیں اُس کو لازماً حق کی طرف جبراً موڑنا ہوگا اور اُسے حق پر قائم رکھنا ہوگا۔ ورنہ پھر اللہ تمہارے دل بھی ایک دوسرے کے مشابہ کر دے گا اور تم پر بھی لعنت فرمائے گا جیسے یہود پر لعنت فرمائی"۔ (ترمذی)

آیات ۸۰ تا ۸۱

یہودیوں کی مشرکین سے دوستی پر غضب

تَرٰی كَثِیْرًا مِّنْهُمْ	اور تم دیکھو گے اُن میں سے بہت سوں کو
یَتَوَلَّوْنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ	وہ دوستی رکھتے ہیں اُن سے جنہوں نے کفر کیا
لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ	یقیناً برا ہے جو آگے بھیجا اپنے لیے اُنہوں نے خود
اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ	یہ کہ ناراض ہوا اللہ اُن پر
وَفِی الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۸۰﴾	اور عذاب میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔
وَلَوْ كَانُوْا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ	اور اگر وہ ایمان رکھتے اللہ پر
وَالنَّبِیِّ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ	اور نبیؐ پر اور اُس پر جو نازل کیا گیا نبیؐ کی طرف

مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ	تو نہ بناتے کافروں کو دوست
وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٨١﴾	لیکن اُن میں سے اکثر نافرمان ہیں۔

اِن آیات میں تعجب کیا گیا کہ یہودی اگرچہ اہلِ کتاب ہیں لیکن توحید اور شرک کی جنگ میں کھلم کھلا مشرکین کا ساتھ دے رہے ہیں۔ اقرارِ نبوت اور انکارِ نبوت کی لڑائی میں علانیہ اُن کی ہمدردیاں منکرینِ نبوت کے ساتھ ہیں۔ پھر بھی وہ بلا کسی شرم وحیا کے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ، انبیاءؑ اور آسمانی کتابوں کے ماننے والے ہیں۔ اگر وہ واقعی اِن حقائق کے ماننے والے ہوتے تو اُنہیں مشرکین کے مقابلہ میں اُن کے ساتھ زیادہ ہمدردی ہوتی جو بعض اختلافات کے باوجود اُنہی کی طرح اللہ تعالیٰ اور سلسلۂ وحی و رسالت کو مانتے ہیں۔ مشرکین کے ساتھ یہود کی دوستی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اُن پر ناراض ہوا اور اُن کے لیے ہمیشہ کا عذاب طے فرمادیا۔

آیات ۸۲

مسلمانوں کے دوست اور دشمن

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا	اے نبیؐ! آپؐ ضرور پائیں گے لوگوں میں سے زیادہ سخت دُشمنی میں اُن کے لیے جو ایمان لائے
الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ	یہود کو اور اُنہیں جنہوں نے شرک کیا
وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا	اور آپؐ ضرور پائیں گے اُن میں زیادہ قریب محبت میں اُن کے لیے جو ایمان لائے
الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى	اُن کو جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں
ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا	یہ اِس لیے کہ اُن میں علماء اور راہب ہیں
وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٨٢﴾	اور اِس لیے کہ وہ تکبر نہیں کرتے۔

یہ آیت آگاہ کر رہی ہے کہ مسلمانوں سے دشمنی میں پیش پیش یہودی اور مشرکین ہیں۔ اِس کے برعکس مسلمانوں کے لیے محبت کے جذبات رکھنے میں آگے آگے عیسائی ہیں۔ دورِ نبوی ﷺ میں نجاشی شاہِ حبشہ، مقوقس شاہِ مصر اور ہرقل شہنشاہِ روم جیسے عیسائی فرماں رواؤں کا کردار ظاہر کرتا ہے کہ یہود کے مقابلہ میں یہ لوگ اسلام اور مسلمانوں سے بہت قریب تھے اور اختلافات کے باوجود دوسروں کی نسبت مسلمانوں سے دوستی رکھنے کو ترجیح دیتے تھے۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ اُن میں ایسے خدا ترس علماء اور راہب موجود تھے جو دنیا سے بے رغبتی رکھنے والے اور اپنی انا کو قربان کرنے والے ہیں۔ بلاشبہ قوم و ملت کی اصل روح حق پرست، خدا ترس علما و مشائخ ہیں۔ جب تک کسی قوم میں ایسے علما و مشائخ موجود ہوں جو دنیوی خواہشات کے پیچھے نہ چلیں، خدا ترسی اور حق گوئی اُن کا وصف ہو تو وہ قوم خیر و برکت سے محروم نہیں ہوتی۔

آیات ۸۳ تا ۸۶

عیسائی وفد کا اعترافِ حق

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ	اور جب وہ سنتے ہیں اُس کلام کو جو نازل کیا گیا رسولؐ کی طرف
تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ	تو تم دیکھو گے اُن کی آنکھوں کو کہ چھلک رہی ہوتی ہیں آنسوؤں سے
مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ	اِس لیے کہ پہچان لیا اُنہوں نے حق کو
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا	پکار اٹھے اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے
فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾	پس لکھ لے ہمیں (حق کی) گواہی دینے والوں میں۔

وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ	اور ہمیں کیا ہے کہ ہم ایمان نہ لائیں اللہ پر
وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ	جبکہ آ چکا ہے ہمارے پاس حق
وَنَطْمَعُ	اور ہم توقع رکھتے ہیں
اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٨٤﴾	کہ داخل فرمائے گا ہمارا رب ہمیں نیک لوگوں میں۔
فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا	تو عطا فرمائے اُنہیں اللہ نے اُس وجہ سے جو اُنہوں نے کہا
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	وہ باغات بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ	وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اُن میں
وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٨٥﴾	اور یہی نیکی کرنے والوں کا بدلہ ہے۔
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اور جنہوں نے کفر کیا
وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ	اور جھٹلایا ہماری آیات کو
ع اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿٨٦﴾ ع	وہی لوگ جہنم والے ہیں۔

حبشہ سے مکہ آنے والے ۷۰ عیسائیوں کے ایک وفد نے جب قرآنِ کریم کی تلاوت سنی تو بے اختیار اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ وہ پکار اٹھے کہ ہم اِس کلام پر ایمان لے آئے۔ واقعی یہ کلام بالکل برحق ہے۔ اے ہمارے رب! ہمیں بھی حق کی گواہی دینے والوں میں شامل فرما دے۔ ہم امید رکھتے ہیں کے ہمارا رب ہمارا شمار اپنے نیک بندوں میں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی نیک آرزو کو پورا فرمایا اور اُنہیں محسنین کے مقام پر فائز فرما کر جنت کا انعام عطا فرمایا۔ اِس کے برعکس جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا اور اُن کو جھٹلایا وہ جہنم کی آگ کا ایندھن بنیں گے۔

آیات ۸۷ تا ۸۸

حلال کو حرام کر لینا بھی جرم ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ	حرام نہ کرو پاکیزہ چیزیں جنہیں حلال فرمایا ہے اللہ نے تمہارے لیے
وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ	اور حد سے نہ بڑھو
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۸۷﴾	بے شک اللہ پسند نہیں فرماتا حد سے بڑھنے والوں کو۔
وَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ	اور کھاؤ اُس میں سے جو رزق دیا ہے تمہیں اللہ نے
حَلٰلًا طَيِّبًا ۪	جو حلال اور پاکیزہ ہو
وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾	اور بچو اُس اللہ کی نافرمانی سے تم جس پر ایمان رکھنے والے ہو۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ جس طرح حرام کو حلال کرنا ناجائز ہے اِسی طرح حلال کو حرام کر لینا بھی جرم ہے۔ یہ دونوں صورتیں حد سے تجاوز کی ہیں اور اِن سے بچنا لازم ہے۔ سابقہ آیات میں عیسائیوں کے قبولِ اسلام کا ذکر تھا۔ عیسائیوں نے رہبانیت کی راہ اختیار کر کے خود پر بہت سی حلال اشیاء کو حرام کر لیا تھا۔ یہاں ایسی ہی گمراہی کی اصلاح کا بیان ہے۔ ہدایت دی گئی کہ جس شے کو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے اِس سے استفادہ کرو بشرطیکہ وہ طیب بھی ہو یعنی اُسے جائز ذرائع سے حاصل کیا گیا ہو، جانور ہو تو ذبح کیا گیا ہو اور ذبح کرتے ہوئے اُس پر اللہ تعالیٰ ہی کا نام لیا گیا ہو۔

آیت ۸۹

قسم کا کفارہ

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ	نہیں پکڑے گا تمہیں اللہ غیر سنجیدہ بات پر تمہاری قسموں میں
وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ	اور لیکن وہ پکڑے گا تمہیں اُن پر جو تم نے پختہ ارادے سے اٹھائی ہیں قسمیں
فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ	تو اِس کا کفارہ ہے کھانا کھلانا دس مسکینوں کو اُس اوسط درجہ کا جو تم کھلاتے ہو اپنے گھر والوں کو
اَوْ كِسْوَتُهُمْ	یا لباس پہنانا اُنہیں
اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ؕ	یا آزاد کرنا ایک غلام کو
فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ؕ	پھر جو یہ نہ پائے تو روزہ رکھنا ہے تین دن
ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ؕ	یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جب تم قسم اُٹھاؤ
وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ؕ	اور حفاظت کرو اپنی قسموں کی
كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ	اِسی طرح واضح کرتا ہے اللہ تمہارے لیے اپنی آیات
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٨٩﴾	تاکہ تم شکر کرو۔

بعض اوقات انسان حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کر لینے کی قسم اُٹھالیتا ہے۔ اگر اُس کی زبان سے بلاارادہ قسم کا لفظ نکل گیا ہے تو اس کی پابندی کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ ایسی قسم پر کوئی گرفت نہیں۔ اگر قسم جان بوجھ کر اٹھائی ہے تو اُسے توڑ کر کفارہ ادا کرنا چاہیے۔ اِس آیت میں قسم توڑنے کا کفارہ بیان کیا گیا ہے۔ وہ کفارہ یہ ہے کہ دس مساکین کو دو وقت اُسی معیار کا کھانا کھلانا جیسا کہ انسان اپنے گھر والوں کو کھلاتا ہے یا اُنہیں بقدرِ ستر پوشی لباس فراہم کرنا یا ایک غلام یا کنیز کو آزاد کرنا۔ البتہ جو مالی اعتبار سے اِن تینوں میں سے کوئی کام کرنے کے قابل نہ ہو، اُسے چاہیے کہ تین دن کے روزے مسلسل رکھے۔ اِس آیت میں مزید ہدایت دی گئی کہ قسم کی حفاظت کرو یعنی نافرمانی کے کام پر قسم نہ اٹھاؤ۔ اگر اٹھائی ہے تو توڑ کر کفارہ ادا کرو۔ اگر کسی جائز کام کے لیے قسم اٹھائی ہے تو اُسے نبھاؤ۔ اگر اُس کی خلاف ورزی ہو جائے تو پھر کفارہ ادا کرو۔

آیت ۹۰ تا ۹۲

شراب اور جوئے کی حرمت کا حتمی حکم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ	بے شک شراب اور جوا
وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ	اور بت اور فال کے تیر
رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ	گندے ہیں شیطان کے کام میں سے
فَاجْتَنِبُوْهُ	پس بچتے رہو اِن سے
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۹۰	تاکہ تم فلاح پاؤ۔
اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ	بے شک یہی چاہتا ہے شیطان

اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ	کہ ڈال دے تمہارے درمیان دشمنی اور بغض شراب اور جوئے سے
وَ يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ ۚ	اور روک دے تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے
فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝٩١	تو کیا تم باز آنے والے ہو؟
وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ	اور اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسولؐ کی
وَ احْذَرُوْا ۚ	اور محتاط رہو
فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ	پس اگر تم پھر گئے
فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝٩٢	تو جان لو کہ ہمارے رسولؐ کے ذمے تو صاف صاف پہنچا دینا ہی ہے۔

اِن آیات میں شراب پینے، جوا کھیلنے اور شرک کرنے کو شیطان کے گندے ترین کام قرار دیا گیا اور اِن جرائم سے بچنے کی تلقین کی گئی۔ آگاہ کیا گیا کہ شیطان شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان نفرت اور دشمنی پیدا کرنا چاہتا ہے۔ شراب کے نشے میں بہک کر یا جوئے میں مسلسل ہار کر انسان دوسروں کے خلاف ایسی حرکات کرتا ہے جس سے باہمی نفرت اور دشمنی جنم لیتی ہے۔ مزید یہ کہ نشے کی حالت انسان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور بالخصوص نماز پڑھنے سے غافل کر دیتی ہے۔ جوئے کے ذریعہ حرام کمائی کا حصول انسان کو ذکر کی لذت اور نماز کی چاشنی سے محروم کر دیتا ہے۔ بڑے سخت الفاظ میں تنبیہ کی گئی ہے کہ تم شراب اور جوئے سے باز آتے ہو یا نہیں؟ اِس سخت تنبیہ کے باوجود آج بعض مسلمان شراب پینے اور اِس کی خرید و فروخت میں ملوث ہیں۔ لاٹری، ریفل ٹکٹ، انعامی بونڈز وغیرہ کی صورت میں جوئے کے معاملات میں بھی شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِن خبیث کاموں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۹۳

اللہ تعالیٰ کی قربت تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ	نہیں ہے اُن پر جو ایمان لائے اور جنہوں نے عمل کیے اچھے کوئی گناہ
فِيْمَا طَعِمُوْٓا	اُس میں جو وہ کھا چکے ہیں
اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا	جبکہ وہ اللہ کی نافرمانی سے بچے اور ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور اُنہوں نے عمل کیے اچھے
ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا	پھر اور اللہ کی نافرمانی سے بچے اور یقین لائے
ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ؕ	پھر مزید اللہ کی نافرمانی سے بچے اور احسان کے درجے پر فائز ہوئے
وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ ع	اور اللہ پسند فرماتا ہے اُنہیں جو احسان کے درجے پر فائز ہیں۔

مسند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ جب شراب اور جوئے کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو بعض لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! بہت سے شراب پینے والے اور جوئے کا مال کھانے والے حرمت کا حکم آنے سے پہلے وفات پا گئے اب اُن کا کیا حال ہوگا؟ اِس آیت میں تسلی دی گئی کہ کسی شے کی حرمت کا حکم آنے سے پہلے اُس کے کھانے یا پینے پر کوئی گناہ نہیں۔ اِس کے بعد آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی قربت کے حصول کے حوالے سے رہنمائی دی گئی۔ حدیثِ جبرائیل میں اللہ تعالیٰ کی قربت کے تین درجے بیان کیے گئے ہیں یعنی اسلام (زبانی اقرار)، ایمان (قلبی یقین) اور احسان (یقین کی ایسی گہرائی گویا انسان اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا

ہو یا یہ احساس کہ اللہ تعالیٰ انسان کو دیکھ رہا ہے)۔اِس آیت میں رہنمائی دی گئی ہے کہ تقویٰ یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کا قلبی احساس وہ نعمت ہے جس سے انسان اللہ تعالیٰ کی قربت کے مراحل طے کرتا ہوا بلند ترین مرتبہ یعنی مرتبۂ احسان پر فائز ہو کر اللہ تعالیٰ کا محبوب بن سکتا ہے۔

آیات ۹۴تا۹۵

حالتِ احرام میں شکار کرنے کا مسئلہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ	ضرور آزمائے گا تمہیں اللہ کسی چیز کے ساتھ شکار میں سے
تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ	پہنچیں گے جس تک تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے
لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ	تاکہ ظاہر کر دے اللہ کہ کون ڈرتا ہے اُس سے بن دیکھے
فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ	اور جس نے زیادتی کی اِس کے بعد
فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۴﴾	تو اُس کے لیے دردناک عذاب ہے۔
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ	نہ مارو شکار جس وقت تم ہو احرام میں
وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا	اور جس نے مارا اُسے تم میں سے جان بوجھ کر
فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ	تو بدلہ ہے اُس جیسا جو اُس نے مارا مویشیوں میں سے

يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ	فیصلہ کریں گے اُس کا دو معتبر آدمی تم میں سے
هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ	یہ قربانی ہو گی جسے پہنچانا ہو گا کعبہ تک
اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ	یا اُس کا کفارہ ہو گا کھانا کھلانا مساکین کو
اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا	یا اُس کا بدلہ ہو گا روزے رکھنا
لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ	تاکہ وہ چکھے سزا اپنے کیے کی
عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ	معاف کر دیا اللہ نے وہ جو گزر چکا
وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ	اور جس نے دوبارہ ایسا کیا تو انتقام لے گا اللہ اُس سے
وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿٩٥﴾	اور اللہ زبردست ہے، انتقام لینے والا۔

اِن آیات میں رہنمائی دی گئی کہ حالتِ احرام میں خشکی کا شکار کرنا یا شکار میں معاونت کرنا حرام ہے۔ اگر کسی اور نے یہ شکار صرف اِسی کے لیے کیا تو بھی اُس کا کھانا جائز نہیں۔ اگر حالتِ احرام میں غلطی سے خشکی کا شکار کر لیا جائے تو کفارہ یہ ہے کہ دو تجربہ کار اور معتبر آدمیوں سے اُس جانور کی قیمت لگوائی جائے۔ پھر اُسی قیمت کا مویشیوں میں سے ایک جانور لے کر اُسے حدودِ حرم میں ذبح کیا جائے اور خود اُس میں سے نہ کھایا جائے۔ یا اُسی قیمت کا غلہ لے کر محتاجوں کو فی محتاج ایک فطرہ کی مقدار تقسیم کر دیا جائے۔ یا جس قدر محتاجوں کو وہ غلہ پہنچتا، اتنے ہی دنوں کے روزے رکھ لیے جائیں۔ اگر کسی نے اِن آیات کے نزول کے بعد جان بوجھ کر حالتِ احرام میں شکار کیا تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کے انتقام کا سامنا کرنا پڑے گا۔

آیت ۹۶

حالتِ احرام میں آبی شکار حلال ہے

اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَ طَعَامُهٗ	حلال کیا گیا تمہارے لیے آبی شکار اور اُس کا کھانا
مَتَاعًا لَّكُمْ وَ لِلسَّيَّارَةِ ۚ	یہ فائدے کا ذریعہ ہے تمہارے لیے اور مسافروں کے لیے بھی
وَ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ؕ	اور حرام کر دیا گیا ہے تم پر خشکی کا شکار جب تک تم ہو احرام میں
وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹۶﴾	بچو اُس اللہ کی نافرمانی سے جس کی طرف تم جمع کیے جاؤ گے۔

اِس آیت کی رُو سے حالتِ احرام میں آبی شکار کرنا یا اُس کا کھانا جائز ہے۔ سمندر کے سفر میں بسا اوقات خوراک ختم ہو جاتی ہے اور اس کی فراہمی کے لیے واحد ذریعہ آبی جانوروں کا شکار ہی رہ جاتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اُس نے آبی شکار حلال کر دیا۔ پھر احرام میں آبی شکار کرنا ہی نہیں بلکہ اگر کسی اور نے شکار اِس کے لیے کیا ہو تو بھی اُس کا کھانا جائز ہے۔ پھر وہ شکار خواہ سمندر سے پکڑا گیا ہو یا کسی تالاب سے دونوں صورتوں میں حلال ہے۔

آیت ۹۷

شعائر اللہ کا احترام

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ	بنا دیا ہے اللہ نے کعبہ کو جو لائقِ احترام گھر ہے
قِيٰمًا لِّلنَّاسِ	بقا کا ذریعہ لوگوں کے لیے

وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ	اور حرمت والے مہینے کو
وَالْهَدْيَ	اور حرم میں قربان ہونے والے جانور کو
وَالْقَلَآئِدَ ؕ	اور گلے میں پٹے پڑے ہوئے جانوروں کو
ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا	یہ اِس لیے ہے تاکہ تم جان لو
اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ	کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے
وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٩٧﴾	اور بے شک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

اِس آیت میں بیت اللہ کو لوگوں کی بقا کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ یہ اِس حقیقت کی طرف اشارہ محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کو فنا کرتے وقت سب سے پہلے بیت اللہ کو اٹھالے گا۔ گویا جب تک بیت اللہ موجود ہے یہ دنیا باقی رہے گی۔ بقول اقبال

دنیا کے بتکدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا

ہم اُس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا

مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کو وہ مرکزیت اور تقدس دیا ہے کہ یہ لوگوں کی معاشی و تمدنی زندگی کا سہارا بنا ہوا ہے۔ حج اور عمرے کے لیے ساری دنیا سے لوگ اِس کی طرف کھنچ کر آتے ہیں اور اِس اجتماع کی بدولت اُن میں باہمی انتشار کا خاتمہ اور وحدت کا ایک رشتہ پیدا ہوتا ہے۔ مختلف علاقوں کے لوگ باہم تمدنی روابط قائم کرتے ہیں اور تجارتی لین دین سے اُن کی معاشی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ حدودِ حرم کے احترام کے باعث انسانوں ہی کو نہیں بلکہ جانوروں تک کو وہاں رہ کر امن نصیب ہوتا ہے۔ حرمت والے مہینوں کی بدولت عربوں کو سال کا پورا ایک تہائی زمانہ امن کا میسر آجاتا تھا۔ اِس زمانہ میں اُن کے قافلے عرب کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک بسہولت آتے جاتے تھے۔ اِس نقل و حرکت میں بڑی مدد ملتی تھی قربانی کے جانوروں سے یا اُن جانوروں سے جن کی گردنوں میں نذر کی علامت کے طور پر پٹے پڑے ہوئے ہوتے تھے۔ اِن جانوروں کو دیکھ

کر عربوں کی گردنیں احترام سے جھک جاتیں اور کسی غارت گر قبیلے کو اُن پر ہاتھ ڈالنے کی جرات نہ ہوتی۔ یہ باتیں اِس پر گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق کی مصلحتوں اور ضرورتوں کا کیسا مکمل اور گہرا علم ہے اور وہ اپنے احکام کے ذریعہ سے انسانی زندگی کے کتنے شعبوں کو فائدہ پہنچا رہا ہے۔

آیت ۹۸

اللہ تعالیٰ کی دو شانیں

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ	جان لو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے
وَ اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩٨﴾	اور بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِس آیت میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ شدید عذاب دینے والا بھی ہے اور بہت بخشنے والا اور رحم فرمانے والا بھی۔ اب ہم اپنے طرزِ عمل سے خود کو اللہ تعالیٰ کی کسی ایک شان کا مستحق بنا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی فرمانبرداری اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم اُس کی شانِ غفاری اور رحیمی کی نعمت حاصل کر سکیں۔ آمین! اُس کے احکامات پر عمل ہی میں ہمارے لیے خیر ہے۔ اِن کی خلاف ورزی سے سخت عذاب ملنے کا اندیشہ ہے۔ ہاں اگر بھول اور غفلت سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اللہ تعالیٰ فوراً عذاب نہیں دیتا، بلکہ توبہ کرنے والوں اور شرمندہ ہونے والوں کو معاف فرما دیتا ہے۔

آیت ۹۹

رسول ﷺ کے ذمہ پہنچانا ہے، منوانا نہیں

مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ	نہیں ہے رسولؐ کے ذمے مگر پہنچا دینا
وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿٩٩﴾	اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کر رہے ہو اور جو تم چھپا رہے ہو۔

اِس آیت میں واضح کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے ذمے اللہ تعالیٰ کا پیغام صاف صاف پہنچا دینا ہے لوگوں سے منوانا نہیں۔ اگر داعی کے پیشِ نظر لوگوں سے منوانا بھی ہو تو پھر وہ اُن کی خواہشات کا پاس کرتے ہوئے حق کو چھپاتا ہے، حق کے ساتھ باطل کی آمیزش کرتا ہے یا دعوت کے اصولوں پر قائم نہیں رہتا۔ داعی کو چاہیے کہ وہ کمی بیشی کیے بغیر حق واضح کر دے۔ اب لوگوں کا حساب لینا اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کون حق سامنے آنے کے بعد اُسے قبول کر رہا ہے اور کون حق پر دل ٹھک جانے کے باوجود اُسے جھٹلا رہا ہے۔

آیت ۱۰۰

حق کا معیار کثرت نہیں

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ	اے نبیؐ! فرمایئے برابر نہیں ہوتا ناپاک اور پاک
وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ	اور اگرچہ بھلی لگے آپؐ کو ناپاک کی کثرت
فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ	پس بچو اللہ کی نافرمانی سے اے عقلمندو!
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿١٠٠﴾ ع ١٣	تاکہ تم فلاح پاؤ۔

یہ آیت قدر و قیمت کا ایک ایسا معیار پیش کر رہی ہے جو ظاہر میں انسان کے معیار سے بالکل مختلف ہے۔ ظاہری طور پر دس روپے زیادہ قیمتی ہیں ایک روپے سے، لیکن یہ آیت کہتی ہے کہ اگر دس روپے ناجائز طور پر حاصل کیے گئے ہیں تو وہ ناپاک ہیں، اور ایک روپیہ اگر جائز طور پر کمایا گیا ہے تو وہ پاک ہے۔ ناپاک خواہ مقدار میں کتنا ہی زیادہ ہو، بہر حال وہ پاک کے برابر نہیں ہو سکتا۔ غلاظت کے ایک ڈھیر سے عطر کا ایک قطرہ زیادہ قدر رکھتا ہے۔ دانش مندی کا تقاضا ہے کہ ہمیشہ حلال ہی پر قناعت کی جائے خواہ وہ ظاہر میں کتنا ہی حقیر و قلیل ہو۔ حرام کی طرف کبھی ہاتھ نہ بڑھایا جائے خواہ وہ بظاہر کتنا ہی شاندار و کثیر ہو۔ پھر خبیث اور طیب سے مراد صرف حرام اور حلال مال ہی نہیں بلکہ اچھے اور برے انسان اور برائیاں اور نیکیاں بھی ہیں۔ ہر دور میں نیکی کی راہ اختیار

کرنے والے کم اور برائی کے راستے پر چلنے والے زیادہ ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں نیک اور بد انسان ہر گز برابر نہیں۔اِسی طرح کبھی بھی برائی کی کثرت اُسے نیکی کے برابر نہیں کر سکتی۔ حق کا معیار کثرت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہدایت اور شریعت ہے۔

آیات ۱۰۱ تا ۱۰۲

غیر ضروری سوالات کی مُمانعت

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ	نہ پوچھو اُن چیزوں کے بارے میں
اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ	اگر وہ واضح کر دی جائیں تمہارے لیے تو بری لگیں تمہیں
وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا	اور اگر تم پوچھو گے اُن کے بارے میں
حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ	جب نازل کیا جا رہا ہے قرآن
تُبْدَ لَكُمْ ۭ	تو ظاہر کر دی جائیں گی تمہارے لیے
عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ۭ	معاف کر دیا اللہ نے اِس پر
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾	اور اللہ بہت بخشنے والا، بڑے تحمل والا ہے۔
قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ	پوچھ چکی ہے ایسی باتیں ایک قوم تم سے پہلے
ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾	پھر ہو گئے اِن کی وجہ سے کفر کرنے والے۔

نبی اکرم ﷺ سے بعض اوقات غیر ضروری سوالات پوچھے جاتے تھے۔ مثلاً ترمذی شریف میں ہے کہ جب قرآنِ حکیم میں فرضیتِ حج کی آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کیا حج ہر سال فرض ہے؟ آپ ﷺ نے کچھ جواب نہ دیا۔ دوبارہ پوچھنے پر بھی آپ ﷺ خاموش رہے۔ تیسری مرتبہ پوچھنے پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری زبان سے ہاں نکل جائے تو حج ہر سال فرض قرار پائے۔ پھر تم ہی لوگ اِس کی پیروی نہ کر سکو گے اور نافرمانی کرنے لگو گے۔ اِس آیت میں ایسے ہی لایعنی اور غیر ضروری سوالات سے منع کیا گیا ہے۔ یہود کی مثال دی گئی کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کا حکم آنے پر غیر ضروری سوالات کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جوابات آنے پر مزید پابندیوں کا سامنا کرنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔ اب اِن پابندیوں کا پاس نہ کر کے وہ احکامِ الٰہی کے عملی کفر کے مرتکب ہوتے تھے۔ ختم نبوت کے بعد ایسے سوالات کا اگرچہ یہ اثر نہ ہو گا کہ نئے احکام آجائیں اور جو چیزیں فرض نہیں ہیں وہ فرض ہو جائیں لیکن غیر ضروری سوالات اب بھی ممنوع ہی رہیں گے کیونکہ اِن سے اپنا اور دوسروں کا وقت ضائع ہوتا ہے۔

آیات ۱۰۳ تا ۱۰۴

جانوروں کے لیے خود ساختہ تقدس

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنۡۢ بَحِيۡرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيۡلَةٍ وَّلَا حَامٍ	نہیں مقرر کیا اللہ نے بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام
وَّلٰكِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا	اور لیکن وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
يَفۡتَرُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ الۡكَذِبَ ؕ	وہ گھڑتے ہیں اللہ پر جھوٹ
وَاَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۰۳﴾	اور اُن کے اکثر سمجھتے نہیں ہیں۔
وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ تَعَالَوۡا اِلٰى مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ	اور جب بھی کہا جاتا ہے اُن سے کہ آؤ اُس کلام کی طرف

	جو نازل کیا ہے اللہ نے
وَ اِلَى الرَّسُوْلِ	اور آؤ رسولؐ کی طرف
قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ	کہتے ہیں کافی ہے ہمیں وہ ہم نے پایا جس پر اپنے باپ دادا کو
اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا	بھلا اگرچہ اُن کے باپ دادا نہ جانتے ہوں کچھ
وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾	اور نہ ہدایت یافتہ ہوں۔

اِن آیات میں فرمایا گیا کہ مشرکین بعض جانوروں کو خود ساختہ تقدس دے کر اُن کے لیے کچھ نام گھڑ لیتے تھے۔ جب اُن سے کہا جاتا کہ خود ساختہ تصورات کی بجائے قرآن اور رسول اللہ ﷺ کے فرامین کی پیروی کرو تو جواب دیتے کہ ہم اپنے آباء واجداد کے طریقوں کی پیروی کریں گے۔ ہر دور میں شرک اور بدعت کے لیے یہی جواز پیش کیا جاتا ہے۔ بد قسمتی سے ہمارے معاشرے میں بھی بعض جانوروں کی نسبت بزرگوں کی طرف کر کے اُن کا احترام کیا جاتا ہے۔ اُن کو چوما جاتا ہے، اُن پر سواری کرنا اور اُن سے کوئی خدمت لینا حرام سمجھا جاتا ہے

آیت ۱۰۵

کسی کی گمراہی ہماری بے عملی کا جواز نہیں بن سکتی

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ	تم پر ذمے داری ہے اپنی جانوں کی
لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ	نہیں نقصان پہنچا سکے گا تمہیں جو گمراہ ہوا
اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ؕ	جبکہ تم خود ہدایت پر ہو

اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا	اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے تم سب کا
فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٠٥﴾	پھر وہ بتادے گا تمہیں جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔

اِس آیت میں رہنمائی دی گئی کہ انسان کو سب سے پہلے کتاب وسنت کی روشنی میں اپنے عقائد اور کردار کی اصلاح کرنی چاہیے۔ یہ نہیں دیکھنا چاہیے کہ دوسرا کیا کر رہا ہے۔ اگر انسان کی اپنی دینی بنیادیں مضبوط ہوں گی تو دوسروں کی گمراہی اُس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ اِس آیت سے یہ رہنمائی بھی ملتی ہے کہ انسان کسی اور کی گمراہی کو اپنی بے عملی کا جواز نہیں بنا سکتا۔ روزِ قیامت ہر انسان کو ذاتی طور پر عدالتِ خداوندی میں پیش ہونا ہوگا اور اپنے اپنے عمل کا حساب دینا ہوگا۔ کوئی بے عمل شخص یہ نہ کہہ سکے گا کہ اگر دوسرے لوگ باعمل ہو جاتے تو میں بھی نیک بن جاتا۔ البتہ اِس آیت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم بے عملی کے حوالے سے دوسروں کی اصلاح نہ کریں۔ دوسروں کی اصلاح کی کوشش ہماری دینی ذمہ داری ہے اور اِس ذمہ داری کو ادا نہ کرنا بھی گناہ ہے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اِس آیت کے حوالے سے ایک غلط فہمی کی تردید کرتے ہوئے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا:

"لوگو! تم اِس آیت کو پڑھتے ہو اور اِس کی غلط تاویل کرتے ہو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب لوگوں کا حال یہ ہو جائے کہ وہ برائی کو دیکھیں اور اُسے بدلنے کی کوشش نہ کریں، ظالم کو ظلم کرتے ہوئے پائیں اور اُس کا ہاتھ نہ پکڑیں، تو بعید نہیں کہ اللہ اپنے عذاب میں سب کو لپیٹ لے۔ اللہ کی قسم تم کو لازم ہے کہ بھلائی کا حکم دو اور برائی سے روکو، ورنہ اللہ تم پر ایسے لوگوں کو مسلط کر دے گا جو تم میں سب سے بدتر ہوں گے اور وہ تم کو سخت تکلیفیں پہنچائیں گے، پھر تمہارے نیک لوگ اللہ سے دعائیں مانگیں گے مگر وہ قبول نہ ہوں گی۔" (ابوداؤد)

آیات ۱۰۶ تا ۱۰۸

وصیت پر گواہی کیسے دی جائے؟

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!

شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ	گواہی کا معاملہ تمہارے درمیان اِس طرح ہوگا
اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ	جب آئے تم میں سے کسی پر موت کی حالت
حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ	وصیت کرتے وقت دو معتبر شخص ہوں تم میں سے
اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ	یا دوسرے دو ہوں تمہارے غیروں میں سے
اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ	اگر تم سفر کر رہے ہو زمین میں
فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ؕ	پھر پہنچے تمہیں موت کی مصیبت
تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ	روکو اِن دونوں کو نماز کے بعد
فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ	تو وہ قسم اُٹھائیں اللہ کی اگر تمہیں شک ہو
لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا	ہم نہیں لیں گے اِس گواہی کے حوالے سے کوئی قیمت
وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ	اور اگرچہ کوئی ہو قرابت دار
وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ	اور ہم نہیں چھپائیں گے اللہ کی گواہی کو
اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾	ورنہ ہم اُس صورت میں بلاشبہ ہوں گے گناہ گاروں میں سے۔
فَاِنْ عُثِرَ عَلٰۤى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّاۤ اِثْمًا	پھر اگر خبر ہو جائے کہ وہ دونوں مرتکب ہوئے ہیں گناہ کے
فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا	تو دو اور کھڑے ہو جائیں اُن کی جگہ
مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ	اُن میں سے حق مارا گیا ہے جن کا، جو قریب تر ہوں

	میت کے
فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ	پھر وہ قسم اُٹھائیں اللہ کی
لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا	یقیناً ہماری گواہی زیادہ ٹھیک ہے اُن دو کی گواہی سے
وَمَا اعْتَدَيْنَآ ۖ	اور ہم نے زیادتی نہیں کی
اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠٧﴾	بے شک ہم اُس صورت میں بلاشبہ ہوں گے ظالموں میں سے۔
ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ	یہ اِس کے زیادہ قریب ہے کہ لوگ گواہی دیں اُس کی صحیح صورت پر
اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ۗ	یا پھر وہ ڈریں کہ لوٹائی جا سکتی ہیں قسمیں اُن کی قسموں کے بعد
وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ۗ	اور بچتے رہو اللہ کی نافرمانی سے اور سنتے رہو
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿١٠٨﴾ ع	اور اللہ ہدایت نہیں دیتا فاسق قوم کو۔

اِن آیات میں رہنمائی دی گئی کہ موت سے قبل ایک شخص کو چاہیے کہ وصیت پر دو مسلمان مردوں کو گواہ بنائے۔ استثنائی صورت میں دو غیر مسلموں کو بھی گواہ بنایا جا سکتا ہے۔ دونوں گواہ کسی بھی نماز کے بعد وصیت سے لوگوں کو آگاہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اپنی صداقت کا ثبوت پیش کریں۔ اگر بعد ازاں معلوم ہو کہ گواہوں نے وصیت میں تحریف کر کے کسی کا حق مارا ہے تو متاثرہ فریق کے دو افراد اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اصل وصیت لوگوں کے سامنے بیان کریں۔ یہ وصیت پر گواہی کا مبنی بر عدل طریقہ ہے۔

آیت ۱۰۹

رسولوں علیہم السلام کی اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ	جس دن جمع فرمائے گا اللہ تمام رسولوں کو
فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ؕ	پھر پوچھے گا کیا جواب ملا تمہیں
قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ۚ	رسول عرض کریں گے کہ کوئی علم نہیں ہمیں
اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۰۹﴾	بے شک آپ ہی تمام رازوں کے خوب جاننے والے ہیں۔

اِس آیت میں بیان کیا گیا کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ رسولوں سے دریافت فرمائے گا کہ تمہاری دعوت کے جواب میں تمہاری قوموں کا کیا ردِّ عمل تھا۔ تمام رسول اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی سے عرض کریں گے کہ اے اللہ! آپ کے علم کے مقابلے میں ہمارا علم نہ ہونے کے برابر ہے۔ آپ تو لوگوں کے ظاہری طرزِ عمل سے ہی نہیں بلکہ اُن کی باطنی کیفیات سے بھی واقف ہیں، اِس لیے کہ آپ تمام پوشیدہ باتوں کو بھی جانتے ہیں۔ رسولوں علیہم السلام کی عاجزی ظاہر کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس بندے کو جتنا نوازتا ہے اُس میں اتنی زیادہ انکساری اور درماندگی کا احساس بڑھ جاتا ہے۔ بقول شاعر۔

رتبہ جسے دنیا میں خدا دیتا ہے
وہ دل میں فروتنی کو جا دیتا ہے
کرتے ہیں تہی مغز ثنا آپ اپنی
جو ظرف کہ خالی ہے صدا دیتا ہے

آیت ۱۱۰

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کے احسانات کا بیان

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ	جب فرمائے گا اللہ اے عیسیٰؑ ابن مریمؑ!
اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ	یاد کرو میری نعمت کو جو ہوئی تم پر اور تمہاری والدہ پر
اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۣ	جب میں نے مدد کی تمہاری روح القدس سے
تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ	اور تم گفتگو کرتے تھے لوگوں سے ماں کی گود میں اور ادھیڑ عمر میں
وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ ۚ	اور جب میں نے سکھائی تھی تمہیں کتاب اور حکمت یعنی تورات اور انجیل
وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ	اور جب تم بناتے تھے گارے سے ایک پرندے کی سی صورت میرے حکم سے
فَتَنْفُخُ فِيْهَا	اور پھر تم پھونک مارتے تھے اُس میں
فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ	تو وہ ہو جاتا تھا اڑتا ہوا پرندہ میرے حکم سے
وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ	اور جب تم ٹھیک کر دیتے تھے مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کے مریض کو میرے حکم سے
وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ	اور جب تم زندہ کر دیتے تھے مردے کو میرے حکم سے

وَ اِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ	اور جب میں نے روک دیا تھا بنی اسرائیل کو تم سے
اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ	جب تم آئے تھے اُن کے پاس واضح نشانیاں لے کر
فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ	تو کہنے لگے جنہوں نے کفر کیا تھا اُن میں سے
اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿١١٠﴾	کہ یہ سب نہیں ہے مگر کھلا جادو۔

روزِ قیامت اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ پر اپنی خصوصی عنایت کا ذکر فرمائے گا جس سے ثابت ہو گا کہ حضرت عیسیٰؑ معبود نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندے تھے۔ یہ عنایات حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ حضرت عیسیٰؑ کو ماں کی گود میں بڑے عمر کے انسانوں کی طرح گفتگو کی صلاحیت دی۔ پھر رفع آسمانی کے بعد اُن کو دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے گا اور وہ جوانی سے ادھیڑ عمر کو پہنچیں گے۔ اب اِس ادھیڑ عمر میں بھی لوگوں سے کلام کرنا گویا معجزہ اور عطیۂ خداوندی شمار ہو گا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں تورات کے ذریعے احکام اور انجیل کے ذریعے حکمت سکھائی۔

۳۔ وہ گارے سے پرند کا سا پتلا بناتے تھے اور اُس میں پھونک مارتے تھے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اڑنا شروع کر دیتا تھا۔

۴۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مادر زاد اندھے اور برص کے مریض کو تندرست کر دیتے تھے۔

۵۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مردے کو زندہ کر دیتے تھے۔

۶۔ جب بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰؑ کے تمام معجزات کو جادو قرار دیا اور اُنہیں مصلوب کرنے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیلؑ کے ذریعہ اُنہیں آسمان پر اٹھالیا۔

آیت ۱۱۱

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کا ایک خاص احسان

وَ اِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ	اور جب میں نے دل میں ڈال دیا حواریوں کے
اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَ بِرَسُوْلِيْ ۚ	کہ ایمان لاؤ مجھ پر اور میرے رسول (عیسیٰؑ) پر
قَالُوْٓا اٰمَنَّا	تو انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے
وَ اشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ۝۱۱۱	اور اے اللہ! آپ گواہ رہیے کہ ہم فرمانبردار ہیں۔

یہ آیت حضرت عیسیٰؑ پر اللہ تعالیٰ کے ایک خاص احسان کا ذکر کر رہی ہے۔ جب بنی اسرائیل کے سب لوگ حضرت عیسیٰؑ کے دشمن بن گئے اور کوئی ایمان نہ لایا تو اللہ تعالیٰ نے حواریوں کو الہام کے ذریعہ حکم دیا کہ ایمان لاؤ مجھ پر اور میرے رسول حضرت عیسیٰؑ پر۔ حواری ایمان لے آئے اور ہر طرح سے حضرت عیسیٰؑ کی مدد اور تعاون پر کمربستہ ہو گئے۔ گویا حواریوں کا حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لانا بھی اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل اور توفیق کا نتیجہ تھا۔ ضمناً یہاں یہ بھی بتا دیا گیا کہ حواریوں کا اصل دین اسلام تھا نہ کہ عیسائیت۔

آیات ۱۱۲ تا ۱۱۳

فرمائشی معجزہ کا مطالبہ

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ	اور یاد کرو جب کہا تھا حواریوں نے
يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ	اے عیسیٰؑ ابن مریمؑ! کیا ایسا کر سکتا ہے آپ کا رب
اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ	کہ اُتارے ہم پر ایک خوان آسمان سے؟

قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١١٢﴾	فرمایا عیسیٰؑ نے ڈرو اللہ سے اگر تم مومن ہو۔
قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا	کہا حواریوں نے ہم چاہتے ہیں کہ کھائیں اُس میں سے
وَ تَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا	اور مطمئن ہو جائیں ہمارے دل
وَ نَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا	اور ہم جان لیں کہ آپؑ نے سچ کہا تھا ہم سے
وَ نَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿١١٣﴾	اور ہم ہو جائیں اِس پر گواہی دینے والوں سے۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ حواریوں نے حضرت عیسیٰؑ سے مطالبہ کیا کہ آپؑ کے رب کے لیے ممکن ہے کہ وہ آسمان سے ایسا دستر خوان نازل فرمائے جس پر کھانے چنے ہوئے ہوں؟ حواریوں کے اِس مطالبے سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ حواری حضرت عیسیٰؑ کو الٰہ یا اللہ تعالیٰ کا بیٹا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اُس کا رسول سمجھتے تھے ورنہ اُن کے مطالبہ کا انداز یہ ہوتا کہ "کیا آپ کے لیے ممکن ہے کہ ہمارے لیے آسمان سے دستر خوان اتاریں"۔ حضرت عیسیٰؑ نے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا امتحان نہ لو۔ اُس سے ڈرتے رہو اور اُس کے فرمانبردار بن کر رہو۔ فرمانبردار کا یہ کام نہیں ہوتا کہ وہ اپنے آقا کا امتحان لینا شروع کر دے۔ حواریوں نے جواب دیا کہ ہم یہ مطالبہ صرف اطمینانِ قلب اور آپ کی تعلیمات پر یقین کے حصول کے لیے کر رہے ہیں۔

آیات ۱۱۴ تا ۱۱۵

معجزہ کے لیے دعا اور اللہ تعالیٰ کا جواب

قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ	عرض کی عیسیٰؑ ابن مریمؑ نے
اَللّٰهُمَّ رَبَّنَآ	اے اللہ! اے ہمارے رب!
اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ	نازل فرما ہم پر خوان آسمان سے

تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا	تاکہ ہو جائے وہ عید کا موقع ہمارے اولین اور آخرین کے لیے
وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ	اور بن جائے ایک نشانی تیری طرف سے
وَارْزُقْنَا	اور رزق عطا فرما ہمیں
وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿١١٤﴾	اور تو ہی بہترین رازق ہے۔
قَالَ اللّٰهُ	فرمایا اللہ نے
اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ	بلاشبہ میں نازل کرنے والا ہوں اُسے تم پر
فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ	پھر جس نے کفر کیا اِس کے بعد تم میں سے
فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا	تو بے شک میں عذاب دوں گا اُسے ایسا عذاب
لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١١٥﴾ ع ١٥	میں عذاب نہیں دوں گا ویسا کسی کو بھی تمام جہانوں میں سے۔

حضرت عیسیٰؑ نے دعا کی کہ اے اللہ! ہمیں معجزے کے طور پر غیب سے رزق عطا فرما اور اِس عطا کو ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لیے ایک یادگار خوشی کا دن بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا کہ میں یہ دعا پوری کر دوں گا لیکن اگر فرمائشی معجزہ سامنے آنے کے بعد کسی حواری نے کفر کیا تو اُسے ایسا عذاب دوں گا جیسا تمام جہانوں میں سے کسی اور کو نہ دوں گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ جب کوئی قوم اپنے نبی سے کسی خاص قسم کے معجزہ کا مطالبہ کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ اُس قوم کو اُس کا مطلوبہ معجزہ دکھا دے۔ اب اگر یہ قوم ایمان نہ لائے تو پھر اُس پر اِسی دنیا میں انتہائی سخت عذاب نازل ہوتا ہے۔ امام ترمذیؒ نے اِس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ:

"عمارؓ بن یاسرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "جو دستر خوان آسمان سے اتارا گیا تھا اُس میں روٹی اور گوشت تھا اور اُنہیں حکم یہ دیا گیا تھا کہ اِس میں نہ خیانت کریں گے اور نہ کل کے لیے ذخیرہ کریں گے۔ پھر اُنہوں نے (غیر مستحقین کو اُس میں سے کھلا کر) خیانت کی اور کل کے لیے بھی اٹھا رکھا۔ لہٰذا اُنہیں بندر اور سور بنا دیا گیا۔"

آیات ۱۱۶ تا ۱۱۸

عیسائیوں کے شرک سے حضرت عیسیٰؑ کا اعلانِ براءت

وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ	اور جب فرمائے گا اللہ اے عیسیٰؑ ابن مریم!
ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ	کیا تم نے کہا تھا لوگوں سے
اتَّخِذُوْنِیْ وَ اُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ	بنالو مجھے اور میری والدہ کو دو معبود اللہ کے سوا
قَالَ سُبْحٰنَكَ	عرض کریں گے عیسیٰؑ اے اللہ! پاک ہے تو
مَا یَكُوْنُ لِیْۤ	نہیں تھا میرے لیے جائز
اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ ۗ بِحَقٍّ ؕ	کہ میں کہوں وہ بات نہیں تھا مجھے جس کا کوئی حق
اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ	اگر میں نے کہی ہوتی ایسی بات تو تو ضرور جانتا اُسے
تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ	تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے
وَ لَاۤ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ ؕ	اور میں نہیں جانتا جو تیرے جی میں ہے
اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ﴿۱۱۶﴾	بے شک تو ہی تمام رازوں کا خوب جاننے والا ہے۔
مَا قُلْتُ لَهُمْ	میں نے نہیں کہا تھا انہیں

اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِیْ بِهٖٓ	مگر وہی تو نے حکم دیا تھا مجھے جس کا
اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبَّكُمْ ۚ	کہ عبادت کرو اللہ کی جو میرا رب ہے اور تمہارا رب ہے
وَ كُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ ۚ	اور میں تھا اُن پر گواہ جب تک میں تھا اُن میں
فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ	پھر جب تو نے اُٹھا لیا مجھے
كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ ؕ	تو ہی تھا نگران اُن پر
وَ اَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ﴿۱۱۷﴾	اور تو ہر چیز پر گواہ ہے۔
اِنْ تُعَذِّبْهُمْ	اگر تو عذاب دے اُنہیں
فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ	تو بے شک وہ تیرے بندے ہیں
وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ	اور اگر تو بخش دے اُنہیں
فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۱۱۸﴾	تو بے شک تو ہی زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ سے پوچھے گا کہ کیا آپ نے لوگوں کو تلقین کی تھی کہ مجھے اور میری والدہ کو اللہ کے ساتھ معبود بنالو؟ حضرت عیسیٰؑ عرض کریں گے کہ اے اللہ! میرے لیے یہ ہرگز جائز نہ تھا کہ میں لوگوں کو شرک کی تلقین کرتا۔ اگر میں نے ایسا کیا ہوتا تو تیرے علم میں ہوتا۔ میں جب تک اُن کے درمیان رہا اُنہیں صرف تیری ہی بندگی کی دعوت دیتا رہا۔ میرے بعد اُن لوگوں نے جو کچھ کیا، اے اللہ! تُو اُس پر گواہ ہے۔ اب اگر تُو اُنہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور تُو جو چاہے اُن کے ساتھ کر سکتا ہے۔ اگر تُو اُن کو بخش دے تو پھر بھی تُو زبردست ہے اور بڑی حکمت والا ہے۔

آیات ۱۱۹ تا ۱۲۰

سچائی کا صلہ روزِ قیامت ہی ملے گا

قَالَ اللّٰهُ	فرمائے گا اللہ
هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ	یہ ہے وہ دن جس میں فائدہ پہنچائے گا سچوں کو اُن کا سچ
لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	اُن کے لیے ایسے باغات ہیں بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں
خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ	وہ رہنے والے ہیں اُن میں ہمیشہ ہمیش
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ	راضی ہو گیا اللہ اُن سے اور وہ راضی ہو گئے اللہ سے
ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝١١٩	وہی ہے شاندار کامیابی۔
لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ؕ	اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اُس کی جو اِن میں ہے
ع ٦ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝١٢٠	اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

اِن آیات میں اُس بیان کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ روزِ قیامت حضرت عیسیٰؑ کی گذارشات کے جواب میں ارشاد فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ اعلان فرمائے گا کہ آج کے دن یعنی روزِ قیامت سچوں کو اُن کے سچ کا فائدہ حاصل ہو گا۔ دنیا میں جھوٹ بول کر انسان وقتی فائدہ حاصل کر لیتا ہے یا کسی نقصان سے بچ جاتا ہے لیکن آخرت میں سچ بولنے والے ہی کامیاب ہوں گے۔ اُس روز کل اختیار اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہو گا۔ وہ سچ بولنے والوں سے راضی ہو گا اور اُنہیں ایسے انعامات سے نوازے گا کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی عنایات پر خوش ہو جائیں گے۔

ترجمہ برائے تدریس

قرآن حکیم

سورۃ الأنعام

آیاتہا ۱۶۵ رکوعاتہا ۲۰

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورۃ الانعام

قرآنِ مجید کی افضل سورتوں میں سے ایک سورۂ مبارکہ

* اِس سورۂ مبارکہ کے بارے میں حضرت عمرؓ کا قول ہے :

اَلْاَنْعَامُ مِنْ نَوَاجِبِ الْقُرْاٰنِ (سنن الدارمی)

''سورۂ انعام قرآن کی افضل سورتوں میں سے ایک سورۃ ہے''۔

* یہ سورۂ مبارکہ مکی دور کے آخر میں ایک مکمل خطبہ کی صورت میں ایک ساتھ نازل ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے :

نَزَلَتْ سُوْرَۃُ الْاَنْعَامِ جُمْلَۃً بِمَکَّۃَ لَیْلاً وَّحَوْلَھَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ یَجْرُوْنَ بِالتَّسْبِیْحِ (المعجم الکبیر للطبرانی)

''سورۂ انعام ایک ساتھ اور ایک ہی رات کے دوران مکہ میں نازل ہوئی اور ستر ہزار فرشتے اللہ کی تسبیح کرتے ہوئے اِسے لے کر نازل ہوئے''۔

* اِس سورۂ مبارکہ میں قریش کو آگاہ کر دیا گیا کہ تم پر ہمارے نبی ﷺ اتمامِ حجت کر چکے۔ اب تم پر وہ عذاب آکر رہے گا جسے تم مذاق سمجھتے رہے ہو۔

* اِس سورۂ مبارکہ کا پس منظر یہ ہے کہ مشرکین مکہ نبی اکرم ﷺ سے مطالبہ کر رہے تھے کہ اپنی نبوت کی صداقت کا ثبوت دینے کے لیے ہماری فرمائش کے مطابق معجزہ دکھایئے ۔ نبی اکرم ﷺ کی خواہش تھی کہ اللہ تعالیٰ معجزہ دکھا دے شاید یہ ایمان لے آئیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمائشی معجزہ اتارنے سے دوٹوک انداز میں انکار فرما دیا اور آپ ﷺ کو بتا دیا کہ یہ معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائیں گے بلکہ اُسے جادو قرار دے دیں گے اور عذاب کے مستحق ہو جائیں گے۔ معجزات کے ذریعے لوگوں کو زبردستی مومن بنانا مطلوب نہیں۔ اصل مطلوب یہ ہے کہ وہ قرآن جیسے معجزانہ کلام کو سُن کر

ایمان بالغیب لائیں۔ فرمائشی معجزہ کا مطالبہ پورا نہ ہونے پر قریشِ مکہ آپ ﷺ کا مذاق اڑاتے تھے جس سے آپ ﷺ کو شدید دکھ اور رنج پہنچتا تھا۔ اِن حالات میں آپ ﷺ کی دلجوئی کے لیے یہ سورۂ مبارکہ نازل ہوئی۔

* آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۳۲ — مشرکین مکہ کے ساتھ کش مکش
- آیات ۳۳ تا ۳۹ — فرمائشی معجزے کے مطالبے کا جواب
- آیات ۴۰ تا ۴۹ — مشرکین کے لیے عذاب کی وعید
- آیات ۵۰ تا ۷۲ — سرداران قریش کے مطالبات کا جواب
- آیات ۷۳ تا ۸۳ — مشرکین پر اتمام حجت
- آیات ۸۴ تا ۹۰ — انبیاء کرامؑ کا ذکر حسین
- آیات ۹۱ تا ۱۳۵ — مشرکین مکہ کے ساتھ کش مکش
- آیات ۱۳۶ تا ۱۵۰ — حلال و حرام کے من گھڑت فیصلے
- آیات ۱۵۱ تا ۱۵۳ — اسلام کے معاشرتی احکام
- آیات ۱۵۴ تا ۱۵۷ — اللہ کی کتابوں کی عظمت
- آیات ۱۵۸ تا ۱۶۰ — مشرکین کے لیے فیصلہ کن کلام
- آیات ۱۶۱ تا ۱۶۳ — صراط مستقیم کی وضاحت
- آیات ۱۶۴ تا ۱۶۵ — حقیقی رب کی معرفت

آیات ۱تا۳

صفاتِ باری تعالیٰ کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ	کل شکر اللہ کے لیے ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین
وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ ؕ	اور بنائے اندھیرے اور روشنی
ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ①	پھر بھی وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا وہ اپنے رب کے ساتھ (دوسروں کو) برابر ٹھہرا رہے ہیں۔
هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِیْنٍ	وہی ہے جس نے پیدا کیا تمہیں گارے سے
ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا	پھر مقرر کی ایک مدت (تمہاری موت کی)
وَ اَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ	اور ایک اور مدت بھی طے شدہ ہے اُس کے ہاں (قیامت کے لیے)
ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ②	پھر بھی تم شک کر رہے ہو۔
وَ هُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ فِی الْاَرْضِ ؕ	اور وہی اللہ آسمانوں میں ہے اور زمین میں (بھی)
یَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَ جَهْرَكُمْ	وہ جانتا ہے تمھاری چھپی اور تمہاری ظاہر باتیں
وَ یَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ③	اور وہ جانتا ہے اُسے جو تم کما رہے ہو۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کی صفتِ تخلیق، صفتِ قدرت اور صفتِ علم کا بیان آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام آسمانوں اور زمین کو بنایا اور اندھیرے اور روشنی پیدا فرمائی۔ انسانوں کو گارے سے بنایا اور ہر انسان کے فنا ہونے کا وقت طے کیا۔ اِسی طرح اللہ تعالیٰ نے اِس

کائنات کے فنا ہونے کا وقت بھی طے کر دیا ہے لیکن لوگ کائنات کے فنا ہونے کے بارے میں شک کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کی ہر شے سے واقف ہے۔ انسان کیا کر رہا ہے؟ کس بات کو ظاہر کر رہا ہے؟ کس بات کو چھپا رہا ہے؟ سب اُس کے علم میں ہے۔ یہ تمام صفات صرف اللہ تعالیٰ کی ہیں لیکن لوگ پھر بھی دوسری ہستیوں کو اُس کے ساتھ شریک کر رہے ہیں۔

آیات ۴ تا ۶

صفاتِ باری تعالیٰ کا بیان

وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ	اور نہیں آتی اُن کے پاس کوئی نشانی اُن کے رب کی نشانیوں میں سے
اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝۴	مگر وہ ہوتے ہیں اُس سے رُخ پھیرنے والے۔
فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ؕ	پس وہ جھٹلا چکے ہیں حق کو جب وہ آیا اُن کے پاس
فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۵	تو عنقریب آئیں گی اُن کے پاس خبریں اُس کی جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔
اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ	کیا اُنھوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ہلاک کیا اُن سے پہلے کتنی ہی نسلوں کو
مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ	ہم نے ایسا اختیار دیا تھا اُنہیں زمین میں جیسا ہم نے نہیں دیا تمہیں
وَّاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۪	اور ہم نے بھیجا آسمان اُن پر مسلسل برستا ہوا
وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهِمْ	اور ہم نے بنا دیں نہریں جو بہتی تھیں اُن (کی آبادیوں)

	کے نیچے سے
فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ	پھر ہم نے ہلاک کر دیا اُنہیں اُن کے گناہوں کی وجہ سے
وَ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝۶	اور پیدا کر دیں اُن کے بعد دوسری قومیں۔

اِن آیات میں مشرکینِ مکہ کو باور کرادیا گیا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلادیا ہے لہٰذا اب تم پر وہ عذاب آکر رہے گا جسے تم مذاق سمجھ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ماضی میں تم سے زیادہ طاقتور نسلیں پیدا کیں، اُن پر رحمتوں کی بارش برسائی اور اُن کی آبادیوں کے دامن میں نہریں بہادیں۔ البتہ جب اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی انتہا کر دی تو اُس نے اُنہیں ہلاک کر دیا اور اُن کی جگہ دوسری نسلوں کو زمین میں آباد کر دیا۔ مشرکینِ مکہ سابقہ سرکش قوموں کے انجام سے واقف ہیں لیکن افسوس کہ عبرت حاصل نہیں کر رہے۔

آیات ۷ تا ۱۱

نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی

وَ لَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ	اے نبیؐ! اور اگر ہم نازل کرتے آپؐ پر کتاب (لکھی ہوئی) کاغذ پر
فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ	پھر وہ چھو بھی لیتے اُسے اپنے ہاتھوں سے
لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا	یقیناً کہتے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے
اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۷	نہیں ہے یہ مگر کھلا جادو۔
وَ قَالُوْا لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ؕ	اور اُنہوں نے کہا کیوں نہیں نازل کیا گیا اِنؐ پر کوئی فرشتہ
وَ لَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ	اور اگر ہم نازل کرتے فرشتہ تو فیصلہ چکا دیا جاتا معاملے کا

ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ۝٨	پھر انہیں کوئی مہلت نہ دی جاتی۔
وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا	اور اگر ہم بناتے نبی کسی فرشتے کو
لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا	تو بناتے اُسے انسانی صورت میں
وَّ لَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۝٩	اور ضرور ہم شبہ ڈالتے اُن پر وہی جس میں وہ اب پڑ رہے ہیں۔
وَ لَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ	اور یقیناً مذاق اڑایا گیا رسولوں کا آپؐ سے پہلے
فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ	تو گھیر لیا اُن لوگوں کو جنہوں نے مذاق اڑایا تھا اُن میں سے
ع مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝١٠ ع	اُسی چیز نے جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔
قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ	اے نبیؐ! فرمایئے چلو پھرو زمین میں
ثُمَّ انْظُرُوْا	پھر دیکھو
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝١١	کیسا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا۔

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی کی گئی کہ اگر قرآنِ مجید مشرکینِ مکہ کے سامنے ایک ساتھ کتابی صورت میں بھی نازل کر دیا جائے تو بھی وہ اِس عمل کو جادو قرار دے کر ایمان نہیں لائیں گے۔ وہ اعتراض کر رہے ہیں کہ محمد ﷺ پر فرشتہ اپنی اصلی شکل میں نازل کیوں نہیں ہوتا، جسے ہم دیکھ سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اگر فرشتہ اپنی اصلی شکل میں آتا تو یہ دہشت کے مارے فوراً مر جاتے۔ اُنہیں ایمان لانے یا انکار کرنے کی مہلت ہی نہ ملتی۔ فرشتے کو اُس کی اصلی شکل میں دیکھنا تو صرف نبی ﷺ کے لیے ہی ممکن ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو اُن کی اصلی شکل میں دیکھا تھا، اُن کے چھ سو پر تھے اور اُن کی جسامت سے تمام افق بھر گیا تھا۔ مشرکین کا یہ مطالبہ بھی تھا کہ اللہ تعالیٰ کسی فرشتے کو

رسول بنا کر بھیج دے۔ اگر فرشتے کو بھی رسول بنایا جاتا تو انسانی صورت میں بھیجا جاتا تاکہ وہ انسانوں کے لیے عملی نمونہ بن سکے۔ نبی ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ ﷺ سے پہلے بھی رسولوں کا مذاق اڑایا گیا۔ پھر مذاق اڑانے والوں کو اُسی عذاب نے گھیر لیا جسے وہ مذاق سمجھ رہے تھے۔ اِن مشرکین کو دعوت دیجیے کہ ذرا زمین میں گھوم پھر کر دیکھ لیں کہ ماضی میں جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا تھا۔

آیات ۱۲ تا ۱۴

اللہ تعالیٰ غنی اور معبودانِ باطل محتاج ہیں

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ	اے نبیؐ! پوچھیے کس کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے؟
قُلْ لِّلّٰهِ ؕ	فرمایئے اللہ ہی کا ہے
كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ	اُس نے لازم کر لیا ہے اپنے آپ پر رحمت کو
لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ	وہ ضرور تمہیں جمع کرے گا قیامت کے دن ذرا شک نہیں اِس میں
اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ	وہ لوگ جنہوں نے خسارے میں ڈال دیا اپنے آپ کو
فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾	پس وہ ایمان نہیں لائیں گے۔
وَ لَهٗ مَا سَكَنَ فِی الَّيْلِ وَ النَّهَارِ ؕ	اور اُسی کا ہے جو ٹھہرا ہوا ہے رات اور دن میں
وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳﴾	اور وہی سب سننے والا، سب جاننے والا ہے۔
قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا	فرمایئے کیا اللہ کے سوا میں بنالوں کسی اور کو حمایتی؟

فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	(حالاں کہ) اللہ بنانے والا ہے آسمانوں اور زمین کا
وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۭ	اور وہ کھلاتا ہے جب کہ اُسے نہیں کھلایا جاتا
قُلْ اِنِّىْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ	فرمایئے بلاشبہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ہو جاؤں پہلا فرد جس نے فرماں برداری اختیار کی
وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۱۴	اور تم ہر گز نہ ہونا شرک کرنے والوں میں سے۔

اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ آسمان و زمین میں جملہ مخلوقات اللہ تعالیٰ کے قابو میں ہیں۔ جو لوگ ظلم کر رہے ہیں اُنہیں اللہ تعالیٰ روزِ قیامت عبرت ناک سزا دے گا۔ یہ سزا مظلومین کا کلیجا ٹھنڈا کرے گی اور اُن کے حق میں رحمت ثابت ہو گی۔ نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ وہ اعلان کر دیں کہ اللہ تعالیٰ ہی کائنات کی ہر شے کا خالق اور رازق ہے لہٰذا میں اُسی کا فرماں بردار ہوں اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک کرنے پر تیار نہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں جب کہ معبودانِ باطل تو اپنے ماننے والے مشرکین کے محتاج ہیں۔ مولانا مودودیؒ اِس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں:

''مشرکوں نے اللہ کے سوا جن جن کو اپنا خدا بنا رکھا ہے وہ سب اپنے اِن بندوں کو رزق دینے کی بجائے الٹا اِن سے رزق پانے کے محتاج ہیں۔ کوئی فرعون خدائی کے ٹھاٹھ نہیں جما سکتا، جب تک اُس کے بندے اُسے ٹیکس اور نذرانے نہ دیں۔ کسی صاحبِ قبر کی شانِ معبودیت قائم نہیں ہو سکتی جب تک اُس کے پرستار اُس کا شاندار مقبرہ تعمیر نہ کریں۔ کسی دیوتا کا دربارِ خداوندی سج نہیں سکتا جب تک اُس کے پجاری اُس کا مجسمہ بنا کر کسی عالی شان مندر میں نہ رکھیں اور اُس کو تزئین و آرائش کے سامانوں سے آراستہ نہ کریں۔ سارے بناوٹی خدا بے چارے خود اپنے بندوں کے محتاج ہیں۔ صرف ایک خداوند عالم ہی وہ حقیقی خدا ہے جس کی خدائی آپ اپنے بل بوتے پر قائم ہے اور جو کسی کی مدد کا محتاج نہیں بلکہ سب اُسی کے محتاج ہیں۔''

آیات ۱۵ تا ۱۸

نبی اکرم ﷺ کی عاجزی کا بیان

قُلْ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۵﴾	اے نبیؐ! فرمایئے بے شک میں ڈرتا ہوں، اگر میں نے نافرمانی کی اپنے رب کی، بڑے دن کے عذاب سے
مَنْ یُّصْرَفْ عَنْهُ یَوْمَىِٕذٍ	جس پر سے ہٹا دیا گیا عذاب اُس دن
فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ	یقیناً اللہ نے رحم کیا اُس پر
وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۶﴾	اور یہی ہے واضح کامیابی۔
وَ اِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ	اور اے نبیؐ! اگر پہنچائے آپؐ کو اللہ کوئی تکلیف
فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ؕ	تو نہیں ہے کوئی دور کرنے والا اُسے مگر وہی
وَ اِنْ یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ	اور اگر وہ پہنچائے آپؐ کو کوئی بھلائی
فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۷﴾	تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔
وَ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ	اور وہ غالب ہے اپنے بندوں پر
وَ هُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ ﴿۱۸﴾	اور وہ کمالِ حکمت والا، پورا باخبر ہے۔

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کی اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کو ظاہر کیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ صاف صاف بتادیں کہ اگر میں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو ایک بڑے دن کا عذاب مجھے بھی آپکڑے گا۔ یہ اعلان دراصل شرک کا سدِّ باب ہے۔ اِس سے واضح ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ معبود نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ لہٰذا مسلمان آپ ﷺ سے بے انتہا

محبت کے باوجود آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنے کا ظلم نہیں کر سکتے۔ پھر یہ کہ آپ ﷺ تو معصوم ہیں اور آپ ﷺ تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر ہی نہیں سکتے۔ یہ دراصل امت کو بتایا جارہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر جب آپ ﷺ کو عذاب کا ڈر ہے تو اور کسی کی کیا اوقات ہے کہ وہ نافرمانی کر کے عذاب سے بچ جائے۔ اِن آیات میں مزید بیان کیا گیا کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو عذاب دینا چاہے تو کوئی روک نہیں سکتا۔ اِسی طرح اگر وہ اپنے حبیب ﷺ پر رحمت کی بارش کرنا چاہے تو وہ اِس پر پورا اختیار رکھتا ہے۔ جس انسان کا یہ عقیدہ پختہ ہو جائے کہ نفع یا نقصان پہنچانے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے تو وہ کسی دوسرے کو نہیں پکارے گا اور شرک کے جرم سے بچ جائے گا۔

آیات ۱۹ تا ۲۰

نبی اکرم ﷺ کی صداقت کی گواہی

قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً ؕ	اے نبیؐ! پوچھیے کون سی چیز زیادہ بڑی ہے گواہی میں؟
قُلِ اللّٰهُ شَهِیْدٌۢ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ ۫	فرمایئے اللہ گواہ ہے میرے اور تمہارے درمیان
وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ	اور وحی کیا گیا ہے میری طرف یہ قرآن
لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ	تاکہ میں خبردار کروں تمہیں اِس کے ساتھ
وَ مَنْۢ بَلَغَ ؕ	اور اُسے بھی جس تک یہ پہنچے
اَىِٕنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ	کیا بے شک تم واقعی گواہی دیتے ہو
اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰی ؕ	کہ بے شک اللہ کے ساتھ اور معبود بھی ہیں؟
قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ ۚ	فرمایئے میں گواہی نہیں دیتا

قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ	فرمایئے بے شک وہ تو صرف ایک ہی معبود ہے
وَ اِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹﴾	اور بے شک میں بیزار ہوں اُس سے جو تم شرک کرتے ہو۔
اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ	وہ لوگ کہ ہم نے دی ہے جنہیں کتاب
یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ	وہ پہچانتے ہیں نبیؐ کو جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو
اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ	وہ لوگ جنہوں نے خسارے میں ڈال دیا اپنے آپ کو
فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ ع ۲ ۸	پس وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ خود اِس بات پر گواہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ اُس کے رسولِ برحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اور کس کی گواہی معتبر ہو سکتی ہے؟ اُس نے آپ ﷺ پر قرآنِ کریم نازل فرمایا تاکہ آپ ﷺ اِس کے ذریعہ صرف مکہ والوں کو ہی نہیں بلکہ ہر اُس شخص کو خبردار کر دیں جس تک یہ قرآن پہنچے۔ اُسے بتادیں کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور اُس کے ساتھ شرک کرنا بہت بڑا ظلم ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت یہ ہے کہ اہلِ کتاب اپنی کتابوں میں بیان شدہ پیشین گوئیوں اور نشانیوں کی روشنی میں آپ ﷺ کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے اپنے سگے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔

آیت ۲۱ تا ۲۴

شرک کرنے والا سب سے بڑا ظالم ہے

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا	اور کون زیادہ ظالم ہے اُس سے جو گھڑتا ہے اللہ پر جھوٹ؟
اَوْ كَذَّبَ بِاٰیٰتِهٖ ؕ	یا جھٹلائے اُس کی آیات کو

اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۱﴾	بے شک کامیاب نہیں ہوتے ظالم۔
وَ یَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا	اور جس دن ہم جمع کریں گے اُن سب کو
ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَكُوْۤا	پھر ہم کہیں گے اُن لوگوں سے جنہوں نے شرک کیا
اَیْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِیْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۲﴾	کہاں ہیں تمہارے وہ شریک کہ جن کے بارے میں تم دعویٰ کیا کرتے تھے؟
ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ	پھر نہیں ہوگا اُن کا کوئی بہانہ
اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا	سوائے اِس کے کہ وہ کہیں گے قسم ہے اللہ کی جو ہمارا رب ہے
مَا كُنَّا مُشْرِكِیْنَ ﴿۲۳﴾	ہم نہیں تھے شرک کرنے والے۔
اُنْظُرْ كَیْفَ كَذَبُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ	دیکھو کیسے اُنہوں نے جھوٹ بولا اپنے آپ پر؟
وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾	اور گم ہو گیا اُن سے جو وہ جھوٹ گھڑا کرتے تھے۔

اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ سب سے بڑا ظالم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے یعنی یہ کہے کہ اللہ کے ساتھ کچھ اور ہستیاں بھی اختیار میں شریک ہیں اور اِس کی مستحق ہیں کہ اُن کی عبادت کی جائے۔ مزید ظلم یہ کہ جب اللہ تعالیٰ کی توحید کے بیان پر آیات اُس کے سامنے آئیں تو اُنہیں جھٹلا دے۔ جب روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اِن ظالموں کو جمع کرے گا تو اُس روز یہ لوگ جھوٹی قسم اُٹھا کر اپنے شرک کے جرم سے مُکر جائیں گے۔ گویا جھوٹ بولنا ایک ایسی خبیث حرکت ہے جو چھوٹتی نہیں۔ دنیا میں جھوٹ بولنے والے آخرت میں بھی جھوٹ بولیں گے لیکن یہ جھوٹ اُن کے کام نہ آئے گا۔ اُن کے جھوٹے معبود اُنہیں عذاب سے بچا نہ سکیں گے۔

آیات ۲۵ تا ۲۸

دوسروں کو گمراہ کرنے والوں کا انجام

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ	اے نبیؐ! اُن میں سے ایسے بھی ہیں جو سنتے ہیں کان لگا کر آپؐ کی طرف
وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ	اور ہم نے ڈال دیے ہیں اُن کے دلوں پر پردے کہ وہ سمجھ سکیں بات
وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ	اور اُن کے کانوں میں بوجھ ہے
وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ	اور اگر وہ دیکھ لیں ہر معجزہ
لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ؕ	وہ ایمان نہیں لائیں گے اُس پر
حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْكَ	یہاں تک کہ جب وہ آتے ہیں آپؐ کے پاس
يُجَادِلُوْنَكَ	جھگڑتے ہیں آپؐ سے
يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا	کہتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۵﴾	یہ قرآن نہیں ہے مگر کہانیاں پہلے لوگوں کی۔
وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ	اور وہ روکتے ہیں قرآن سے
وَيَنْـَٔوْنَ عَنْهُ ۚ	اور خود بھی دور رہتے ہیں اُس سے
وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ	اور وہ ہلاک نہیں کر رہے مگر اپنے آپ کو

وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝۲۶	اور وہ نہیں سمجھتے۔
وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ	اور کاش! آپؐ دیکھیں جب وہ کھڑے کیے جائیں گے آگ پر
فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ	تو فریاد کریں گے اے کاش! ہم لوٹا دیے جائیں
وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا	اور نہ جھٹلائیں اپنے رب کی آیات کو
وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲۷	اور ہم ہو جائیں مومنوں میں سے۔
بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ	بلکہ ظاہر ہو جائے گا اُن کے لیے جو وہ چھپاتے تھے اِس سے پہلے
وَلَوْ رُدُّوْا	اور اگر وہ لوٹا دیے جائیں
لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ	تو ضرور پھر سے کریں گے وہی اُنہیں روکا گیا تھا جس سے
وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝۲۸	اور بے شک وہ واقعی جھوٹے ہیں۔

سردارانِ قریش، عوام پر یہ تاثر دینے کے لیے کہ اُنہیں نبی اکرم ﷺ سے خدا واسطے کا بیر نہیں ہے، آپ ﷺ کی محفل میں آتے اور بظاہر بڑی توجہ سے اللہ تعالیٰ کا کلام سنتے۔ محفل سے باہر جا کر کہتے، یہ اللہ کا کلام نہیں بلکہ گزرے ہوئے لوگوں کی داستانیں ہیں۔ وہ خود بھی حق کو قبول نہ کرتے اور دوسروں کو بھی اِس سے روکتے۔ گویا وہ دہرے مجرم تھے۔ نہ صرف اپنا بلکہ جو لوگ اُن کی وجہ سے راہِ حق سے دور ہو رہے تھے، اُن کے گناہوں کا بوجھ بھی اپنے اوپر لاد رہے تھے۔ وہ سمجھتے نہیں تھے کہ خود ہی اپنے ہاتھوں اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہے ہیں۔ روزِ قیامت جب یہ جہنم کی ہولناک آگ کو دیکھیں گے تو فریاد کریں گے کہ اُنہیں دنیا میں ایک بار پھر بھیج کر اصلاح کا موقع دیا جائے۔ لیکن اُن کے پیدا کرنے والے علیم و خبیر مالک کا ارشاد ہے کہ اُن کا یہ کہنا ایک

جھوٹ اور فریب ہے۔ اگر انہیں دنیا میں دوبارہ بھیج بھی دیا جائے تو یہ دوبارہ حق کے ساتھ دشمنی کا طرزِ عمل ہی اختیار کریں گے۔

آیات ۲۹ تا ۳۱

آخرت کی تیاری سے غفلت کا انجام

وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا	اور وہ کہتے ہیں نہیں ہے یہ مگر ہماری دنیا کی زندگی
وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۲۹﴾	اور نہیں ہیں ہم دوبارہ اٹھائے جانے والے۔
وَلَوْ تَرٰٓى	اور اے نبیؐ! کاش! آپؐ دیکھیں
اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ؕ	جب وہ کھڑے کیے جائیں گے اپنے رب کے سامنے
قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ	پوچھے گا اللہ کیا نہیں ہے یہ حق؟
قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ	وہ کہیں گے کیوں نہیں! (حق ہے) ہمارے رب کی قسم
قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ	فرمائے گا اللہ پھر چکھو عذاب
بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع	اِس وجہ سے کہ تم کفر کیا کرتے تھے۔
قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ	یقیناً خسارے میں رہے وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا اللہ کی ملاقات کو
حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً	یہاں تک کہ جب آئے گی اُن کے پاس قیامت اچانک
قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا	وہ کہیں گے ہائے ہمارا افسوس!

عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ	اُس پر جو ہم نے کوتاہی کی اِس کے بارے میں
وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ	اور وہ اٹھائے ہوئے ہوں گے اپنے بوجھ اپنی پشتوں پر
اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۳۱﴾	سن لو! برا ہے جو وہ بوجھ اُٹھائیں گے۔

مشرکینِ مکہ میں سے ایک گروہ وہ بھی تھا جو کہتا تھا کہ زندگی صرف دنیا ہی کی زندگی ہے۔ مرنے سے قبل جو عیش کرنا ہے کر لو، ہمیں دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا۔ البتہ روزِ قیامت جب وہ دوبارہ زندہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے تو مان لیں گے کہ دنیا کی زندگی محض ایک ڈرامہ تھی اور اصل زندگی تو آخرت ہی کی ہے۔ اب اُن سے کہا جائے گا کہ اپنے کرتوتوں کی وجہ سے ہمیشہ کے عذاب کا مزہ چکھو۔ بلاشبہ وہ لوگ خسارے میں ہیں جنہوں نے آخرت کی زندگی کی تیاری کے حوالے سے غفلت کا جرم کیا۔ روزِ قیامت اپنی اِس غفلت پر وہ افسوس کریں گے لیکن یہ افسوس اب فائدہ نہ دے گا۔ گناہوں کا بوجھ اُنہیں دائمی اذیت سے دوچار کر دے گا۔

آیت ۳۲

دنیا کی زندگی محض ایک ڈرامہ ہے

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ ؕ	اور نہیں ہے دنیا کی زندگی مگر کھیل اور تماشا
وَ لَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ	اور یقیناً آخرت کا گھر بہتر ہے اُن کے لیے جو اللہ کی نافرمانی سے بچتے ہیں
اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾	تو کیا تم نہیں سمجھتے؟

اِس آیت میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ دنیا کی زندگی محض ایک ڈرامہ ہے۔ یہاں عارضی طور پر ہر فرد کو ایک کردار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر کردار کو ادا کرنے کے لیے ہدایات عطا فرمائی ہیں۔ جس نے اِن ہدایات کو فراموش کر دیا وہ ذلت و رسوائی سے دوچار

ہو گا۔ اور جس نے اپنا کردار اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق ادا کیا تو وہ ایوارڈ یعنی اجر کا مستحق ہو گا۔ یہ اجر آخرت میں دیا جائے گا۔ بلاشبہ آخرت کا اجر بہتر بھی ہو گا اور دائمی بھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى (آخرت بہتر بھی ہے اور ہمیشہ رہنے والی بھی)۔

آیات ۳۳ تا ۳۴

نبی اکرم ﷺ کو صبر کی تلقین

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ	اے نبیؐ! یقیناً ہم جانتے ہیں بے شک وہ بات واقعی غمگین کرتی ہے آپؐ کو جو وہ کہہ رہے ہیں
فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ	تو بے شک وہ نہیں جھٹلا رہے آپؐ کو
وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾	اور لیکن یہ ظالم اللہ کی آیات کا انکار کر رہے ہیں۔
وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ	اور یقیناً جھٹلائے گئے رسولؑ آپؐ سے پہلے
فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا	تو انہوں نے صبر کیا اِس پر جو وہ جھٹلائے گئے
وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا	اور وہ ستائے گئے یہاں تک کہ آ گئی اُن تک ہماری مدد
وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ	اور نہیں کوئی بدلنے والا اللہ کی باتوں کو
وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۴﴾	اور یقیناً آ چکی ہیں آپؐ کے پاس کچھ خبریں رسولوںؑ کی۔

مشرکینِ مکہ کی مخالفت اور گستاخیوں کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ کا دل دکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اِن آیات میں آپ ﷺ کو تسلی دی کہ مشرکین آپ ﷺ کے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے کلام کے دشمن ہیں۔ اگر آپ ﷺ آج اُنہیں یہ کلام سنانا چھوڑ دیں تو وہ آپ ﷺ کو ماضی کی طرح اَلصَّادِقُ اور اَلْاَمِیْنُ کہنا شروع کر دیں گے۔ آپ ﷺ سے پہلے بھی رسولوں کو اذیتیں دی

گئیں۔ جب وہ صبر کے امتحان میں پورے اترے تو اللہ تعالیٰ کی مدد اُن کے شامل حال ہوئی۔ حق پرستوں کے لیے ناگزیر ہے کہ وہ ایک طویل مدت تک آزمائشوں کی بھٹی میں تپائے جائیں۔ اپنے صبر، ایثار، خلوص، پختہ ایمان اور توکل علی اللہ کا امتحان دیں۔ مصائب اور مشکلات کے دور سے گزر کر اپنے اندر وہ صفات پروان چڑھائیں جو صرف اِسی دشوار گزار گھاٹی میں پرورش پا سکتی ہیں۔ اچھے اخلاق و حسنِ سیرت کے ہتھیاروں سے جاہلیت پر فتح حاصل کر کے دکھائیں۔ اب اللہ تعالیٰ کی نصرت ٹھیک اپنے وقت پر اُن کی دست گیری کے لیے آپہنچے گی۔ وقت سے پہلے وہ کسی کے لائے نہیں آسکتی۔ اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کی کشمکش کے لیے جو قانون بنا دیا ہے اِسے تبدیل کرنا کسی کے بس میں نہیں ہے۔

آیات ۳۵ تا ۳۶

اللہ تعالیٰ فرمائشی معجزہ نہیں دکھائے گا

وَ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ	اور اے نبیؐ! اگر گراں گزرتا ہے آپؐ پر اُن کا بے رخی کرنا
فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ	تو اگر آپؐ سے ہو سکے کہ تلاش کر لیں کوئی سرنگ زمین میں
اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ	یا کوئی سیڑھی آسمان کی طرف
فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ	پھر لے آئیے اُن کے پاس کوئی معجزہ
وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى	اور اگر چاہتا اللہ تو جمع کر دیتا انہیں ہدایت پر
فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۵﴾	تو آپؐ ہرگز نہ ہوں جذباتی لوگوں میں سے۔
اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ۘ	بے شک صرف وہی لوگ بات قبول کرتے ہیں جو سنتے ہیں

وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ	اور جو مُردے ہیں، اُٹھائے گا اُنہیں اللہ
ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۶﴾	پھر اُسی کی طرف وہ لوٹائے جائیں گے۔

مشرکینِ مکہ نبی اکرم ﷺ سے مطالبہ کرتے تھے کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو ہماری فرمائش کے مطابق معجزہ دکھایئے۔ نبی اکرم ﷺ کی خواہش تھی کہ اللہ تعالیٰ فرمائشی معجزہ دکھادے، شاید اُسے دیکھ کر مطالبہ کرنے والے ایمان لے آئیں۔ اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے بظاہر سخت الفاظ میں نبی اکرم ﷺ کو آگاہ کر دیا کہ آپ ﷺ کی شدید خواہش کے باوجود اللہ تعالیٰ مشرکین کی فرمائش کے مطابق معجزہ ظاہر نہیں کرے گا۔ اگر آپ ﷺ سمجھتے ہیں کہ معجزہ دیکھ کر مشرکین حق قبول کر لیں گے تو آسمان پر چڑھ کر یا زمین میں اتر کر کوئی معجزہ لے آئیں۔ اگر لوگوں کو زبردستی معجزے دکھا دکھا کر ہدایت پر لانا ہوتا تو اللہ تعالیٰ ایسا کر چکا ہوتا مگر اس سے وہ مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے جس کی خاطر انسان کو عقل اور قوتِ ارادہ واختیار دے کر آزمائش کی خاطر اِس دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مشرکین انسانی اعتبار سے مر چکے ہیں۔ وہ صرف حیوانی اعتبار سے زندہ ہیں۔ آپ ﷺ اِن مُردوں کو حق کا پیغام نہیں سنا سکتے اور نہ ہی وہ کوئی معجزہ دیکھ کر حق قبول کرنے والے ہیں۔

آیات ۳۷ تا ۳۹

قدرت کے معجزات چاروں طرف موجود ہیں

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ	اور وہ کہتے ہیں کیوں نہیں اُتارا گیا اُن پر کوئی معجزہ اُن کے رب کی طرف سے؟
قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً	اے نبیؐ! فرمایئے بے شک اللہ قادر ہے اِس پر کہ اتارے کوئی معجزہ
وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۷﴾	اور لیکن اُن کے اکثر جانتے نہیں ہیں۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ	اور نہیں ہے کوئی جاندار زمین میں
وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ	اور نہ کوئی پرندہ جو اُڑتا ہے اپنے دو پروں سے
اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ	مگر وہ اُمتیں ہیں تمہاری طرح
مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ	ہم نے نہیں چھوڑی لکھنے میں کوئی چیز
ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ﴿٣٨﴾	پھر اپنے رب کی طرف وہ سب جمع کیے جائیں گے۔
وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا	اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو
صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ؕ	وہ بہرے ہیں، گونگے ہیں، تاریکیوں میں پڑے ہیں
مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ	جس کے بارے میں چاہے اللہ گمراہ کر دیتا ہے اُسے
وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٣٩﴾	اور جسے چاہتا ہے لگا دیتا ہے اُسے سیدھے راستے پر۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ مشرکین معجزہ طلب کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر معجزہ دکھانے پر قادر ہے لیکن مشرکین نہیں سمجھ رہے کہ اِس کے نتائج کیا نکلیں گے۔ اگر وہ فرمائشی معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے تو انتہائی سخت عذاب کے مستحق ہو جائیں گے۔ وہ غور کریں اُن کے چہار طرف اللہ تعالیٰ کے حیرت انگیز معجزات موجود ہیں۔ انسانوں کے علاوہ دیگر مخلوقات کا باہمی نظم بھی ایک معجزہ سے کم نہیں۔ جانور، پرندے، حشرات الارض ایک ساتھ رہتے، ایک نظم کے تحت کام کرتے اور مشکلات میں ایک دوسرے کا ساتھ دیتے نظر آتے ہیں۔ اب جو معنوی اعتبار سے اندھے ہو چکے ہیں وہ قدرت کی اِن نشانیوں سے کہاں اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر سکتے ہیں؟

آیات ۴۰ تا ۴۱

مشکل میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارا جاتا ہے

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ	اے نبیؐ! فرمایئے کیا تم دیکھتے ہو
اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ	اگر آ جائے تم پر اللہ کا عذاب
اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ	یا آ جائے تم پر قیامت
اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ	کیا اللہ کے سوا کسی اور کو تم پکارو گے؟
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۴۰	اگر تم سچے ہو۔
بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ	بلکہ صرف اُسی کو تم پکارو گے
فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ	تو وہ دور کر دے گا اُس مشکل کو تم پکارتے ہو جس کے لیے
اِنْ شَآءَ	اگر وہ چاہے گا
وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ۝۴۱ ع	اور تم بھول جاؤ گے اُنہیں جن کو تم شریک کرتے تھے۔

ع ۱۱

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو یاد دلایا کہ جب تم پر کوئی بڑی آفت آتی ہے یا موت اپنی بھیانک صورت کے ساتھ سامنے آ کھڑی ہوتی ہے تو تم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہو۔ تم جانتے ہو کہ اِس مشکل میں تمہارے معبودانِ باطل تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو تمہیں تمام مشکلات سے نکالتا ہے۔ ایسے موقع پر مشرکین ہی کیا اللہ تعالیٰ کے وجود کا انکار کرنے والے دہریہ قسم کے لوگوں کی زبان پر بھی بے اختیار اللہ تعالیٰ کا نام آ جاتا ہے اور وہ اُسے پکارنے لگتے ہیں۔ یہ اِس بات

کی دلیل ہے کہ خدا پرستی اور توحید کی شہادت ہر انسان کے نفس میں موجود ہے۔ اُس پر غفلت و جہالت کے خواہ کتنے ہی پردے ڈال دیے گئے ہوں، مگر پھر بھی کبھی نہ کبھی وہ ابھر کر سامنے آ ہی جاتی ہے۔

آیات ۴۲ تا ۴۵

اللہ تعالیٰ آفات جھنجھوڑنے کے لیے بھیجتا ہے

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ	اور اے نبیؐ! یقیناً ہم نے بھیجے رسولؑ اُمتوں کی طرف آپؐ سے پہلے
فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ	پھر ہم نے پکڑا اُنہیں سختیوں اور تکلیفوں کے ساتھ
لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۴۲﴾	تاکہ وہ گڑگڑائیں۔
فَلَوْ لَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا	تو ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب آئی اُن پر ہماری سختی
تَضَرَّعُوْا	تو وہ گڑگڑاتے
وَ لٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ	اور لیکن سخت ہو گئے اُن کے دل
وَ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾	اور خوشنما کر دیا اُن کے لیے شیطان نے اُسے جو وہ کیا کرتے تھے۔
فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ	پھر جب اُنہوں نے بھلا دیا اُسے، اُنہیں نصیحت کی گئی تھی جس سے
فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ	ہم نے کھول دیے اُن پر دروازے ہر چیز کے
حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا	یہاں تک کہ جب وہ اترانے لگے اُس پر جو اُنہیں دیا گیا تھا

اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً	ہم نے پکڑ لیا انہیں اچانک
فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾	تو اُس وقت وہ مایوس ہو کر رہ گئے۔
فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؕ	پھر کاٹ دی گئی جڑ اُس قوم کی جس نے ظلم کیا تھا
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۵﴾	اور کل شکر اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کی یہ سنت بیان کی گئی کہ جب بھی اُس نے کسی نبی کو بھیجا تو ساتھ ہی اُس نبی کی قوم پر کچھ آفات نازل کیں تاکہ اُن کے دل نرم ہوں اور وہ نبی علیہ السلام کی دعوت کی طرف متوجہ ہوں۔ ایسی آفت اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے جو انسان کو اُس کی طرف متوجہ کر دے۔ البتہ بد قسمتی سے اکثر و بیشتر قومیں آفات کے باوجود اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ نہ ہوئیں۔ نہ اُن پر رقت طاری ہوئی اور نہ اُنہوں نے گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی مانگی۔ جب اُن کی نافرمانی حد سے گزرنے لگی تو اب ایک خطرناک آزمائش میں اُن کو مبتلا کیا گیا۔ اُن پر دنیا کی نعمتوں راحتوں اور کامیابیوں کے دروازے کھول دیے گئے۔ اِس عیش میں وہ مزید غفلت کا شکار ہوئے اور انجام کار کے طور پر اللہ تعالیٰ نے اُنہیں برے عذاب سے دوچار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے زمین کو اِن ظالموں کی گندگی سے پاک کر دیا تاکہ مظلوم لوگ اُن کے ظلم و ستم سے نجات پا کر اپنی زندگی آرام اور چین سے گزار سکیں۔

آیات ۴۶ تا ۴۹

مشرکین کے لیے جھنجھوڑنے کا اسلوب

قُلْ اَرَءَيْتُمْ	اے نبیؐ! فرمایئے کیا تم دیکھتے ہو
اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَ اَبْصَارَكُمْ	اگر چھین لے اللہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں
وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ	اور مہر لگا دے تمہارے دلوں پر

مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ	تو کون سا معبود ہے اللہ کے سوا جو لا دے تمہیں یہ سب؟
اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ	دیکھیے کیسے ہم طرح طرح سے بیان کرتے ہیں آیات
ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ﴿۴۶﴾	پھر بھی وہ رُخ پھیرے جاتے ہیں۔
قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ	فرمایئے کیا تم دیکھتے ہو
اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً	اگر آ جائے تم پر اللہ کا عذاب اچانک
اَوْ جَهْرَةً	یا پہلے سے ظاہر ہو کر
هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۷﴾	تو کون ہلاک کیا جائے گا سوائے ظالموں کے؟
وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ	اور ہم نہیں بھیجتے رسولوںؑ کو
اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ	مگر خوشخبری دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر
فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ	تو جو لوگ ایمان لائے اور اپنی اصلاح کرتے رہے
فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۴۸﴾	تو نہ کوئی خوف ہوگا اُن پر اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔
وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا	اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو
يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۴۹﴾	پہنچے گا اُنہیں عذاب اِس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کیا کرتے تھے۔

اِن آیات میں مشرکین سے جھنجھوڑنے کے انداز میں پوچھا گیا کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری سماعت و بصارت چھین لے اور تمہیں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے محروم کر دے تو کوئی ہے اللہ تعالیٰ کے سوا جو یہ نعمتیں تمہیں دوبارہ عطا کر سکے؟ اگر اللہ تعالیٰ کا عذاب آئے

تو بتاؤ وہ ظلم و ستم کرنے والوں کو ہلاک کرے گا یا مظلومین کو؟ اللہ تعالیٰ نے رسولوںؑ کو رحمت بنا کر بھیجا تاکہ وہ نوعِ انسانی کو نیک اعمال پر بشارت دیں اور برے اعمال کے حوالے سے انجامِ بد سے خبردار کر دیں۔ اب جو خوش نصیب رسولوںؑ کی باتوں پر ایمان لا کر اپنی اصلاح کرے گا ہمیشہ ہمیشہ کے امن و سکون کی نعمت حاصل کرے گا۔ جس نے رسولوںؑ کی دعوت جھٹلا دی وہ اپنی نافرمانیوں کی وجہ سے دائمی عذاب کا شکار ہو گا۔

آیت ۵۰

نبی اکرم ﷺ کو اظہارِ عاجزی کا حکم

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ	اے نبیؐ! فرمائیے میں نہیں کہتا تم سے کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں
وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ	اور نہ ہی میں جانتا ہوں کُل غیب
وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ	اور نہ ہی میں کہتا ہوں تم سے کہ بے شک میں فرشتہ ہوں
اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ؕ	میں پیروی نہیں کرتا مگر اُس کی جو وحی کیا جاتا ہے میری طرف
قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ؕ	فرمائیے کیا برابر ہو سکتا ہے اندھا اور دیکھنے والا؟
اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝۵۰ ع	تو کیا تم غور نہیں کرتے؟

اِس آیت میں نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ ﷺ مخالفین سے پوچھیے کہ تم مجھ سے معجزہ کیوں مانگتے ہو حالاں کہ نہ میرے اختیار میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے خزانے ہیں، نہ میں غیب کے تمام حقائق جانتا ہوں اور نہ میں نے فرشتہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ میرا دعویٰ فقط یہ ہے میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور اُس کی طرف سے آنے والی وحی کی پیروی کرتا ہوں۔ میں وحی کی بنیاد پر حقائق

دیکھ رہا ہوں جب کہ تم جان بوجھ کر حق کے حوالے سے اندھے بنے ہوئے ہو۔ بتاؤ کیا دیکھنے والا اور حق سے نظریں چرانے والا برابر ہو سکتے ہیں؟

آیت ۵۱

قرآن سے ہدایت کس کو ملے گی؟

وَ اَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ	اور اے نبیؐ! خبردار کیجیے اِس قرآن کے ساتھ اُنہیں جو ڈرتے ہیں کہ وہ جمع کیے جائیں گے اپنے رب کی طرف
لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ	نہیں ہوگا اُن کے لیے اللہ کے سوا کوئی حامی اور نہ ہی کوئی سفارشی
لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۵۱﴾	تاکہ وہ بچ جائیں۔

اِس آیت میں نبی اکرم ﷺ کو آگاہ کیا گیا کہ آپ ﷺ ایسے ہی لوگوں کو قرآن کے ذریعہ خبردار کر سکتے ہیں جن کو یقین ہو کہ مرنے کے بعد وہ دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔ پھر وہ اپنے اعمال کی جواب دہی کے لیے اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہوں گے۔ وہاں پر اُن کا نہ کوئی حمایتی ہوگا نہ ہی سفارش کرنے والا۔ ایسا یقین رکھنے والے لوگ ہی قرآن سے ہدایت حاصل کریں گے اور پھر اُن کے سیرت و کردار کی اصلاح ہوگی۔ جو لوگ دنیا کی زندگی میں ایسے مدہوش ہیں کہ اُنہیں نہ موت کی فکر ہے نہ آخرت میں جواب دہی کا احساس، اُن پر کوئی نصیحت کارگر نہ ہوگی۔ اِسی طرح اُن پر بھی اِس کا کچھ اثر نہ ہوگا جو اِس بے بنیاد بھروسے پر جی رہے ہیں کہ دنیا میں ہم جو چاہیں کرتے رہیں، ہم فلاں کے دامن سے وابستہ ہیں، وہ آخرت میں ہماری سفارش کر کے ہمیں بخشوا لے گا۔

آیات ۵۲ تا ۵۳

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! فقراء کو اپنی قربت سے محروم نہ کریں

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ	اے نبیؐ! دور نہ کیجیے انہیں جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام
يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ	وہ چاہتے ہیں اُس کی رضا
مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ	نہیں آپؐ کے ذمہ اُن کے حساب سے کچھ بھی
وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ	اور نہ آپؐ کے حساب سے اُن کے ذمہ ہے کچھ بھی
فَتَطْرُدَهُمْ	پھر بھی اگر آپؐ نے دور کیا انہیں
فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۲﴾	تو آپؐ ہو جائیں گے انصاف نہ کرنے والوں میں سے۔
وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ	اور اِسی طرح ہم نے آزمائش کی اُن میں سے بعض کی بعض کے ساتھ
لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا	تاکہ (مالدار) کہیں کہ کیا یہ ہیں وہ (فقراء) احسان کیا ہے اللہ نے جن پر ہمارے درمیان میں سے
اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿۵۳﴾	کیا نہیں ہے اللہ زیادہ جاننے والا شکر کرنے والوں کو؟

سردارانِ قریش اپنی دولت و سیادت کی بنیاد پر مکہ کے فقراء، مساکین اور غلاموں کو حقارت سے دیکھتے تھے اور اُن کے ساتھ کسی محفل میں بیٹھنا اپنی توہین سمجھتے تھے۔ معجزہ کی طلبی کے علاوہ سردارانِ قریش کا دوسرا مطالبہ یہ تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان لانے

والے فقراء اور مساکین سے کنارہ کشی کر لیں۔ اُنہیں یہ حیرت تھی کہ اگر ایمان واقعی ایک نعمت ہے تو یہ فقراء و مساکین کو کیوں مل گئی؟ جواب دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں شکر گزاروں کو ہی دیتا ہے۔ اُس کے نزدیک اہمیت دولت و ثروت کی نہیں بلکہ پاکیزہ سیرت و کردار کی ہے۔ نبی ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ ﷺ غافلین کے مطالبہ پر ہرگز اُن مومنوں کو اپنی قربت سے محروم نہ کریں جو صبح و شام اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور ہر وقت اُسی کی رضا کے طلب گار ہیں۔

آیات ۵۴ تا ۵۵

فقراء کی عزت افزائی کا حکم

وَ اِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا	اور اے نبیؐ! جب آئیں آپؐ کی خدمت میں وہ لوگ جو ایمان رکھتے ہیں ہماری آیات پر
فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ	تو فرمایئے سلامتی ہو تم پر
كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ	لازم کر لی ہے تمہارے رب نے اپنے آپ پر رحمت
اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ	بے شک وہ جس نے کی تم میں سے برائی نادانی سے
ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَ اَصْلَحَ	پھر اُس نے توبہ کر لی اِس کے بعد اور اصلاح کر لی
فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۴﴾	تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔
وَ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ	اور اِسی طرح ہم واضح کرتے ہیں آیات
وَ لِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۵۵﴾ ع	اور تاکہ ظاہر ہو جائے راستہ مجرموں کا۔

ع ۱۳

مسلمانوں میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جن سے زمانۂ جاہلیت میں کئی بڑے گناہ سرزد ہو چکے تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد اُن کی زندگیاں بالکل بدل گئی تھیں، لیکن مخالفینِ اسلام اُن کو سابقہ گناہوں پر طعنے دیتے تھے۔ اِس پس منظر میں نبی اکرم ﷺ سے

فرمایا جارہا ہے کہ وہ اہلِ ایمان کو تسلی دیں۔ اُنہیں بتائیں کہ اُن کا رب بڑا غفور اور رحیم ہے۔ اُس کی رحمت بڑی وسیع ہے اور تم پر اُس کی طرف سے سلامتی ہے۔ جو شخص توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لیتا ہے تو وہ پچھلے تمام گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ وہ یقیناً تمہاری اسلام لانے سے پہلے کی برائیوں کو معاف فرمادے گا۔ یہ خوشخبری تو مومنوں کے لیے ہے البتہ جو مجرمین مومنوں کو اُن کے سابقہ گناہوں پر طعنے دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ اُن کے خبیث کردار کو اپنی آیات کے ذریعہ بے نقاب کرتا رہے گا تاکہ وہ ذلت و رسوائی سے دوچار ہوں۔

آیات ۵۶ تا ۵۸

مشرکین کی طرف سے سمجھوتے کی پیشکش

قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ	اے نبیؐ! فرمایئے بے شک مجھے روک دیا گیا ہے
اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ	کہ میں عبادت کروں اُن کی جنہیں تم پکارتے ہو اللہ کے سوا
قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ	فرمایئے میں پیروی نہیں کروں گا تمہاری خواہشات کی
قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا	یقیناً میں گم راہ ہو جاؤں گا تب تو
وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ ﴿۵۶﴾	اور میں نہیں رہوں گا ہدایت پانے والوں میں سے۔
قُلْ اِنِّیْ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ	فرمایئے بے شک میں ایک واضح دلیل پر ہوں اپنے رب کی طرف سے
وَ كَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ	اور جھٹلا دیا ہے تم نے اُسے
مَا عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ	نہیں ہے میرے پاس وہ تم جلدی مانگ رہے ہو جسے

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ	نہیں ہے فیصلے کا اختیار مگر صرف اللہ کے لیے
يَقُصُّ الْحَقَّ	وہ بیان فرماتا ہے حق
وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ﴿۵۷﴾	اور وہ بہترین فیصلہ فرمانے والا ہے۔
قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ	فرمایئے اگر واقعی میرے پاس ہوتا وہ تم جلدی مانگ رہے ہو جسے
لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ	یقیناً فیصلہ کر دیا جاتا معاملے کا میرے اور تمہارے درمیان
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۸﴾	اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے ظالموں کو۔

مکی دور کے آخر میں مشرکینِ مکہ نبی اکرم ﷺ پر دباؤ ڈال رہے تھے کہ آپ ﷺ اُن کے ساتھ ایک سمجھوتا (deal) کر لیں۔ اِس سمجھوتے کے تحت آپ ﷺ ایک معین عرصہ تک مشرکین کے بتوں کی پوجا کریں۔ پھر مشرکین بھی اتنے عرصہ تک صرف معبودِ واحد یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے۔ اِن آیات میں آپ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ مشرکین کی اِس پیش کش کو سختی سے رد کر دیں اور صاف صاف کہہ دیں کہ میں تمہاری خواہشات کی پیروی نہیں کر سکتا۔

باطل دوئی پسند ہے حق لاشریک ہے
شرکت میانۂ حق و باطل نہ کر قبول

پھر مشرکین یہ مطالبہ کرنے لگے کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو ہم پر عذاب لے آئیں۔ جواب دیا گیا کہ عذاب اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اگر یہ نبی ﷺ کے اختیار میں ہوتا تو معاملہ بہت پہلے ہی چکا دیا جاتا۔

آیت ۵۹

اللہ تعالیٰ کے علم کی وسعت کا بیان

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ	اور اللہ ہی کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں
لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ؕ	کوئی نہیں جانتا انہیں سوائے اُس کے
وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ	وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی اور سمندر میں ہے
وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا	اور نہیں گرتا کوئی پتا مگر وہ جانتا ہے اُسے
وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ	اور نہیں کوئی دانہ زمین کے اندھیروں میں
وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ	اور نہ کوئی تر چیز اور نہ کوئی خشک چیز
اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۹﴾	مگر وہ ہے ایک واضح کتاب میں۔

یہ آیت اللہ تعالیٰ کی صفتِ علم کی بیکراں وسعتوں کے بیان پر مشتمل ہے۔اِس آیت میں واضح کیا گیا کہ کل غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ غیب سے مراد وہ چیزیں ہیں جو ابھی وجود میں نہیں آئیں، یا وجود میں تو آچکی ہیں، مگر اللہ تعالیٰ نے اُنہیں کسی پر ظاہر نہیں کیا۔اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے ہر اُس شے کو جو زمین میں ہے اور ہر اُس شے کو جو سمندروں میں ہے۔ زمین پر موجود کسی درخت کا پتا نہیں جھڑتا مگر وہ اُسے جانتا ہے۔ کوئی بیج زمین کی تاریکی میں نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی خشک یا تر شے ہوتی ہے مگر سب کا علم اُس کے پاس محفوظ ہے۔ اگر انسان کو ہر وقت یاد رہے کہ ایک علیم و خبیر اور زبردست ہستی نہ صرف میرے اعمال بلکہ نیت اور دلی ارادوں سے بھی واقف ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے لازماً پرہیز کرے گا۔انسان کے کردار کو پاکیزہ بنانے کا یہ ایک اکسیر نسخہ ہے۔

آیت ۶۰

وفات کا اطلاق نیند پر بھی ہوتا ہے

وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ	اور وہی ہے اللہ جو قبضہ میں لے لیتا ہے تمہیں رات کو
وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ	اور جانتا ہے جو کچھ کہ تم کر چکے ہو دن میں
ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ	پھر اٹھاتا ہے تمہیں دن میں
لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ	تاکہ پوری ہو جائے مقررہ مدت (تمہاری زندگی کی)
ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ	پھر اُسی کی طرف تمہارا لوٹنا ہے
ع ۵/۳۱ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۶۰	پھر وہ بتادے گا تمہیں جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔

اِس آیت میں لفظِ وفات کا اطلاق انسان کی نیند پر کیا گیا ہے۔ قادیانی سورہ آلِ عمران کی آیت ۵۵ کے حوالے سے اِس لفظ کو صرف موت کے لیے مخصوص کر کے حضرت عیسیٰؑ کی وفات ثابت کرتے ہیں اور اُن کے آسمان کی طرف زندہ اٹھائے جانے کا انکار کرتے ہیں۔ اِس لفظ کے اصل معنی ہیں لے لینا۔ نیند میں اللہ تعالیٰ انسان کا شعور لیتا ہے، موت کے وقت روح اور جان، جب کہ حضرت عیسیٰؑ کو تو اللہ تعالیٰ نے جسم، جان اور روح سمیت لے لیا۔ اِس آیت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ہر انسان دن میں کیا کر رہا ہے۔ پھر رات کو وہ اُس کا شعور لے کر اُسے سلا دیتا ہے۔ صبح پھر بیدار کرتا ہے تاکہ وہ اپنی زندگی کے شب و روز مکمل کرے۔ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اُسے بتادے گا کہ اُس نے یہ شب و روز کس حال میں بسر کیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اُس روز سرخرو فرمائے۔ آمین!

آیات ۶۱ تا ۶۲

انسان سراپا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ	اور وہ اللہ غالب ہے اپنے بندوں پر
وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ؕ	اور بھیجتا ہے تم پر نگہبان
حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ	یہاں تک کہ جب آتی ہے کسی کو تم میں سے موت
تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا	تو لے لیتے ہیں اُسے ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے
وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ﴿۶۱﴾	اور وہ کوئی کوتاہی نہیں کرتے۔
ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ؕ	پھر وہ لوٹائے جاتے ہیں اللہ کی طرف جو اُن کا حقیقی مالک ہے
اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۫	جان لو اُسی کے اختیار میں ہے فیصلہ
وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ﴿۶۲﴾	اور وہ سب سے جلد حساب لینے والا ہے۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا ہے کہ انسان سراپا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ انسان ہر اعتبار سے اُس کا محتاج ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے مرنے پر بھی مجبور ہے اور زندگی کے دن پورے کرنے پر بھی۔ جب تک اُس کی موت کا متعین وقت نہ آئے خواہ وہ کیسے ہی حوادث سے دوچار ہو فرشتے اُس کی جان کی حفاظت کرتے رہتے ہیں۔ جب وہ معین وقت آجاتا ہے کوئی حکیم، کوئی ڈاکٹر یا اُس کا مال و دولت اور اُس کے نہایت قریبی رشتہ دار اُسے موت کے منہ سے بچا نہیں سکتے۔ پھر موت سے معاملہ ختم نہیں ہو جاتا۔ انسان کو دوبارہ زندہ کر کے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جائے گا اور اُسے وہاں پوری زندگی کے اعمال کا حساب دینا ہو گا۔

آیات ۶۳ تا ۶۴

ہر مصیبت اور کرب سے اللہ تعالیٰ ہی بچاتا ہے

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ	اے نبیؐ! پوچھیے کون بچاتا ہے تمہیں خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں
تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ	تم پکارتے ہو اُسے گڑگڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے
لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ	(کہتے ہو) اگر بچالیا اللہ نے ہمیں اِس سے
لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۳﴾	تو ہم ضرور ہو جائیں گے شکر گزاروں میں سے۔
قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا	فرمایئے اللہ ہی بچاتا ہے تمہیں اِس سے
وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ	اور ہر دکھ سے
ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۶۴﴾	پھر بھی تم شرک کرتے ہو۔

اِن آیات میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ انسان خواہ سمندر میں سفر کر رہا ہو یا خشکی میں، اگر کوئی ایسا حادثہ پیش آ جائے کہ موت سامنے کھڑی نظر آئے تو وہ اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ ہر مصیبت اور کرب سے بچانے والا صرف وہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مشکل وقت میں مشرک کو اپنے سب دیوی دیوتا اور بزرگ بھول جاتے ہیں اور صرف اللہ تعالیٰ ہی یاد آتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا منکر اور دہریہ بھی بے اختیار اُس سے فریاد کرنے لگتا ہے۔ انسان وعدہ کرتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اِس مصیبت سے نجات دے دی تو میں ضرور اُس کا فرماں بردار بن جاؤں گا۔ جب اللہ تعالیٰ اُسے مصیبت سے بچالیتا ہے تو وہ نہ صرف اپنا وعدہ فراموش کر دیتا ہے بلکہ دوسری ہستیوں کو مصیبت سے نکالنے والا قرار دے کر شرک کرتا ہے اور دوسروں کو بھی گم راہ کرتا ہے۔

آیات ۶۵ تا ۶۷

اللہ تعالیٰ کے عذاب کی تین صورتیں

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ	اے نبیؐ! فرمایئے وہ (اللہ) قادر ہے اِس پر کہ بھیجے تم پر عذاب تمہارے اُوپر سے
اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ	یا تمہارے قدموں کے نیچے سے
اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا	یا باہم ٹکرادے تمہیں گروہوں میں تقسیم کرکے
وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ	اور چکھائے تم میں سے کچھ کو دوسرے کی قوت کا مزہ
اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ	دیکھیے کیسے ہم طرح طرح سے بیان کرتے ہیں آیات
لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾	تاکہ وہ سمجھیں۔
وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ؕ	اور جھٹلا دیا اِسے آپؐ کی قوم نے جب کہ یہ حق ہے
قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۶۶﴾ ؕ	فرمایئے نہیں ہوں میں تم پر ذمہ دار۔
لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ۫	ہر خبر کے ظاہر ہونے کا ایک وقت مقرر ہے
وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۷﴾	اور جلد ہی تم جان لوگے۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا ہے کہ نافرمانوں پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کی تین صورتیں واقع ہو سکتی ہیں۔ پہلی یہ کہ وہ آسمان سے کوئی آفت نازل فرمادے جیسے طوفانِ باد و باراں، کڑک، بجلی کا گرنا، تیز آندھی، پتھروں کی بارش وغیرہ۔ دوسری یہ کہ زمین سے اُس کا عذاب ظاہر ہو جائے جیسے سیلاب، زلزلے اور زمین میں دھنس جانا وغیرہ۔ تیسری یہ کہ وہ فرقہ، زبان یا نسل کی بنیاد پر باہم

گروہوں میں تقسیم کردے اور ایک گروہ کو دوسرے گروہ کی قوت کا مزہ چکھادے۔ مشرکینِ مکہ کو خبردار کیا گیا کہ تم تک ہماری دعوت پہنچانے کا حق نبی اکرم ﷺ نے ادا کر دیا ہے۔ تم نے اِس دعوتِ حق کو جھٹلا دیا ہے لہٰذا اب عذاب کی کسی ایک صورت کے لیے تیار ہو جاؤ۔ آج ہم مسلمانوں پر تینوں قسم کے عذاب واقع ہو رہے ہیں۔ یہ ہماری سرکشی اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی کا ہی نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سچی توبہ اور اپنی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۶۸ تا ۶۹

غیرتِ ایمانی کا تقاضا

وَ اِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا	اور جب تم دیکھو ایسے لوگوں کو جو نکتہ چینیاں کر رہے ہیں ہماری آیات میں
فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ	تو الگ ہو جاؤ اُن سے
حَتّٰى یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖ ؕ	یہاں تک کہ وہ مشغول ہو جائیں کسی اور بات میں
وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ	اور اگر غافل کر ہی دے تمہیں شیطان
فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝۶۸	تو مت بیٹھو یاد آنے کے بعد ظالم قوم کے ساتھ۔
وَ مَا عَلَى الَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ	اور نہیں ہے اُن پر جنہوں نے پرہیزگاری اختیار کی اُن کے حساب میں سے کچھ بھی
وَّ لٰكِنْ ذِكْرٰى	اور لیکن نصیحت کرنا ہے
لَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ ۝۶۹	تاکہ وہ پرہیزگاری اختیار کریں۔

اِن آیات میں مسلمانوں کو ایک اہم اصولی ہدایت دی گئی ہے کہ جس کام کا خود کرنا گناہ ہے اُس کے کرنے والوں کی مجلس میں شریک رہنا بھی گناہ ہے۔ اِسی حوالے سے حکم دیا گیا کہ اگر کسی محفل میں اللہ تعالیٰ کے احکام کا مذاق اڑایا جارہا ہو تو غیرتِ ایمانی کا تقاضا ہے کہ اِس محفل کا بائیکاٹ کر دیا جائے تاکہ آئندہ کسی کو جراءت نہ ہو کہ وہ تمہارے سامنے شریعت کا مذاق اڑا سکے۔

تیرے عشق کی کرامت یہ نہیں تو کیا ہے
میرے پاس سے نہ گزرا کبھی بے ادب زمانہ

مزید ارشاد ہوا کہ مومنوں پر نافرمانوں کے کسی عمل کی ذمہ داری نہیں ہے۔ ضروری نہیں کہ نافرمانوں سے بحث و مناظرہ کر کے اُنہیں قائل کر کے ہی چھوڑا جائے۔ مومنوں کا فرض صرف یہ ہے کہ اُنہیں دردمندی سے نصیحت کریں، شاید کہ وہ اپنی روش سے باز آجائیں۔ اگر وہ نہ مانیں تو اُن سے بحث کر کے اپنا وقت اور اپنی قوتیں ضائع کرنے کی ضرورت نہیں۔

آیت ۷۰

دین کو کھیل تماشا بنانے والوں کا انجام

وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا	اور چھوڑ دو انہیں جنہوں نے بنا رکھا ہے اپنے دین کو کھیل اور تماشا
وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا	اور دھوکے میں ڈال دیا ہے انہیں دُنیوی زندگی نے
وَذَكِّرْ بِهٖٓ	اور نصیحت کرو قرآن سے
اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۚ	کہ پکڑا نہ جائے کوئی فرد اُس کی وجہ سے جو اُس نے کمایا
لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ	نہیں ہوگا اُس کے لیے اللہ کے سوا کوئی حامی اور نہ کوئی سفارشی

وَ اِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ	اور اگر وہ فدیہ میں دے ہر بدلہ
لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ؕ	نہیں لیا جائے گا اُس سے
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ	یہی وہ لوگ ہیں جو پکڑے گئے ہیں اُس کی وجہ سے جو اُنہوں نے کمایا
لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ	اُن کے لیے پینے کی چیز ہے کھولتے ہوئے پانی میں سے
ع ۱۴ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝	اور دردناک عذاب ہے اِس وجہ سے کہ وہ کفر کرتے تھے۔

اِس آیت میں ایسے لوگوں کو دردناک عذاب کی وعید سنائی گئی جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا ہے۔ مشرکینِ مکہ نماز کے دوران سیٹیاں بجاتے اور تالیاں پیٹتے تھے، جیسے ہمارے یہاں بزرگانِ دین کے مزارات پر ڈھول بجائے جاتے ہیں اور دھمال ڈالی جاتی ہے۔ قوالی اور نعت پڑھنے کے لیے بھی آلاتِ موسیقی استعمال کیے جاتے ہیں۔ اِس آیت میں تلقین کی گئی کہ اُنہیں قرآنِ حکیم کے ذریعہ نصیحت کی جائے۔ اُنہیں خبردار کر دیا جائے کہ اگر وہ اپنی روش سے باز نہ آئے تو روزِ قیامت اُن کا کوئی حمایتی یا سفارشی نہ ہوگا۔ نہ ہی اُن سے کوئی فدیہ قبول کیا جائے گا۔ جہنم میں کھولتا ہوا مشروب اور دردناک عذاب اُن کا مقدر ہوگا۔ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ۔ اے اللہ! محفوظ فرما ہمیں جہنم کی آگ سے۔ آمین!

آیات ۷۱ تا ۷۲

جماعتی زندگی کی برکت

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا	اے نبیؐ! فرمائیے کیا ہم پکاریں اللہ کے سوا اُنہیں جو نہ نفع پہنچا سکیں ہمیں اور نہ نقصان دے سکیں ہمیں
وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا	اور ہم پھیر دیے جائیں اُلٹے پاؤں

بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ	اِس کے بعد کہ ہدایت دی ہمیں اللہ نے
كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِي الْاَرْضِ	اُس کی طرح بھٹکا دیا جسے شیاطین نے جنگل میں
حَيْرَانَ ۖ	وہ حیران ہے
لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ۭ	اُس کے ساتھی ہیں جو بلا رہے ہیں اُسے ہدایت کی طرف کہ آ جا ہمارے پاس
قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۭ	فرمایئے بے شک اللہ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے
وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ﴿۷۱﴾	اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم فرماں برداری اختیار کریں تمام جہانوں کے رب کی۔
وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ۭ	اور یہ کہ تم قائم کرو نماز اور بچو اللہ کی نافرمانی سے
وَهُوَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۲﴾	اور وہی ہے جس کی طرف تم جمع کیے جاؤ گے۔

اِن آیات میں ایک بار پھر قریش کی سمجھوتے کی اُس پیشکش کو رد کیا گیا ہے جس کے تحت وہ مطالبہ کر رہے تھے کہ مسلمان کچھ عرصہ کے لیے اُن کے معبودوں کی پوجا کریں تو پھر وہ اتنے ہی عرصہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کریں گے۔ اُنہیں آگاہ کر دیا گیا کہ مسلمان ایسے معبودوں کی پوجا کر کے شرک نہیں کریں گے جو نہ نفع کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ نقصان کا۔ شرک کرنے والا تو اُس شخص کی مانند ہے جسے شیاطین نے کسی جنگل میں بھٹکا دیا ہو۔ البتہ اُس شخص کی خوش قسمتی ہے کہ اُس کے ایسے ساتھی ہیں جو اُسے گم راہی سے نکال کر سیدھی راہ پر آنے کے لیے پکار رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسے ساتھیوں کی رفاقت عطا فرمائے۔ آمین! یہ جماعتی زندگی کی برکت ہے کہ انسان اگر بھٹکتا ہے تو اُس کی اصلاح کرنے والے موجود ہوتے ہیں۔ سمجھوتے کی پیشکش کرنے والوں کو کورا جواب دیا گیا کہ ہم صرف اُس اللہ تعالیٰ کا حکم مانیں گے جو تمام جہانوں کا رب ہے اور صرف اُسی کی عبادت کریں گے۔

آیت ۷۳

کائنات کی بامقصد تخلیق کا مفہوم اور نتیجہ

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ	اور وہی ہے اللہ جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو بامقصد
وَیَوْمَ یَقُوْلُ كُنْ فَیَكُوْنُ ۘ	اور جس دن وہ کہے گا "ہو جا" تو وہ ہو جائے گا
قَوْلُهُ الْحَقُّ ؕ	اُس کی بات ہی حق ہے
وَلَهُ الْمُلْكُ یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ ؕ	اور اُسی کی بادشاہی ہو گی جس دن پھونکا جائے گا صور میں
عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ؕ	وہ جاننے والا ہے ہر پوشیدہ اور ظاہر بات
وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ ﴿۷۳﴾	اور وہی کمالِ حکمت والا، خوب باخبر ہے۔

اِس آیت میں ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمانوں کو برحق پیدا کیا ہے۔ گویا زمین اور آسمانوں کی تخلیق محض کھیل کے طور پر محض دل بہلانے کے لیے نہیں کی گئی۔ دراصل یہ ایک نہایت سنجیدہ کام ہے جو حکمت کی بنا پر کیا گیا ہے۔ ایک مقصدِ عظیم اِس کے اندر کارفرما ہے۔ وہ مقصد یہ ہے کہ تمام مخلوقات اپنے خالق کی رہنمائی کے مطابق اپنا کردار ادا کریں۔ کائنات کا ایک دور گزر جانے کے بعد ناگزیر ہے کہ خالق اُن مخلوقات سے اُن کے کردار کا حساب لے جنہیں اُس نے کچھ اختیار دیا تھا۔ اِس حساب کے نتائج پر دوسرے دور کی بنیاد رکھی جائے گی۔ پہلے دور کا اختتام صور پھونک کر کیا جائے گا۔ صور کی آواز سن کر تمام جن وانس از سر نو زندہ ہو کر میدانِ حشر میں جمع ہوں گے اور وہاں اُن سے حساب لیا جائے گا۔ حساب صرف ظاہری اعمال کا نہیں بلکہ پوشیدہ رازوں کا بھی لیا جائے گا کیوں کہ حساب لینے والا ہر ظاہر و پوشیدہ بات سے واقف ہے۔ اُس روز واضح ہو جائے گا کہ وہ سب جو دنیا میں بااختیار سمجھے جاتے تھے، بالکل بے اختیار ہیں۔ کل اختیار صرف اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جس نے کائنات کو پیدا کیا تھا۔

آیات ۷۴ تا ۷۵

حضرت ابراہیمؑ کی توحید پرستی کے بیان کی حکمت

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ	اور جب کہا ابراہیمؑ نے اپنے والد آزر سے
اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ	کیا تم نے بنالیا ہے بتوں کو معبود
اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَ قَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۴﴾	بے شک میں دیکھتا ہوں تمہیں اور تمہاری قوم کو کھلی گم راہی میں۔
وَ كَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	اور اِسی طرح سے ہم نے دکھائے ابراہیمؑ کو آسمانوں اور زمین کے کچھ عجائبات
وَ لِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ﴿۷۵﴾	تاکہ وہ ہو جائیں یقین کرنے والوں میں سے۔

قریشِ مکہ پر اتمامِ حجت کے لیے اِن آیات میں حضرت ابراہیمؑ کی توحید پرستی اور اِس حوالے سے اپنے مشرک والد اور قوم سے اعلانِ بے زاری کا ذکر ہے۔ قریش اِس بات پر فخر کرتے تھے کہ وہ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد اور اُن کے تعمیر کردہ خانۂ خدا کے متولی ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کے شرک سے انکار اور مشرک قوم سے اُن کی کشمکش کا بیان دراصل قریش سے اُن کے فخر کی بنیاد چھین لینے کے مترادف تھا۔ یہ بیان اِس بات کا ثبوت تھا کہ اب مسلمان اُس مقام پر ہیں جس پر حضرت ابراہیمؑ تھے اور قریش کی حیثیت وہ ہے جو حضرت ابراہیمؑ سے لڑنے والی جاہل قوم کی تھی۔ حضرت ابراہیمؑ پہلے ہی سلیم الفطرت اور عقیدۂ توحید میں پختہ تھے، اللہ تعالیٰ نے کائنات کے کچھ عجائبات دکھا کر اُن کے ایمان کو گہرے یقین میں بدل دیا۔

آیات ۷۶ تا ۷۹

حضرت ابراہیمؑ کا مشرکین پر اتمامِ حُجت

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ	تو جب چھا گئی ابراہیمؑ پر رات
رَاٰ كَوْكَبًا ۚ	اُنہوں نے دیکھا ایک ستارا
قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ	بولے یہ میرا رب ہے
فَلَمَّآ اَفَلَ	پھر جب وہ ڈوب گیا
قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ﴿۷۶﴾	فرمایا میں پسند نہیں کرتا ڈوبنے والوں کو۔
فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا	پس جب اُنہوں نے دیکھا چاند کو چمکتا ہوا
قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ	بولے یہ میرا رب ہے
فَلَمَّآ اَفَلَ	پھر جب وہ ڈوب گیا
قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ	فرمایا اگر نہ ہدایت دی ہوتی مجھے میرے رب نے
لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ﴿۷۷﴾	تو یقیناً میں ہو جاتا گمراہ لوگوں میں سے۔
فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً	پھر جب اُنہوں نے دیکھا سورج کو چمکتے ہوئے
قَالَ هٰذَا رَبِّيْ	بولے یہ میرا رب ہے
هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ	یہ سب سے بڑا ہے

فَلَمَّآ اَفَلَتْ	جب وہ ڈوب گیا
قَالَ يٰقَوْمِ	پکارا اے میری قوم!
اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝	بے شک میں بیزار ہوں اُن سے جنہیں تم شریک بناتے ہو۔
اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا	بے شک میں نے رخ کر لیا اپنے چہرے کا اُس کی طرف جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو یکسو ہو کر
وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝	اور میں نہیں ہوں شرک کرنے والوں میں سے۔

اِن آیات میں وہ واقعہ بیان کیا گیا جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو ستارہ پرستوں، چاند پرستوں اور سورج پرستوں پر حجت تمام کرنے کی تدبیر سکھائی۔ ابتدا میں حضرت ابراہیمؑ نے لوگوں کے سامنے بظاہر کہا کہ میرا رب ستارہ ہے۔ جب ستارہ ڈوب گیا تو کہا کہ خود ڈوب جانے والا مجھے کیسے زوال سے بچا سکتا ہے۔ پھر بظاہر فرمایا کہ چاند میرا رب ہے۔ جب چاند بھی ڈوب گیا تو کہنے لگے کہ اگر میرے اصل رب نے مجھے ہدایت نہ دی ہوتی تو میں واقعی گمراہ ہو کر اُن کو رب مان لیتا جو خود زوال سے دوچار ہوتے ہیں۔ آخر میں بظاہر اعلان کیا کہ سورج میرا رب ہے، یہ سب سے بڑا اور خوب روشن ہے۔ جب سورج بھی غروب ہو گیا تو پکار اٹھے کہ میں تمام معبودانِ باطل سے اظہارِ بیزاری کرتا ہوں اور بالکل یکسو ہو کر کائنات کے خالق کو ہی معبودِ حقیقی تسلیم کرتا ہوں۔

آیات ۸۰ تا ۸۲

جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ کسی اور سے نہیں ڈرتا

وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ	اور جھگڑا کیا ابراہیمؑ سے اُن کی قوم نے
قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ فِي اللّٰهِ	فرمایا کیا تم جھگڑتے ہو مجھ سے اللہ کے بارے میں

وَقَدْ هَدٰىنِ ؕ	حالاں کہ یقیناً اُس نے ہدایت دے دی ہے مجھے
وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ	اور میں نہیں ڈرتا اُس سے جسے تم شریک بناتے ہو اُس کا
اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ شَيْـًٔا ؕ	مگر یہ کہ چاہے میرا رب ہی کوئی بات
وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ	چھایا ہوا ہے میرا رب ہر چیز پر علم کے اعتبار سے
اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۰﴾	تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟
وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ	اور کیسے میں ڈروں اُس سے جسے تم نے شریک بنایا ہے
وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ	حالاں کہ تم نہیں ڈرتے کہ بے شک تم نے شریک بنایا ہے اللہ کا اُسے نہیں اتاری اللہ نے جس کے لیے تم پر کوئی دلیل
فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ	پھر دونوں گروہوں میں سے کون زیادہ حقدار ہے امن کا؟
اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۱﴾	اگر تم جانتے ہو۔
اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	وہ لوگ جو ایمان لائے
وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ	اور اُنھوں نے آلودہ نہیں کیا اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ
اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ	یہ لوگ ہیں جن کے لیے ہے امن
ع ۱۲ ۱۵ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع	اور یہی ہیں ہدایت پانے والے۔

حضرت ابراہیمؑ کو اُن کی قوم کے مشرکین نے ڈرایا کہ تم نے ہمارے معبودوں کا انکار کیا ہے لہٰذا تم پر اب کوئی آفت آئے گی۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا اگر تم اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے جس کی پوری کائنات پر حکمرانی ہے تو پھر میں اُن سے کیوں ڈروں جن کو تم نے بغیر کسی دلیل کے معبود کا درجہ دے دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ کسی اور سے نہیں ڈرتا اور جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ نہ جانے کس کس سے ڈرتا ہے۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

آخری آیت میں امن و سکون کا حق دار اُنہیں قرار دیا گیا ہے جو اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ آلودہ نہیں کرتے۔ لفظ ظلم سے بعض صحابہ کرامؓ نے سمجھا کہ شاید اِس سے مراد کوئی بھی گناہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے وضاحت فرمادی کہ یہاں ظلم سے مراد شرک ہے۔ لہٰذا اِس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں اور کسی مشرکانہ عقیدے سے اِس ایمان کو آلودہ نہ کریں، امن صرف اُنہی کے لیے ہے اور وہی راہِ راست پر ہیں۔ بلاشبہ وہ انسان زیادہ امن و سکون میں ہے جس کا یہ یقین ہو کہ اُس کا کل نفع و نقصان صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔

آیت ۸۳

انبیاء علیہم السلام ظہورِ نبوت سے پہلے بھی گناہوں سے محفوظ رہتے ہیں

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ	اور یہ ہماری دلیل تھی، ہم نے دی تھی وہ ابراہیمؑ کو اُن کی قوم کے مقابلہ میں
نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ	ہم بلند کرتے ہیں درجوں میں جسے چاہتے ہیں
اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۸۳﴾	بلاشبہ آپؐ کا رب کمالِ حکمت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ نے کچھ وقت کے لیے ستارے، چاند یا سورج کو رب ماننے کا اعلان کیا۔ کیا اُن پر بھی کچھ وقت حالتِ شرک میں گزرا؟ ہر گز نہیں! یہ آیت اِس کی نفی کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس آیت میں واضح فرما دیا کہ یہ ایک دلیل تھی جو ہم نے حضرت ابراہیمؑ کو اُن کی قوم پر اتمامِ حجت کے لیے دی تھی۔ نبی پیدائشی طور پر موحد ہوتا ہے اور ظہورِ نبوت سے پہلے بھی وہ کبھی شرک یا کسی حرام کام کا ارتکاب نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو چنا اور بالخصوص حضرت ابراہیمؑ کو وہ بلند درجات دیے کہ نہ صرف وہ اپنی قوم پر غالب آئے بلکہ اُنہیں قیامت تک آنے والے انسانوں میں خاص عزت و مقام عطا ہوا۔ نہ صرف مسلمان بلکہ غیر مسلموں کی اکثریت اُن کا احترام اور تعظیم کرتی ہے۔

آیات ۸۴ تا ۸۷

انبیاء کرامؑ کے پیارے ناموں کا خوبصورت گلدستہ

وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ ؕ	اور ہم نے عطا فرمائے ابراہیمؑ کو اسحاقؑ اور یعقوبؑ
كُلًّا هَدَیْنَا ۚ	ہر ایک کو ہم نے ہدایت دی
وَ نُوْحًا هَدَیْنَا مِنْ قَبْلُ	اور نوحؑ کو ہم نے ہدایت دی اِس سے پہلے
وَ مِنْ ذُرِّیَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ وَ اَیُّوْبَ وَ یُوْسُفَ وَ مُوْسٰی وَ هٰرُوْنَ ؕ	اور اُن کی اولاد میں سے تھے داؤدؑ اور سلیمانؑ اور ایوبؑ اور یوسفؑ اور موسیٰؑ اور ہارونؑ
وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۙ﴿۸۴﴾	اور اِسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔
وَ زَكَرِیَّا وَ یَحْیٰی وَ عِیْسٰی وَ اِلْیَاسَ ؕ	اور زکریاؑ اور یحییٰؑ اور عیسیٰؑ اور الیاسؑ
كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۙ﴿۸۵﴾	وہ سب نیک لوگوں میں سے تھے۔

وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ الْيَسَعَ وَ يُوْنُسَ وَ لُوْطًا ؕ	اور اسمٰعیلؑ اور یسعؑ اور یونسؑ اور لوطؑ
وَ كُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۙ﴿۸۶﴾	اور اُن سب کو ہم نے فضیلت دی تمام جہان والوں پر۔
وَ مِنْ اٰبَآىِٕهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَ اِخْوَانِهِمْ ۚ	اور اُن کے باپ دادا اور اُن کی اولاد اور اُن کے بھائیوں میں سے
وَ اجْتَبَيْنٰهُمْ	ہم نے چن لیا تھا اُنہیں
وَ هَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۸۷﴾	اور ہدایت دی تھی اُنہیں سیدھے راستے کی۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے سترہ (۱۷) انبیاء کرامؑ کا ذکر فرمایا۔ یہ ذکر جس ترتیب سے کیا گیا اُس میں خاص حکمت محسوس ہوتی ہے۔ سب سے پہلے حضرت نوحؑ، حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ کا ذکر ہے جن کی اولاد میں کثرت سے انبیاءؑ گزرے ہیں۔ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کو اللہ تعالیٰ نے خلافت واقتدار سے نوازا۔ حضرت ایوبؑ اور حضرت یوسفؑ کو مصائب پر صابر رہنے کی سعادت عطا کی گئی۔ حضرت موسیٰؑ کے مددگار کے طور پر حضرت ہارونؑ کو بھیجا گیا۔ حضرت زکریاؑ، حضرت یحییٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت الیاسؑ کا ذکر ایک ساتھ اِس لیے کیا گیا کہ اِن سب نے زہد و قناعت کے ساتھ زندگیاں بسر کیں حضرت اسمٰعیلؑ، حضرت یسعؑ، حضرت یونسؑ اور حضرت لوطؑ اُن انبیاءؑ میں شامل ہیں جن کے ماننے والے باقی نہ رہے یا تاریخ نے اُن کا ذکر محفوظ نہ رکھا۔ آخر میں اِن تمام انبیاءؑ کے بارے میں اعلان کیا گیا کہ وہ سب اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے بندے تھے اور سیدھی راہ پر چلنے والے تھے۔

آیت ۸۸

شرک تمام نیکیوں کو برباد کر دیتا ہے

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ	یہ اللہ کی ہدایت ہے

يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ	چلاتا ہے اِس پر جسے چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے
وَ لَوْ اَشْرَكُوْا	اور (بالفرض) اگر وہ انبیاءؑ شرک کرتے
لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۸﴾	تو ضائع ہو جاتا اُن سے وہ سب جو وہ کیا کرتے تھے۔

اِس آیت میں مشرکینِ مکہ کو آگاہ کیا گیا کہ انبیاء کرامؑ کو بلند درجات اِس لیے عطا کیے گئے کہ وہ توحید پرست تھے اور شرک سے سخت بے زار تھے۔ شرک ایسا خبیث جرم ہے کہ اگر بالفرض انبیاءؑ بھی شرک کرتے تو اُن کی تمام نیکیاں برباد ہو جاتیں۔ یہ بات مشرکین کے لیے شدید تنبیہ کے طور پر بیان کی گئی ہے ورنہ انبیاءؑ سے شرک کا ہونا ممکن ہی نہیں۔ وہ تو بھیجے ہی اِس لیے گئے تھے کہ بندوں کو شرک سے روکیں اور اُن کا براہ راست اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑ دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شرک کے جرم سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیت ۸۹

اہلِ یثرب کے لیے بشارت

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ ۚ	یہی وہ لوگ تھے ہم نے دی جنہیں کتاب اور حکمت اور نبوت
فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ	پھر اگر انکار کریں اِن سب باتوں کا یہ مکہ والے
فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا	تو یقیناً ہم نے مقرر کر دیے ہیں اِن باتوں کے لیے ایسے لوگ
لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾	جو نہیں ہوں گے اِن کا انکار کرنے والے۔

اِس آیت میں نبی اکرم ﷺ کو خوشخبری دی گئی کہ اگر مکہ والوں نے قرآنِ کریم کی ناقدری کی ہے تو اب اللہ تعالیٰ کچھ اور لوگوں کے بارے میں طے کر چکا ہے کہ وہ اِس عظیم نعمت کی ناقدری نہیں کریں گے۔ بعد کے حالات نے ثابت کیا کہ یہ سعادت

مہاجرین اور خصوصاً اہلِ یثرب کو حاصل ہوئی۔ پھر قیامت تک آنے والے مسلمان بھی اِس سعادت کے حامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اِس نعمت پر شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۹۰

پیروی اُس کی کرو جو ہدایت پر ہے

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ	یہی وہ انبیاءؑ ہیں جنہیں ہدایت دی تھی اللہ نے
فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ۭ	تو اے نبیؐ! جو اُن کی ہدایت ہے، آپؐ پیروی کیجیے اُس کی
قُلْ لَّآ اَسْـَٔـلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۭ	فرمایئے میں نہیں مانگتا تم سے اِس (تبلیغِ قرآن) پر کوئی اجر
اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ۝	نہیں ہے یہ قرآن مگر ایک نصیحت تمام جہان والوں کے لیے۔ ع ۱۱

اِس آیت میں نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ مذکورہ بالا تمام انبیاءؑ راہِ حق پر تھے اور اب آپ ﷺ بھی اِسی راہ کی پیروی کریں۔ یہ دراصل مشرکینِ مکہ کے لیے پیغام ہے کہ پیروی آباء و اجداد کی نہیں بلکہ اُن کی کرنی ہے جو ہدایت پر ہوں۔ مشرکین کے سامنے آپ ﷺ نے یہ بھی واضح فرما دیا کہ میں تم سے تبلیغِ قرآن کا کوئی بدلہ نہیں چاہتا۔ قرآنِ حکیم نہیں ہے مگر تمام جہان والوں کے لیے نصیحت۔ گویا آپ ﷺ کی رسالت بھی تمام اقوامِ عالم کے لیے اور قیامت تک کے لیے ہے اور یہ قرآنِ حکیم بھی اِسی طرح سب لوگوں کے لیے کتابِ ہدایت ہے۔ اب نہ کوئی نبی آنے والا ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تاقیامت کوئی کتاب نازل ہوگی۔

آیت ۹۱

یہود کا ایک اور جھوٹ

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ	اور اُنہوں نے قدر نہیں کی اللہ کی، جیسا کہ حق تھا اُس کی قدر کرنے کا

اِذْ قَالُوْا	جب اُنہوں نے کہا
مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ؕ	نہیں نازل کیا اللہ نے کسی انسان پر کچھ بھی
قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى	اے نبیؐ! پوچھیے کس نے نازل کی تھی وہ کتاب ؟لائے تھے جسے موسیٰؑ
نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ	جو روشنی اور ہدایت تھی لوگوں کے لیے
تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ	تم نے کر دیا ہے اُسے ورق ورق
تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ	ظاہر کرتے ہو اُنہیں (کچھ) اور چھپاتے ہو بہت سے
وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ	اور تمہیں سکھایا گیا وہ جو نہ جانتے تھے تم
وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ؕ	اور نہ ہی تمہارے باپ دادا؟
قُلِ اللّٰهُ ۙ	فرمایئے اللہ نے نازل کیا ہے
ثُمَّ ذَرْهُمْ	پھر چھوڑ دیجیے اُنہیں
فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ۝	وہ اپنی خرافات میں کھیلتے رہیں۔

سورۂ آلِ عمران میں یہود کے دو جھوٹ بیان ہو چکے ہیں۔اُن کا یہ کہنا تھا کہ غیرِ یہودیوں کے ساتھ ظلم کرنے پر اللہ ہم سے باز پرس نہیں کرے گا۔اِسی طرح اُنہوں نے کہا کہ اللہ نے ہم سے عہد لیا ہے کہ اُسی نبی کی بات مانیں جس کی قربانی کو آسمانی آگ آکر جلادے۔اِس آیت میں اُن کے تیسرے جھوٹ کا ذکر ہے۔یہود نے کہا کہ اللہ نے آج تک کسی انسان پر کوئی کتاب نازل نہیں کی۔وہ رسول اللہ ﷺ سے دشمنی، بغض اور عناد کی بنا پر ایک ایسی حقیقت کا انکار کر رہے تھے جو اُن کے اپنے ہاں بھی مسلم تھی۔یہ جھوٹ بول کر دراصل وہ اللہ تعالیٰ کی شانِ ربوبیت کی ناقدری کر رہے تھے۔یہ اللہ تعالیٰ کی شانِ ربوبیت کا تقاضا ہے کہ

جہاں اُس نے انسانوں کی مادی ضروریات پوری فرمائی ہیں، وہیں وہ اُن کی روحانی و اخلاقی ضرورت پوری کرنے کے لیے کتابِ ہدایت نازل فرمائے۔ یہود سے پوچھا گیا کہ بتاؤ وہ کتاب کس نے نازل کی تھی جو حضرت موسیٰ ؑ لائے تھے؟ تم نے اُس کے بعض حصوں کو چھپا دیا ہے اور بعض کو ظاہر کرتے ہو۔ جواب دیا گیا کہ وہ کتاب اللہ تعالیٰ نے ہی ایک انسان حضرت موسیٰ ؑ پر نازل کی تھی اور اُس کے ذریعہ تمہیں اور تمہارے اسلاف کو وہ کچھ سکھایا جو اِس پہلے تم سب نہیں جانتے تھے۔

آیت ۹۲

قرآنِ کریم کی پانچ شانیں

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ	اور یہ کتاب ہے ہم نے نازل کیا ہے جسے
مُبٰرَكٌ	برکت والی ہے
مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ	تصدیق کرنے والی ہے اُن کتابوں کی جو اِس سے پہلے ہیں
وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی	اور تاکہ آپؐ خبردار کریں بستیوں کے مرکز (مکہ والوں) کو
وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ	اور اُن کو جو اِس کے گرد ہیں
وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ	وہ لوگ جو آخرت پر ایمان رکھتے ہیں
یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ	وہ ایمان لا رہے ہیں اِس قرآن پر
وَهُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ﴿۹۲﴾	اور وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

اِس آیت میں ارشاد ہوا جس طرح اللہ تعالیٰ نے تورات نازل فرمائی تھی اِسی طرح اب اُس نے یہ قرآن نازل کیا ہے۔ اِس کتاب کی پانچ شانیں ہیں:

۱۔ یہ کتاب اتنی خیر و برکت والی ہے کہ زندگی کے ہر پہلو کے لیے ہدایت فراہم کرتی ہے۔اِس کتاب کی پیروی کرنے والوں کے وجود سے اعلیٰ اخلاق و کردار کی صورت میں پورے معاشرے کے لیے برکات ظاہر ہوتی ہیں۔اِس کی اجتماعی تعلیمات کا نفاذ پورے معاشرہ کو خیر و برکت اور فلاح و بہبود کا مرکز بنادیتا ہے۔

۲۔ یہ کتاب کوئی نئی بات پیش نہیں کرتی بلکہ اِس کی بنیادی تعلیمات وہی ہیں جو پہلی آسمانی کتابوں میں پیش کی گئی تھیں۔

۳۔ اِس کتاب کا مقصد غفلت میں پڑے ہوئے لوگوں کو خوابِ غفلت سے جگانا اور آخرت کی تیاری کی طرف متوجہ کرنا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کو ہدایت کی گئی کہ اِس کام کا آغاز اِس مرکزی شہر مکہ سے کیجیے اور پھر تبلیغ قرآن کا دائرہ مکہ کے اطراف میں وسیع کرتے جایئے۔مکہ کے اطراف میں پورا عالمِ مشرق و مغرب اور جنوب و شمال سب داخل ہیں۔آپ ﷺ کے بعد امت کی ذمہ داری ہے کہ وہ پوری دنیا تک قرآن کا پیغام پہنچا کر اِس کتاب کے مقصد کو پورا کرے۔

۴۔ اِس کتاب سے ہدایت صرف وہ لوگ پائیں گے جو روزِ آخرت کی باز پرس سے ڈرتے ہوں۔در حقیقت یہ فکرِ آخرت ہے جو انسان کو انسان بناتی اور جرائم سے باز رکھتی ہے۔آخرت پر یقین رکھنے والے سے اگر کبھی کوئی غلطی اور گناہ سرزد بھی ہو جاتا ہے تو اُس کا دل تڑپ اٹھتا ہے،اور بالآخر توبہ کر کے آگے کے لیے گناہ سے بچنے کا عزم کرتا ہے۔

۵۔ قرآن پر حقیقی ایمان لانے والے باقاعدگی سے نماز قائم کر کے اپنے ایمان کا عملی ثبوت دیتے ہیں۔

آیت ۹۳

جھوٹوں پر موت کی سختی

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا	اور کون زیادہ ظالم ہے اُس سے جو گھڑتا ہے اللہ پر جھوٹ؟
اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ	یا کہے کہ وحی کی گئی ہے میری طرف
وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْءٌ	حالاں کہ نہیں وحی کی گئی اُس کی طرف کچھ بھی

وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ	اور جو کہے کہ میں بھی نازل کروں گا ایسا ہی کلام جیسا نازل کیا ہے اللہ نے
وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ	اور کاش تم دیکھو جب ظالم موت کی سختیوں میں ہوتے ہیں
وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ	اور فرشتے پھیلائے ہوئے ہوتے ہیں اپنے ہاتھ
اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ	(کہتے ہیں) نکالو اپنی جانیں
اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ	آج تمہیں بدلے میں دیا جائے گا ذلت والا عذاب
بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ	اِس وجہ سے کہ تم کہا کرتے تھے اللہ کے بارے میں ناحق باتیں
وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾	اور تم اُس کی آیات (کو ماننے) سے تکبر کیا کرتے تھے۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھوٹی باتیں گھڑنے والوں، نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں یا قرآنِ حکیم جیسا کلام پیش کرنے کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں کو سب سے بڑا ظالم قرار دیا گیا ہے۔ اُنہیں موت کے وقت ذلت آمیز عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔ اُن کی جان نکالتے ہوئے فرشتے اُنہیں ڈانٹتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے حوالے کرو اپنی جانیں۔ آج تمہیں تمہارے جھوٹ اور تکبر کی وجہ سے رُسوا کن عذاب دیا جائے گا۔

آیت ۹۴

روزِ قیامت تمام انسانوں کا دوسرا اجتماع ہو گا

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى	اور یقیناً آ گئے ہو تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے

كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ	جیسے ہم نے پیدا کیا تھا تمہیں پہلی بار
وَّ تَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ	اور تم چھوڑ آئے ہو جو ہم نے عطا فرمایا تھا تمہیں اپنے پیٹھ پیچھے
وَ مَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ	اور ہم نہیں دیکھتے تمہارے ساتھ تمہارے اُن سفارشیوں کو جن کے متعلق تم دعویٰ کرتے تھے
اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ	کہ بے شک وہ تمہارے معاملہ میں شریک ہیں
لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ	یقیناً کٹ گئے ہیں تمہارے درمیان تمام رشتے
ع ۱۲ وَ ضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝۹۴	اور کھو گئے تم سے وہ سب جو دعوے تم کیا کرتے تھے۔

اِس آیت میں بیان کیا گیا کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ تمام انسانوں سے فرمائے گا کہ آج تم ہمارے پاس اِسی طرح جمع ہو جیسے ہم نے تمہیں پہلی بار بنایا تھا۔ یہ اشارہ ہے اِس بات کی طرف کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے تمام انسانوں کی ارواح کو بنایا۔ اُنہیں جمع فرمایا اور اُن سے دریافت کیا' اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ' کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ اُنہوں نے جواب دیا 'بَلٰی' کیوں نہیں یعنی آپ ہی ہمارے رب ہیں۔ اِس آیت میں مزید آگاہ کیا گیا کہ روزِ قیامت شرک کرنے والوں کو بتا دیا جائے گا کہ آج تمہارا کوئی خود ساختہ معبود تمہاری سفارش کرنے کے لیے موجود نہیں ہے۔

آیات ۹۵ تا ۹۹

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بیان

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَ النَّوٰى ؕ	بے شک اللہ ہی پھاڑنے والا ہے دانے اور گٹھلی کو
يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ	نکالتا ہے زندہ کو مُردہ سے

وَ مُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ؕ	اور نکالنے والا ہے مُردہ کو زندہ سے
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۹۵﴾	وہ ہے اللہ، پھر کہاں سے تم بہکائے جاتے ہو؟
فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ	وہ پھاڑ نکالنے والا ہے صبح کو
وَ جَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا	اور بنایا ہے اُس نے رات کو آرام کے لیے
وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ حُسْبَانًا ؕ	اور بنایا ہے سورج اور چاند کو حساب کے لیے
ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۹۶﴾	یہ مقرر کیا ہوا اندازہ ہے زبردست، سب کچھ جاننے والے کا۔
وَ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ	اور وہی ہے جس نے بنایا تمہارے لیے ستاروں کو
لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ ؕ	تاکہ تم راستہ معلوم کر سکو اُن کے ذریعہ خشکی اور سمندر کے اندھیروں میں
قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۹۷﴾	یقیناً ہم نے واضح کر دیا ہے آیات کو اُن کے لیے جو جاننا چاہیں۔
وَ هُوَ الَّذِيْۤ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ	اور وہی ہے جس نے پیدا کیا تمہیں ایک جان سے
فَمُسْتَقَرٌّ وَّ مُسْتَوْدَعٌ ؕ	پھر (تمہارا) ایک مستقل ٹھکانا ہے اور ایک عارضی ٹھکانا
قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ﴿۹۸﴾	یقیناً ہم نے واضح کر دیا ہے آیات کو اُن کے لیے جو سمجھنا چاہیں۔
وَ هُوَ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ	اور وہی ہے جس نے نازل کیا آسمان سے پانی

فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ	تو ہم نے نکالی اُس کے ذریعہ سے اُگنے والی ہر چیز
فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا	پھر ہم نے نکالی اُس میں سے سبز کھیتی
نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ	ہم نکالتے ہیں جس سے دانے ایک پر ایک چڑھا ہوا
وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ	اور کھجور سے ہوتے ہیں اُس کے شگوفوں میں جھکے ہوئے گچھے
وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ	اور باغ انگور اور زیتون اور انار کے
مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ	باہم ملتے جلتے ہیں اور جدا جدا بھی
اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ؕ	دیکھو ہر ایک کے پھل کی طرف جب وہ پھل لائے اور اُس کے پکنے کی طرف
اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۹۹	بے شک اِس سب میں یقیناً نشانیاں ہیں اُن کے لیے جو ایمان لانا چاہتے ہیں۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کی حسبِ ذیل نعمتوں کا بیان آیا ہے :

۱۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو گٹھلی اور بیج کو پھاڑ کر اُس سے پودا برآمد کرتا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو مردہ کو زندہ کرتا ہے جیسے بارش کے ذریعہ مردہ زمین کو۔

۳۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو زندوں کو موت دے دیتا ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو رات کی تاریکی کا پردہ پھاڑ کر صبح کا مبارک منظر ظاہر کرتا ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ ہی نے رات کو انسانوں کے سکون کے لیے بنایا ہے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ ہی نے سورج اور چاند کو دنوں، مہینوں اور سالوں کے حساب کے لیے بنایا ہے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ ہی نے ستاروں کو بحری و بری سفر کے دوران سمتوں کے تعین کے لیے پیدا کیا ہے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ ہی نے تمام انسانوں کو ایک جان سے پیدا کیا اور ہر ایک کے لیے ایک عارضی اور ایک مستقل ٹھکانے کا تعین کیا ہے۔ مستقل ٹھکانے سے مراد جنت یا جہنم ہو سکتی ہے جبکہ عارضی ٹھکانے سے مراد پہلے کے مراحل یعنی رحم مادر، دنیا اور قبر کے مقامات ہو سکتے ہیں۔

۹۔ اللہ تعالیٰ ہی آسمان سے بارش نازل فرماتا ہے۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ ہی بارش کے ذریعہ اناج پیدا کرتا ہے جس کے دانے تہ بہ تہ ہوتے ہیں۔

۱۱۔ اللہ تعالیٰ ہی وہ کھجوریں پیدا کرتا ہے جن کے گچھے لٹک رہے ہوتے ہیں۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ ہی انگور، زیتون اور انار کے باغ پیدا فرماتا ہے۔

۱۳۔ اللہ تعالیٰ ہی ایسے پھل پیدا فرماتا ہے جو ملتے جلتے ہیں اور ایسے پھل بھی جو مختلف ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی بے شمار نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۰۰ تا ۱۰۳

توحید کا بیان اور شرک کی نفی

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ	اور بنایا اُنہوں نے اللہ کا شریک جنات کو
وَخَلَقَهُمْ	حالاں کہ اللہ نے پیدا کیا ہے اُنہیں
وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ	اور گھڑ لیے ہیں اُنہوں نے اللہ کے لیے بیٹے اور بیٹیاں بغیر کسی علم کے
سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝١٠٠ ع ۱۲/۱۸	وہ پاک اور بہت بلند ہے اُس سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ	وہ عدم سے وجود میں لانے والا ہے آسمانوں اور زمین کو
اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ	کیوں کر ہو سکتا ہے اُس کا کوئی لڑکا حالاں کہ نہیں ہے اُس کی کوئی بیوی
وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ	اُس نے تو بنایا ہے ہر چیز کو
وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾	اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ	وہ اللہ تمہارا رب ہے
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ	نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے
خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ	وہ پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا
فَاعْبُدُوْهُ ۚ	پس عبادت کرو اُسی کی
وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۰۲﴾	اور وہی ہر چیز کا کارساز ہے۔
لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۖ	احاطہ نہیں کر سکتیں اُس کا نگاہیں
وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ	اور وہ احاطہ کرتا ہے نگاہوں کا
وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۰۳﴾	وہ بہت ہی باریک بین، خوب باخبر ہے۔

اِن آیات میں مشرکین کے اِس طرزِ عمل کی مذمت کی گئی کہ وہ جنات کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کر رہے ہیں حالاں کہ جنات تو خود اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور اُس کے سامنے لاچار و بے بس ہیں۔ مشرکین نے اللہ تعالیٰ کی طرف بیٹے اور بیٹیاں منسوب کر دیں حالاں کہ اُس کی کوئی بیوی ہی نہیں تو اولاد کیسے ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ سب کا خالق ہے جب کہ باپ اپنی اولاد کا خالق نہیں ہوتا بلکہ

اُس کی پیدائش کا صرف ذریعہ بنتا ہے۔ خیر اِسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے اور صرف اُسی کی عبادت کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہر مخلوق پر نگران ہے۔ وہ نگاہوں کو دیکھ رہا ہوتا ہے لیکن نگاہیں اُس کو نہیں پا سکتیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر وقت اپنی نگرانی کی حقیقت یاد رکھنے اور اپنی نافرمانی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۰۴ تا ۱۰۵

اللہ تعالیٰ نے تو حق واضح فرما دیا ہے

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ	یقیناً آ چکی ہیں تمہارے پاس آنکھیں کھولنے والی دلیلیں تمہارے رب کی طرف سے
فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ	سو جس نے آنکھ کھول لی تو اپنے ہی بھلے کے لیے
وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَیْهَا ؕ	اور جو اندھا بنا رہا تو برا کیا اپنے ہی خلاف
وَمَآ اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ ﴿۱۰۴﴾	اور نہیں ہوں میں تم پر نگہبان۔
وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ	اور اِسی طرح ہم طرح طرح سے بیان کرتے ہیں آیات
وَلِیَقُوْلُوْا دَرَسْتَ	اور تاکہ وہ کہیں آپؐ نے خوب پڑھ سنایا ہے
وَلِنُبَیِّنَهٗ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۵﴾	اور تاکہ ہم واضح کر دیں اُسے اُن کے لیے جو جاننا چاہتے ہیں۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم اور کمالاتِ نبی اکرم ﷺ کی صورت میں وہ دلائل اور ذرائع فراہم کر دیے ہیں جن سے انسان حق اور حقیقت کو معلوم کر سکتا ہے۔ قرآنِ حکیم حق ہے اور نبی اکرم ﷺ کے ارشادات، اخلاق و معاملات اور معجزات حق بینی کے ذرائع ہیں۔ اب انسانوں کو اختیار ہے چاہے تو حق اور اِس کے ذرائع سے نظریں چرا لیں یا اِن کی روشنی میں

کائنات کے اصل حقائق کو دیکھ لیں۔ جس نے حقائق کو دیکھا اُس نے اپنا ہی بھلا کیا اور جو ان سے صرفِ نظر کر کے اندھا بنا رہا تو اُس نے اپنا ہی نقصان کیا۔ نبی اکرم ﷺ اِس کے ذمہ دار نہیں کہ لوگوں کو زبردستی اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے روک دیں۔ آپ ﷺ کی ذمہ داری صرف احکام کا پہنچا دینا اور سمجھا دینا ہے۔ اب کوئی اُن پر عمل کرے یا نہ کرے، یہ اُس کا فیصلہ ہے اور روزِ قیامت اُسے اپنے فیصلہ کے نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا۔

آیات ۱۰۶ تا ۱۰۸

چند اہم ہدایات

اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ	اے نبیؐ! پیروی کیجیے اُس کی جو وحی کی جاتی ہے آپؐ کی طرف آپؐ کے رب کی جانب سے
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ	نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے
وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۶﴾	اور رُخ پھیر لیجیے شرک کرنے والوں سے۔
وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ۭ	اور اگر چاہتا اللہ تو وہ شرک نہ کرتے
وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ	اور نہیں بنایا ہم نے آپؐ کو اُن پر نگہبان
وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۷﴾	اور نہیں ہیں آپؐ اُن کے ذمہ دار۔
وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	اور بُرا نہ کہو اُن کو جنہیں وہ پکارتے ہیں اللہ کے سوا
فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ	ورنہ وہ برا کہیں گے اللہ کو زیادتی کرتے ہوئے بغیر علم کے
كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۠	اِسی طرح ہم نے خوشنما کر دیا ہر امت کے لیے اُن کا عمل

ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ	پھر اپنے رب ہی کی طرف اُن کا لوٹنا ہے
فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾	تو وہ بتادے گا اُنہیں جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔

اِن آیات میں حسبِ ذیل ہدایات دی گئی ہیں:

۱۔ پیروی کرتے رہو اُس کلام کی جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔

۲۔ مشرکین کو زیادہ اہمیت نہ دو۔ داعی کا کام اُن تک پیغام توحید پہنچانا ہے اُن سے منوانا نہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہتا تو زبردستی اُنہیں شرک سے روک دیتا لیکن وہ ایسا نہیں کرے گا۔ انسانوں کے حوالے سے اُس کا دستور یہ ہے کہ وہ اُن کے سامنے حق واضح کردے گا۔ اب اُن کو اختیار ہے حق قبول کر کے ثواب حاصل کریں یا حق کو جھٹلا کر عذاب کے مستحق بنیں۔

۳۔ معبودانِ باطل کی توہین نہ کرو ورنہ مشرکین ضد میں معبودِ حقیقی اللہ تعالیٰ کی توہین کریں گے۔

۴۔ آخرت کا انتظار کرو۔ اصل فیصلے آخرت میں ہوں گے۔ وہاں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔

آیت ۱۰۹

اہلِ ایمان کے لیے تسلی

وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ	وہ قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی
جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ	زور دیتے ہوئے اپنی قسموں پر
لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ	اگر آگیا اُن کے پاس کوئی معجزہ
لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ؕ	تو ضرور ایمان لے آئیں گے اُس پر
قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ	اے نبیؐ! فرمایئے بے شک معجزے تو صرف اللہ ہی کے پاس ہیں

وَمَا يُشْعِرُكُمْ	اے مسلمانو! تمہیں کیا معلوم
اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۹﴾	کہ وہ (معجزہ) جب آئے گا تو یہ ایمان نہیں لائیں گے۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی دلجوئی فرمائی ہے۔ مشرکین کہتے تھے کہ اگر نبی اکرم ﷺ فرمائشی معجزہ دکھادیں تو وہ ایمان لے آئیں گے۔ ارشاد ہوا کہ مشرکین کو بتادیا جائے کہ معجزے دکھانا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ مومنوں کو تسلی دی گئی کہ اللہ تعالیٰ ہر معجزہ دکھا سکتا ہے لیکن مشرکین کی طرف سے فرمائشی معجزے کی طلبی محض ایک بہانہ ہے۔ معجزہ دکھادیا جائے تب بھی وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ حق قبول کرنے سے اُن کا انکار کسی غلط فہمی یا ناواقفیت کی وجہ سے نہیں بلکہ ضد اور ہٹ دھرمی کی بناپر ہے، جس کا علاج کسی معجزہ سے ممکن ہی نہیں۔

آیت ۱۱۰

حق قبول کرنے کی توفیق سلب کرلی جاتی ہے

وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ	اور ہم الٹ دیں گے اُن کے دلوں اور اُن کی آنکھوں کو
كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ	جس طرح وہ ایمان نہیں لائے قرآن پر پہلی مرتبہ
وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ ع	اور ہم چھوڑ دیں گے اُنہیں کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔

یہ آیت ایسے لوگوں کے لیے شدید وعید بیان کررہی ہے جن کے سامنے حق آئے اور وہ اُسے قبول نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم اُن کے دلوں اور نگاہوں کو الٹ دیتے ہیں اِس جرم کی وجہ سے کہ جب پہلی بار اُن کے سامنے حق آیا تو اُنہوں نے قبول نہیں کیا۔ اب ہم اُنہیں ڈھیل دیتے ہیں اور وہ اپنی سرکشی میں بڑھے چلے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس محرومی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ

"اے اللہ! دکھا ہمیں حق کو حق ہی اور توفیق عطا فرما اُس کی پیروی کی اور دکھا ہمیں باطل کو باطل ہی اور توفیق عطا فرما اُس سے بچنے کی۔" آمین

آیت ۱۱۱

کافر معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائیں گے

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ	اور اگر واقعی ہم نازل کرتے اُن کی طرف فرشتے
وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى	اور باتیں کرنے لگتے اُن سے مردے
وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا	اور ہم جمع کر دیتے اُن کے پاس ہر چیز کو سامنے لا کر
مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ	تب بھی وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لے آتے سوائے اِس کے کہ چاہے اللہ
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾	اور لیکن اکثر اُن میں سے جہالت کی باتیں کر رہے ہیں۔

اِس آیت میں ایک بار پھر اہلِ ایمان کو تسلی دی گئی کہ مشرکینِ مکہ کے سامنے اگر فرشتوں کا نزول ہو اور مردے زندہ ہو کر اُن سے کلام کریں یا اُن کی فرمائش کے مطابق ہر شے اُن کے سامنے حاضر کر دی جائے، وہ پھر بھی ایمان لانے والے نہیں۔ اُن کا معجزہ دکھانے کا مطالبہ جہالت اور ہٹ دھرمی کا مظہر ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ زبردستی اُنہیں ایمان لانے پر مجبور کر سکتا ہے لیکن ایسا کرنا انسانوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے طے کردہ دستور کے خلاف ہے۔

آیات ۱۱۲ تا ۱۱۳

شیاطین خوشنما باتیں دھوکا دینے کے لیے سجھاتے ہیں

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ	اور اِسی طرح ہم نے بنا دیا ہر نبیؑ کے لیے دشمن شیطانوں کو اِنسانوں اور جنوں میں سے

يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ؕ	چپکے چپکے سکھاتے ہیں اُن میں سے کچھ دوسروں کو خوشنما بات دھوکا دینے کے لیے
وَ لَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ	اور اے نبیؐ! اگر چاہتا آپؐ کا رب وہ نہ کرتے ایسا
فَذَرْهُمْ وَ مَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۱۲﴾	سو چھوڑ دیجیے اُنہیں اور اُسے جو وہ جھوٹ گھڑ رہے ہیں۔
وَ لِتَصْغٰۤى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ	اور تاکہ مائل ہو جائیں اِس کی طرف دل اُن کے جو ایمان نہیں رکھتے آخرت پر
وَ لِيَرْضَوْهُ	اور تاکہ وہ پسند کریں اُسے
وَ لِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾	اور تاکہ وہ کریں وہی برائیاں جو یہ کرنے والے ہیں۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ انسانوں اور جنات میں سے بعض شیاطین ہیں جو ایک دوسرے کو بڑی خوشنما لیکن پُرفریب باتیں سجھاتے ہیں تاکہ انبیاءؑ اور نیک لوگوں کے مشن میں رکاوٹیں کھڑی کر سکیں۔ معجزہ دکھانے کا مطالبہ بھی ایسی ہی ایک پُرفریب بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شیاطین کو اِس مذموم حرکت کے لیے چھوٹ اِس لیے دی جاتی ہے تاکہ اِن باتوں سے ایسے لوگوں کی آزمائش ہو جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے۔ وہ اپنی بد عملی کے لیے پہلے ہی سے جواز ڈھونڈھ رہے ہوتے ہیں۔ وہ اِن باتوں سے متأثر ہوتے ہیں کیوں کہ یہ باتیں اُنہیں بد عملی کا جواز فراہم کر دیتی ہیں اور وہ اپنی بداعمالیاں اب زیادہ دھڑلے سے جاری رکھتے ہیں۔ دورِ حاضر میں روشن خیالی اور اعتدال پسندی خوشنما لیکن پُرفریب باتیں ہیں جن کا مقصد مغربی تہذیب کو رواج دینا ہے۔

آیات ۱۱۴ تا ۱۱۵

صرف معبودِ برحق ہی نے عادلانہ احکام عطا فرمائے

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا	(اے نبیؐ! پوچھیے) تو کیا میں اللہ کے سوا تلاش کروں

	کوئی اور منصف؟
وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ	حالاں کہ وہی ہے جس نے نازل کی ہے تمہاری طرف کتاب بڑی تفصیل کے ساتھ
وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ	اور وہ لوگ ہم نے دی ہے جنہیں کتاب
يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ	وہ جانتے ہیں کہ بے شک یہ قرآن نازل کیا ہوا ہے آپؐ کے رب کی طرف سے حق کے ساتھ
فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿١١٤﴾	پس آپؐ ہرگز نہ ہوں شک کرنے والوں میں سے۔
وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ	اور پوری ہو گئی آپؐ کے رب کی بات سچائی اور عدل کے اعتبار سے
لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ	نہیں کوئی بدلنے والا اُس کی باتوں کا
وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿١١٥﴾	اور وہی ہے سب سننے والا، سب جاننے والا۔

یہ آیات قرآنِ حکیم کی عظمت بیان کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو یہ کتاب عدل پر مبنی تفصیلی ہدایات کے ساتھ نازل فرمائی ہے جبکہ معبودانِ باطل نے کچھ بھی نہیں نازل کیا۔ مشرکینِ مکہ سے کہا گیا کہ کیا تمہاری طرف سے سمجھوتے کی پیشکش قبول کر کے اُن معبودانِ باطل کی پرستش کی جائے جنہوں نے کوئی ضابطہ اور قانون نہیں دیا؟ اُنہوں نے کوئی احکام نہیں دیے لہٰذا اُن کی اطاعت بھی نہیں کی جاسکتی۔ اُن کی پرستش تو خود غرضی کے تحت کی جاتی ہے تاکہ وہ مشرکین کو اُن کی بداعمالیوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے کی سفارش کر سکیں۔ اِس کے برعکس اللہ تعالیٰ کی عبادت کا تقاضا ہے کہ اُس کے عطا کردہ احکام کی اطاعت کی جائے۔ اہلِ کتاب اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ قرآنِ حکیم اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ وہ برحق کتاب ہے جس کے نزول کا وعدہ سابقہ آسمانی کتابوں میں کیا گیا تھا۔ قرآنِ حکیم کی صورت میں عادلانہ تعلیمات کے نزول نے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ بھی سچا ثابت کر دیا کہ

رب ہونے کے ناتے وہ نوعِ انسانی کی حق کی جستجو کی ضرورت کی بھی تشفی فرمائے گا جیسا کہ اُس نے مادی ضروریات پوری کرنے کا سامان کیا ہے۔

آیات ۱۱۶ تا ۱۱۷

اکثریت کی پیروی گمراہ کردے گی

وَ اِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ	اور اگر تم کہنا مانو گے اُن لوگوں میں سے اکثر کا جو زمین میں ہیں
يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ	وہ تمہیں بھٹکا دیں گے اللہ کی راہ سے
اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ	وہ نہیں پیروی کرتے مگر گمان کی
وَ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۱۱۶﴾	اور وہ نہیں ہیں اِس کے سوا کہ کرتے ہیں قیاس آرائیاں۔
اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ	بے شک آپ کا رب ہی خوب جاننے والا ہے اُسے جو بھٹک رہا ہے اُس کی راہ سے
وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۱۷﴾	اور وہی خوب جاننے والا ہے ہدایت پانے والوں کو۔

اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ ہر دور میں انسانوں کی اکثریت گمراہی کے راستہ پر گامزن رہی ہے کیوں کہ اِس راستہ کی لذت فوری حاصل ہوتی ہے۔ اُنہیں کھانے پینے اور جنسی خواہش کی تسکین کے سوا نہ کسی چیز کی فکر ہوتی ہے اور نہ ہی اِس کے علاوہ وہ کوئی اور بات سوچتے ہیں۔ جس رخ پر لوگوں کی اکثریت جا رہی ہو وہ بھی اُدھر ہی چل پڑتے ہیں۔ وہ کسی بات کی تحقیق نہ کرنا چاہتے ہیں اور نہ کر سکتے ہیں۔ اُن کے عقائد اور اعمال گمان، قیاس اور بے سند باتوں پر مبنی ہوتے ہیں۔ اب اگر اکثریت کو معیار بنا کر اُس کی پیروی

کی گئی تو گمراہی کا خطرہ رہے گا۔ مغربی جمہوریت کی گمراہی کا بھی بنیادی سبب یہ ہے کہ اِس میں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ شریعت کی پیروی کے بجائے عوام کی اکثریت کی رائے کو فیصلہ کن مانا جاتا ہے۔ اِسی لیے اقبال نے کہا۔

جمہوریت اک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

آیات ۱۱۸ تا ۱۱۹

معیارِ حق شریعت ہے، موروثی تصورات نہیں

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ	تو کھاؤ اُس میں سے، نام لیا گیا ہے اللہ کا جس پر
اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾	اگر تم اُس کی آیات پر ایمان رکھنے والے ہو۔
وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ	اور کیا ہوا تمہیں کہ نہیں کھاتے اُس میں سے پکارا گیا ہے اللہ کا نام جس پر
وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ	حالاں کہ وہ واضح کر چکا ہے تمہارے لیے وہ سب جو اُس نے حرام کیا ہے تم پر
اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ	سوائے اِس کے کہ تم لاچار کر دیے جاؤ جس کی طرف
وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ	اور بے شک بہت سے لوگ یقیناً گمراہ کرتے ہیں اپنی خواہشات سے بغیر کسی علم کے
اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۱۹﴾	بے شک تمہارا رب خوب جاننے والا ہے حد سے گزرنے والوں کو۔

سورۃ المائدہ آیت ۱۰۳ میں ذکر ہے کہ مشرکین نے بعض جان داروں کو خود ساختہ تصورات کے تحت حرام ٹھہرا کر اُن کا ذبیحہ ممنوع قرار دے دیا تھا۔ اسلام قبول کر لینے کے باوجود بعض لوگوں کے ذہن اِن موروثی تصورات کے اسیر تھے۔ وہ حرام ٹھہرائے گئے جانوروں کا گوشت کھانے سے کتراتے تھے۔ اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جس حلال جانور کو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کیا جائے اُسے کھاؤ اور اِس حوالے سے کوئی عذر مت پیش کرو۔ حرام ٹھہرانے کا اختیار اللہ تعالیٰ کا ہے اور اُس نے تمہارے لیے حرام کیا ہے مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور ایسا کھانا جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے نام پر نذر کیا گیا ہو۔ مشرکین کے تصورات کی پیروی نہ کرو۔ وہ گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی گم راہ کر کے حد سے گزر رہے ہیں۔

آیات ۱۲۰ تا ۱۲۱

چھوڑ دو گناہ خواہ ظاہر ہو یا پوشیدہ

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ ؕ	اور چھوڑ دو ظاہری گناہ کو اور چھپے ہوئے گناہ کو بھی
اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ	بے شک وہ لوگ جو گناہ کماتے ہیں
سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۰﴾	عنقریب وہ بدلہ دیے جائیں گے اُس کا جو وہ کر رہے ہیں۔
وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ	اور مت کھاؤ اُس میں سے نہیں پکارا گیا اللہ کا نام جس پر
وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ	اور بے شک وہ یقیناً نافرمانی ہے۔
وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ	اور بے شک شیاطین یقیناً چپکے سے سکھاتے ہیں اپنے دوستوں کو تاکہ وہ تم سے جھگڑیں
وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ	اور اگر تم نے کہنا مان لیا اُن کا
اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ ع ۱۴	تو بے شک تم یقیناً مشرک ہو جاؤ گے۔

اِن آیات میں حکم دیا گیا کہ اگر کسی جانور کو غیر اللہ کے نام پر قربان کیا جائے تو اُسے مت کھاؤ۔ مشرکین کی اِس بات کو کوئی اہمیت نہ دو کہ تمہارے نزدیک اللہ کا مارا ہوا مردار جانور تو حرام ہے لیکن جس جانور کو خود اپنے ہاتھ سے ذبح کر کے مارتے ہو وہ حلال ہے۔ یہ دلیل شیاطین نے مشرکین کو سکھائی ہے تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں۔ مسلمانوں کو یہ بھی حکم دیا گیا کہ ظاہری طور پر بھی گناہ سے بچو اور باطنی طور پر بھی۔ باطنی گناہ سے مراد یہ ہے کہ دل میں تو مشرکانہ تصورات کی وجہ سے کسی جانور کا تقدس ہے لیکن ظاہری طور پر کوئی عذر پیش کر کے اُس جانور کے کھانے سے اجتناب کیا جا رہا ہے۔

آیت ۱۲۲

غفلت کی زندگی بسر کرنے والا مُردہ ہے

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ	اور بھلا وہ شخص جو تھا مُردہ تو ہم نے زندہ کیا اُسے
وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا	اور ہم نے پیدا فرمایا اُس کے لیے ایسا نور
يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ	وہ چل رہا ہے جس کے ساتھ لوگوں کے درمیان
كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ	مانند اُس کے ہے جس کا حال یہ ہے کہ وہ ہے اندھیروں میں
لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ	نہیں ہے نکلنے والا اُن سے
كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۲﴾	اِسی طرح سے خوشنما کر دیے گئے ہیں کافروں کے لیے ایسے اعمال جو وہ کر رہے ہیں۔

اِس آیت میں ایک باسعادت انسان کا ذکر ہے۔ وہ معنوی اعتبار سے مُردہ یعنی غافل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے زندہ کیا یعنی غفلت سے نکال کر اپنی ہدایت کی طرف متوجہ فرمایا۔ پھر اُسے وہ علم ہدایت دیا کہ جس کے ذریعہ وہ دوسروں کو بھی غفلت سے نکال رہا ہے۔ کیا ایسا سعید انسان اُس بدنصیب کی طرح ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے محروم رہ کر گمراہی کے اندھیروں میں بھٹک رہا ہے۔

مزید بد قسمتی یہ ہے کہ وہ اپنی بد اعمالیوں پر خوش ہو رہا ہے اور اُنہیں لوگوں کے سامنے بڑے فخر سے بیان کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی محرومی سے محفوظ فرمائے۔ آمین !

آیات ۱۲۳ تا ۱۲۴

بستی کے سردار بستی کے مجرم بنا دیے جاتے ہیں

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا	اور اِسی طرح ہم نے بنا دیا ہر بستی میں سب سے بڑے (یعنی سردار) اُس کے مجرموں کو
لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ	تاکہ وہ سازشیں کریں اُس بستی میں
وَ مَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ	اور وہ سازشیں نہیں کر رہے مگر اپنے ہی خلاف
وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾	اور وہ نہیں سمجھ رہے۔
وَ اِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ	اور جب آتی ہے اُن کے پاس کوئی آیت
قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ	وہ کہتے ہیں ہم ہر گز ایمان نہیں لائیں گے
حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَاۤ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔۘ	یہاں تک کہ ہمیں دیا جائے ویسا جیسا دیا گیا اللہ کے رسولوں ؑ کو
اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ	اللہ بہتر جانتا ہے کہ کہاں وہ بھیجے گا اپنی رسالت
سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ	عنقریب پہنچے گی ان لوگوں کو جنہوں نے جرم کیے ہیں ذلت، اللہ کی طرف سے
وَ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾	اور بہت سخت عذاب اِس وجہ سے کہ وہ سازشیں کیا

	کرتے تھے۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ حق کا راستہ آزمائشوں سے گزر کر ہی طے ہوتا ہے۔ آزمائش کی ایک صورت یہ ہے کہ ہر بستی کے مجرموں کو اُس بستی کا سردار بنا دیا جاتا ہے۔ وہ اہلِ حق کے خلاف بڑی بڑی سازشیں کرتے ہیں۔ البتہ اگر اہلِ حق ڈٹے رہے تو یہ سازشیں اُن کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ حق کے مخالفین کے سامنے جب اللہ تعالیٰ کے احکام آتے ہیں تو وہ مطالبہ کرتے ہیں کہ یہ احکام اُن پر براہِ راست نازل ہوں۔ وحی کا نزول اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے مخلص بندوں پر ہی ہوتا رہا ہے اور مجرم اِس فضل و کرم کے لائق نہیں۔ اِن مجرمین کو عنقریب اپنی روش کی بدترین سزا کا سامنا کرنا ہوگا۔

آیات ۱۲۵ تا ۱۲۷

کون ہدایت پر ہے اور کون گمراہی پر؟

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ	تو جس کے لیے چاہتا ہے اللہ کہ ہدایت دے اُسے
يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ	کھول دیتا ہے اُس کا سینہ اسلام کے لیے
وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ	اور جس کے لیے وہ چاہتا ہے کہ گمراہ کر دے اُسے
يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا	کر دیتا ہے اُس کے سینہ کو تنگ گھٹا ہوا
كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ؕ	گویا وہ زبردستی چڑھ رہا ہے آسمان کی طرف
كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۵﴾	اِسی طرح ڈال دیتا ہے اللہ ناپاکی اُن لوگوں پر جو ایمان نہیں لاتے۔
وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ؕ	اور اے نبیؐ! یہ آپؐ کے رب کا راستہ ہے سیدھا
قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾	یقیناً ہم نے واضح کر دی ہیں آیات اُن لوگوں کے لیے جو

	نصیحت قبول کرتے ہیں۔
لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ	اُن کے لیے سلامتی کا گھر ہے اُن کے رب کے پاس
وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۷﴾	اور وہی اُن کا سرپرست ہے اُس عمل کی وجہ سے جو وہ کیا کرتے تھے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے بشارت دی کہ جس شخص کو وہ ہدایت دینے کا فیصلہ کر لیتا ہے اُس کا سینہ اپنے احکام پر عمل کے لیے کھول دیتا ہے۔ اُسے شریعت پر عمل سے دلی اطمینان ہوتا ہے۔ اِس کے برعکس جو شخص شریعت کے احکام کو بوجھ سمجھے وہ ایسا بدنصیب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے گمراہ کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ یہ محرومی اُنہی کے حصہ میں آتی ہے جو ایمان لانا نہیں چاہتے۔ جو خوش نصیب اِن باتوں سے یاددہانی حاصل کرتے ہیں ان کا پشت پناہ اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ اُنہیں سلامتی کے گھر یعنی جنت کی بشارت عطا فرماتا ہے۔

آیات ۱۲۸ تا ۱۲۹

انسانوں کی اکثریت ناکام ہو گی

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ	اور جس روز اللہ جمع کرے گا اُنہیں سب کے سب کو
يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ	(اور فرمائے گا) اے جنوں کے گروہ! بلاشبہ تم نے بہت سے اپنے بنا لیے ہیں انسان
وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ	اور کہیں گے اُن کے ساتھی انسانوں میں سے
رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ	اے ہمارے رب! فائدہ اٹھایا ہم میں سے ایک نے دوسرے سے

وَّ بَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِیْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ؕ	اور ہم پہنچ گئے اپنی اُس مدت کو جو تو نے مقرر کی تھی ہمارے لیے
قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ	اللہ فرمائے گا آگ تمہارا ٹھکانا ہے
خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ	ہمیشہ رہنے والے ہو اِس میں
اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ	سوائے اِس کے جو چاہے اللہ
اِنَّ رَبَّكَ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۲۸﴾	بے شک اے نبیؐ! آپؐ کا رب کمالِ حکمت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔
وَ كَذٰلِكَ نُوَلِّیْ بَعْضَ الظّٰلِمِیْنَ بَعْضًۢا	اِسی طرح ہم ساتھ ملا دیں گے ظالموں میں سے کچھ کو دوسروں سے
بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ ع ۱۵ ۸ ۲	اِس وجہ سے جو وہ کمایا کرتے تھے۔

یہ آیات روزِ قیامت ہونے والے ایک مکالمہ کا ذکر کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ شیاطینِ جنات سے فرمائے گا کہ تم تو انسانوں کی ایک بڑی تعداد کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ انسانوں میں سے شیاطین کی پیروی کرنے والے کہیں گے کہ ہم میں سے بعض نے بعض سے فائدہ اٹھا کر اپنی نفسانی خواہشات کی تسکین کی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم سب کا ٹھکانا جہنم ہے۔ برے اعمال کرنے والے تمام جنات اور انسان جہنم میں ایک ساتھ جمع کر دیے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شیاطین جنات کے حملوں سے اور جہنم کے عذاب سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۳۰ تا ۱۳۲

اللہ تعالیٰ کسی کو ناحق عذاب نہیں دے گا

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ	(فرمائے گا اللہ) اے جنوں اور انسانوں کے گروہ!
اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ	کیا نہیں آئے تھے تمہارے پاس رسولؑ تم ہی میں سے
يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ	وہ بیان کرتے تھے تم پر میری آیات
وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ	اور خبردار کرتے تھے تمہیں تمہاری اِس دن کی حاضری سے؟
قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا	وہ کہیں گے ہم گواہی دیتے ہیں اپنے خلاف
وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا	اور دھوکے میں ڈال دیا تھا اُنہیں دنیا کی زندگی نے
وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ	اور وہ گواہی دیں گے اپنے خلاف
اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۰﴾	کہ بے شک وہ کفر کرنے والے تھے۔
ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ	ایسا اِس لیے ہے اے نبیؐ! کہ نہیں ہے آپؐ کا رب ہلاک کرنے والا بستیوں کو ناحق
وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳۱﴾	جب کہ بستیوں والے غافل ہوں۔
وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ؕ	اور ہر ایک کے لیے درجے ہیں اُس کے اعتبار سے جو اُنہوں نے عمل کیا
وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۲﴾	اور نہیں ہے آپؐ کا رب بے خبر اُس عمل سے جو وہ کر

	رہے ہیں۔

اِن آیات میں روزِ قیامت کا ایک منظر پیش کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ انسانوں اور جنات سے پوچھے گا کہ کیا تمہارے پاس ہمارے رسولؑ حق لے کر نہیں آئے تھے اور اُنہوں نے تمہیں اِس دن کے حساب کتاب سے خبردار نہیں کیا تھا؟ وہ تسلیم کریں گے کہ ہم تک حق پہنچ گیا تھا لیکن دنیا کی زندگی نے ہمیں دھوکے میں ڈالے رکھا۔ گویا روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کسی کو ناحق اور بغیر اتمامِ حُجت کے عذاب سے دوچار نہیں کرے گا۔ ہر شخص کو بدلہ اُس کے عمل کے مطابق ملے گا۔ اعمال کی مناسبت سے ہر ایک کے لیے جنت یا جہنم میں درجات ہوں گے۔

آیات ۱۳۳ تا ۱۳۵

ظالم کامیاب نہیں ہوں گے

وَ رَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ	اور اے نبیؐ! آپؐ کا رب تو بے نیاز ہے رحمت کرنے والا
اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ	اگر وہ چاہے تو لے جائے تم سب کو
وَ يَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ	اور جانشین بنادے تمہارے بعد جسے چاہے
كَمَاۤ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۳﴾	جیسے اُس نے پیدا کیا تمہیں دوسری قوم کی اولاد سے
اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ	بے شک جس (روزِ قیامت) کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے، وہ ضرور آنے والا ہے
وَّ مَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۱۳۴﴾	اور تم نہیں ہو بے بس کرنے والے (اللہ کو)۔
قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ	فرمایئے اے میری قوم! تم عمل کیے جاؤ اپنی جگہ پر
اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ	بے شک میں بھی عمل کرنے والا ہوں

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ	پس عنقریب تم جان لوگے کون ہے ہوگا جس کے لیے آخرت کا گھر
اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾	بے شک کامیاب نہیں ہوا کرتے ظالم۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی کوئی غرض تم سے وابستہ نہیں ہے۔ تمہاری نافرمانی سے اُس کا کچھ نہیں بگڑتا اور تمہاری نیکی سے اُس کا کچھ نہیں سنورتا۔ بے نیاز ہونے کے باوجود یہ اُس کی رحمت کا مظہر ہے کہ وہ تمہیں گناہوں پر فوری سزا نہیں دیتا بلکہ توبہ کرنے کی مہلت دیتا ہے۔ اگر وہ چاہتا تو تمہارے جرائم کی وجہ سے تمہیں مٹا دیتا اور تمہاری جگہ دوسرے لوگ لے آتا۔ اب بھی اگر تم گناہوں سے باز نہیں آتے تو جو جی میں آئے کرتے رہو۔ البتہ خوب جان لو کہ قیامت کا دن تو آنے ہی والا ہے اور کوئی اُس دن کو ٹال نہیں سکتا۔ اُس دن تمہارا محاسبہ کیا جائے گا اور ظلم و زیادتی کرنے والے ہر گز کامیاب نہ ہوں گے۔

آیات ۱۳۶ تا ۱۳۷

اللہ تعالیٰ کے حوالے سے حق تلفی اور ناشکری

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا	اور اُنہوں نے مقرر کر دیا ہے اللہ کے لیے اُس میں سے جو اُس نے پیدا کیا ہے کھیتی اور مویشیوں میں سے ایک حصہ۔
فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ	سو وہ کہتے ہیں یہ اللہ کے لیے ہے
بِزَعْمِهِمْ	اُن کے خیال میں
وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ	اور یہ ہمارے شریکوں کے لیے ہے
فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ	پس جو حصہ ہوتا ہے اُن کے شریکوں کے لیے
فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ	تو وہ نہیں پہنچتا اللہ کی طرف

وَمَا كَانَ لِلّٰهِ	اور جو حصہ ہوتا ہے اللہ کے لیے
فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ؕ	تو وہ پہنچ جاتا ہے اُن کے شریکوں کی طرف
سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿١٣٦﴾	برا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔
وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ	اور اِسی طرح خوشنما بنادیا بہت سے مشرکوں کے لیے مار ڈالنا اپنی اولاد کا اُن کے شریکوں نے
لِيُرْدُوْهُمْ	تاکہ وہ برباد کریں اُنہیں
وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ؕ	اور مشتبہ کردیں اُن پر اُن کا دین
وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ	اور اگر چاہتا اللہ تو وہ نہ کرتے ایسا
فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿١٣٧﴾	تو اے نبیؐ! چھوڑ دیجیے اُنہیں اور اُسے جو وہ جھوٹ گھڑ رہے ہیں۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ مشرکین اِس بات کو ماننے کے باوجود کہ فصلیں اللہ تعالیٰ اگاتا ہے اور جانوروں کا خالق بھی وہی ہے، فصلوں اور جانوروں کے گوشت کا ایک حصہ اللہ کے نام کردیتے اور دوسرا بتوں کے نام۔ اللہ کے نام کا حصہ فقراء و مساکین پر خرچ کرتے اور بتوں کے نام کا حصہ بت خانہ کے پجاریوں اور پنڈتوں کے حوالے کردیتے۔ مزید ظلم یہ کرتے کہ اگر کبھی پیداوار میں کچھ کمی آجائے تو اِس کمی کو اللہ کے حصہ پر یہ کہہ کر ڈال دیتے کہ اللہ تعالیٰ غنی ہے اور وہ ہماری چیزوں کا محتاج نہیں ہے لیکن اللہ کے پیاروں کے حصہ میں کمی نہیں ہونی چاہیے۔ بتوں کے حصہ میں کمی کرتے ہوئے ڈرتے بھی تھے کہ کہیں وہ کوئی بلا نہ نازل کردیں کیوں کہ بت سامنے نظر آتے تھے لیکن اللہ کو بہت اوپر سمجھ کر اُس کے عذاب سے بے خوف تھے۔ یہ تمام گمراہیاں اُنہیں مذہبی پیشواؤں نے تلقین کی تھیں۔ بتوں کے نام پر بچوں کو ذبح کرکے اُن کی بھینٹ چڑھانے کا ظلم بھی اُنہیں اِن سنگ دلوں نے

سکھایا تھا۔ گویا ان بدبختوں نے مشرکین کی دنیا و آخرت دونوں ہی برباد کر دی تھیں۔ آج ہم نے بھی پوری زندگی اللہ کی بندگی کے لیے وقف کرنے کی بجائے کچھ وقت عبادات کے لیے اور اکثر وقت دنیاداری کے لیے مخصوص کر رکھا ہے۔ پھر جب کوئی ضرورت پیش آتی ہے تو دنیاداری کے وقت پر کوئی حرج نہیں ڈالتے بلکہ عبادات کے لیے مقرر وقت ہی کو قربان کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی کیسی ناشکری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہمیں اصلاح کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۳۸ تا ۱۳۹

مشرک پنڈتوں کے من گھڑت فیصلے

وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ	اور وہ کہتے ہیں یہ جانور اور کھیتی ممنوع ہیں
لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ	کوئی نہیں کھائے گا انہیں سوائے اُس کے جسے ہم چاہیں اپنے خیال کے مطابق
وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا	اور (کہتے ہیں) یہ جانور ہیں حرام کی گئی ہیں جن کی پشتیں (سواری کے لیے)
وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا	اور بعض جانور ہیں، وہ نہیں پکارتے اللہ کے نام کا جن پر (ذبح کرتے ہوئے)
افْتِرَآءً عَلَيْهِ	جھوٹ گھڑتے ہوئے اللہ پر
سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۸﴾	عنقریب اللہ بدلہ دے گا انہیں اُس کا جو وہ جھوٹ گھڑا کرتے تھے۔
وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ	اور وہ کہتے ہیں جو کچھ پیٹ میں ہے اِن جانوروں کے

خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا	وہ خالص ہے ہمارے مردوں کے لیے
وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا ۚ	اور حرام کیا ہوا ہے ہماری عورتوں پر
وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً	اور اگر وہ ہے مُردہ
فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ ۭ	تو وہ سب اُس (کے کھانے) میں شریک ہوتے ہیں
سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ۭ	عنقریب اللہ بدلہ دے گا انہیں، اُن کی باتوں کا
اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۳۹﴾	بے شک وہ کمالِ حکمت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔

حلال و حرام کرنے کا اختیار اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولوں کا ہے۔ مشرکین کے مذہبی پنڈت یہ حق غصب کر لیتے ہیں۔ جانوروں کے گوشت، دودھ اور فصلوں کو کسی کے لیے حلال اور کسی کے لیے حرام قرار دیتے ہیں۔ بعض جانوروں پر سواری کرنے کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔ پابندی لگاتے ہیں کہ فلاں جانور کو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح نہیں کیا جا سکتا۔ عنقریب اللہ تعالیٰ اُن کو اِس جھوٹ کی سزا دینے والا ہے۔ بزرگانِ دین کے نام کی نذر و نیاز کے لیے کچھ خود ساختہ ضابطے ہمارے ہاں بھی رائج ہیں جن کی سند نہ قرآنِ مجید سے ملتی ہے اور نہ ہی احادیثِ مبارکہ سے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شرک اور بدعات سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۴۰

گمراہی کا بدترین انجام ..... ہمیشہ کا خسارہ

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ	یقیناً خسارے میں چلے گئے وہ جنہوں نے قتل کیا اپنی اولادوں کو حماقت سے بغیر کسی علم کے
وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ	اور حرام ٹھہرا دیا اُسے جو رزق دیا تھا انہیں اللہ نے

افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ	جھوٹ گھڑتے ہوئے اللہ پر
قَدْ ضَلُّوْا	یقیناً وہ بھٹک گئے
وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ ع ۱۶ ۳	اور نہ ہوئے ہدایت پانے والے۔

یہ آیت آگاہ کر رہی ہے کہ وہ لوگ ظالم ہیں جنہوں نے اولاد کے قتل جیسے وحشیانہ فعل کو رسم بنا دیا، اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ رزق کو بغیر کسی سبب کے خود پر حرام کر لیا اور من گھڑت تصورات کو اللہ کی طرف منسوب کرنے کا جرم کیا۔ ایسے لوگ گمراہ ہیں اور اپنی گمراہی کے برے انجام کا سامنا کر کے ہمیشہ کے لیے خسارے سے دوچار ہوں گے۔

آیات ۱۴۱ تا ۱۴۲

پھلوں اور جانوروں میں اللہ کی قدرت کے شاہکار

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ	اور وہی ہے جس نے پیدا کیے ہیں باغ چھتریوں پر چڑھائے ہوئے اور نہ چڑھائے ہوئے
وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ	اور کھجور کے درخت اور کھیتی مختلف ہیں جن کے پھل
وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ	اور زیتون اور انار ملتے جلتے اور نہ ملتے جلتے
كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ	کھاؤ اُس کے پھلوں میں سے جب وہ پھل لائے
وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ	اور ادا کرو اللہ کا حق اُس کی کٹائی کے دن
وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ	اور (رزق) ضائع نہ کرو
اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۱۴۱﴾	بے شک اللہ پسند نہیں کرتا (رزق) ضائع کرنے والوں کو۔

وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ؕ	اور (اللہ کے پیدا کردہ) جانوروں میں سے کچھ بوجھ اٹھانے والے ہیں اور کچھ زمین سے لگے ہوئے
كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ	کھاؤ اُس میں سے جو رزق دیا ہے تمہیں اللہ نے
وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ	اور پیروی نہ کرو شیطان کے نقوشِ قدم کی
اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۴۲﴾	بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے پھلوں اور جانوروں میں اپنی تخلیق کی قدرتوں کو نمایاں فرمایا۔ بعض پھل ایسے ہوتے ہیں جو اُن بیلوں پر نمودار ہوتے ہیں جنہیں سہارا دیا جاتا ہے جیسے انگور اور اکثر پھل ایسے درختوں پر لگتے ہیں جو اپنے بل بوتے پر آپ کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ پھل اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت ہیں۔ اُنہیں کھاؤ اور جس روز پھل حاصل ہوں اُسی روز عشر اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دو۔ جانوروں میں سے کچھ حمل بردار ہیں اور کچھ نہیں۔ حمل بردار جانوروں میں اونٹ، بیل، گھوڑا، خچر اور گدھا شامل ہیں۔ غیر حمل بردار جانوروں میں بکرا، بکری، مینڈھا اور بھیڑ شامل ہیں۔ اُن میں سے جو حلال ہیں اُنہیں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ذبح کرو اور کھاؤ۔ ضرورت سے زیادہ کھا کر یا رزق ضائع کر کے یا کسی شے کے حلال یا حرام ہونے کے بارے میں خود ہی اپنی طرف سے ضابطے بنا کر شیطان کی پیروی نہ کرو۔

آیات ۱۴۳ تا ۱۴۴

بلا دلیل کسی حلال شے کو حرام نہ ٹھہراؤ

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ	آٹھ جوڑے ہیں (مویشیوں میں سے)
مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ	بھیڑ سے دو اور بکری سے دو
قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ	اے نبیؐ! پوچھیے کیا دونوں نر حرام کیے ہیں اللہ نے یا

	دونوں مادہ
اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ	یا لپٹے ہوئے ہیں جس پر دونوں ماداؤں کے رحم؟
نَبِّـُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۴۳﴾	بتاؤ مجھے علم کے ساتھ اگر ہو تم سچے۔
وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ؕ	اور اُونٹ سے دو اور گائے سے دو
قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ	پوچھیے کیا دونوں نر حرام کیے ہیں اللہ نے یا دونوں مادہ
اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ	یا لپٹے ہوئے ہیں جس پر دونوں ماداؤں کے رحم؟
اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ	کیا تم تھے موجود جب وصیت کی تھی تمہیں اللہ نے اِس بات کی؟
فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا	پس کون زیادہ ظالم ہے اُس سے جو گھڑتا ہے اللہ پر جھوٹ؟
لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ	تاکہ وہ گمراہ کرے لوگوں کو بغیر کسی علم کے
ع اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ ع	بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا ظالم لوگوں کو۔

اِن آیات میں عرب میں پائے جانے والے جانوروں کی چار جنسوں اور آٹھ جوڑوں کا ذکر ہے یعنی بھیڑ اور مینڈھا، بکرا اور بکری، اونٹ اور اونٹنی اور گائے اور بیل۔ مشرکین سے سوال پوچھا گیا کہ یہ کیا بات ہوئی کہ ایک ہی جنس کا نر تو حلال ہو اور مادہ حرام، یا مادہ حلال ہو اور نر حرام، یا جانور خود تو حلال ہو؟ مگر اُس کے پیٹ سے نکلا ہوا بچہ زندہ ہو تو کسی پر حرام ہو اور کسی پر حلال اور مردہ ہو تو سب کے لیے حلال؟ یہ سوال اِس تفصیل کے ساتھ اُن کے سامنے اِس لیے پیش کیا گیا تاکہ اُن پر خود ساختہ پابندیوں کی غیر معقولیت واضح ہو جائے۔ یہ تو ایسی غیر معقول باتیں ہیں جنہیں عقلِ سلیم ماننے سے انکار کرتی ہے۔ پھر کیا اللہ تعالیٰ ایسی لغو باتوں کا

حکم دے سکتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ بلا دلیل حلال کو حرام کرنے والے دراصل خود ساختہ باتوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر کے لوگوں کو گمراہ کرتے رہتے ہیں اور بہت بڑے ظالم ہیں۔

آیت ۱۴۵

اللہ تعالیٰ نے کن چیزوں کو حرام کیا ہے؟

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ	اے نبیؐ! فرمایئے میں نہیں پاتا اُس کلام میں جو وحی کیا گیا ہے میری طرف
مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ	کوئی چیز حرام کھانے والے پر وہ کھاتا ہے جسے
اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً	سوائے اِس کے کہ وہ ہو مُردار
اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا	یا بہا دیا جانے والا خون
اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ	یا خنزیر کا گوشت
فَاِنَّهٗ رِجْسٌ	تو بے شک وہ ناپاک ہے
اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ	یا جو نافرمانی کا باعث ہو یعنی پکارا جائے غیر اللہ کا نام جس پر (ذبح کرتے وقت)
فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ	پھر جو لاچار کر دیا جائے (بھوک سے)، نہ وہ سرکش ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا
فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۴۵﴾	تو بے شک آپؐ کا رب بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

سورۂ بقرہ آیت ۱۷۳، سورۂ مائدہ آیت ۳ اور اِس آیت سے معلوم ہوا کہ بنیادی طور پر چار ہی چیزیں حرام ہیں یعنی مُردار، خون، خنزیر کا گوشت اور ہر وہ کھانا جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے نام پر نذر کیا گیا ہو۔ اِس آیت میں واضح کیا گیا کہ خون سے مراد وہ خون ہے جو ذبح کرتے وقت جانور کے جسم سے بہ جاتا ہے۔ جما ہوا خون جو بہ نہیں سکتا حرام نہیں ہے۔ اِس آیت میں یہ وضاحت مزید ہے کہ مُردار، بہ جانے والا خون اور خنزیر کا گوشت اِس لیے حرام ہیں کہ یہ سب نجاستیں ہیں۔ البتہ وہ کھانا جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے نام پر نذر کیا گیا ہو نجاست نہیں ہے۔ اُسے اِس لیے حرام کیا گیا ہے کہ اُس میں شرک یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا پہلو شامل ہے۔

آیات ۱۴۶ تا ۱۴۷

یہود کی سرکشی کی سزا

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا	اور اُن لوگوں پر جو یہودی ہوئے
حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ	ہم نے حرام کر دیا ہر ناخن والا جانور
وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ	اور گائے اور بکری میں سے
حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ	ہم نے حرام کی اُن پر دونوں کی چربی
اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ	سوائے اُس کے جو اٹھا رکھی ہے اُن کی پشتوں یا انتڑیوں نے
اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ؕ	یا وہ جو ملی ہوئی ہو ہڈی کے ساتھ
ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۫	یہ ہم نے سزا دی تھی اُنہیں اُن کی سرکشی کی وجہ سے
وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۱۴۶﴾	اور بے شک ہم یقیناً سچے ہیں۔
فَاِنْ كَذَّبُوْكَ	پھر اے نبیؐ! اگر وہ جھٹلائیں آپؐ کو

فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ	تو فرمایئے تمہارا رب وسیع رحمت والا ہے
وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝۱۴۷	اور نہیں ٹالا جاتا اُس کا عذاب مجرم لوگوں سے۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ یہودیوں پر اُن کی شرارتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہر ناخن والا جانور (شتر مرغ، بطخ وغیرہ) حرام قرار دے دیا تھا۔ گائے اور بکری کے بعض حصوں کی چربی بھی اُن پر حرام کر دی گئی تھی۔ یہ چیزیں بنیادی طور پر حرام نہ تھیں لیکن اُن کی سرکشی کی پاداش میں حرام کی گئی تھیں۔ یہودی اگر اپنی سرکشی سے باز آجائیں اور آخری نبی ﷺ پر ایمان لا کر اُن کی تعلیمات قبول کر لیں تو اپنے رب کے دامنِ رحمت کو اپنے لیے کشادہ پائیں گے۔ اِس کے برعکس اگر وہ اپنی مجرمانہ و باغیانہ روش پر اڑے رہے تو اُنہیں اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا۔

آیات ۱۴۸ تا ۱۵۰

مشرکین کی ایک خوشنما لیکن فریب کن دلیل

سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا	عنقریب کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے شرک کیا
لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا	اگر چاہتا اللہ تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا
وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ؕ	اور نہ ہم حرام کر لیتے کسی چیز کو
كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ	اِسی طرح جھٹلایا تھا اُن لوگوں نے جو اِن سے پہلے تھے
حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا ؕ	یہاں تک کہ اُنہوں نے چکھا ہمارا عذاب
قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ؕ	اے نبیؐ! فرمایئے کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے تو لے آؤ اُسے ہمارے لیے
اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ	نہیں پیروی کر رہے تم مگر گمان کی

وَ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ﴿۱۴۸﴾	اور تم نہیں اِس کے سوا کہ قیاس آرائیاں کر رہے ہو۔
قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ	فرمایئے پس اللہ ہی کے لیے ہے کامل دلیل
فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۴۹﴾	پھر اگر وہ چاہتا تو ضرور ہدایت دے دیتا تم سب کو۔
قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ۚ	فرمایئے لاؤ اپنے گواہ جو گواہی دیں کہ اللہ نے حرام کیا ہے اِسے
فَاِنْ شَهِدُوْا	پھر اگر وہ (جھوٹی) گواہی دے بھی دیں
فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ	تو آپؐ نہ گواہی دیجیے اُن کے ساتھ
وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا	اور نہ پیروی کیجیے اُن کی خواہشات کی جنھوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو
وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ	اور جو نہیں ایمان رکھتے آخرت پر
ع ۱۵ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ ع	اور وہ اپنے رب کے ساتھ (دوسروں کو) برابر ٹھہرا رہے ہیں۔

اِن آیات میں مشرکین کی ایک خوشنما لیکن دھوکا دینے والی دلیل کا ذکر ہے۔ وہ کہتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا اذن نہ ہوتا تو ہم اور ہمارے باپ دادا شرک نہ کرتے اور نہ ہی کسی شے کو حرام قرار دے سکتے۔ بلاشبہ ہر کام اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہوتا ہے لیکن برے کام میں اُس کا اذن ہوتا ہے رضا شامل نہیں ہوتی۔ مشرکین سے کہا گیا کہ اپنے شرک اور حلال اور حرام کے خود ساختہ تصورات کا جواز پیش کرنے کی بجائے بتاؤ کہ کس دلیل کی بنیاد پر تم یہ سب کچھ کر رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے رسولؑ اور کتابیں بھیج کر، حلال و حرام واضح فرما کر اور تمہارے جرائم بے نقاب کر کے تم پر حجت پوری کر دی ہے۔ تمہیں زبردستی ہدایت دینا اُس کی مشیت میں نہیں

ہے۔ مسلمانوں کو منع کیا گیا کہ وہ مشرکین کی خوشنما باتوں سے دھوکا نہ کھائیں اور ایسے لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کریں جو آخرت کی جواب دہی سے نہیں ڈرتے اور خود ساختہ معبودوں کو اللہ تعالیٰ کے برابر ٹھہرا رہے ہیں۔

آیات ۱۵۱ تا ۱۵۳

تورات کے احکام عشرہ کی قرآنی تعبیر

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ	اے نبیؐ! فرمایئے آؤ میں پڑھ کر سناؤں جو کچھ حرام کیا ہے تمہارے رب نے تم پر
اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا	کہ نہ شریک کرو اُس کے ساتھ کسی چیز کو
وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ	اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو
وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ	اور نہ قتل کرو اپنی اولاد کو مفلسی کی وجہ سے
نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ	ہم ہی رزق دیتے ہیں تمہیں اور اُنہیں بھی
وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ	اور مت قریب جاؤ بے حیائیوں کے
مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ	جو ظاہر ہیں اُن میں سے اور جو چھپی ہیں
وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ	اور نہ قتل کرو اُس جان کو جسے محترم ٹھہرایا ہے اللہ نے مگر حق کے ساتھ
ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ	یہ ہے، اللہ نے تاکیدی حکم دیا تمہیں جس کا
لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾	تاکہ تم سمجھو۔

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ	اور مت قریب جاؤ یتیم کے مال کے مگر اُس طریقہ سے جو سب سے اچھا ہو
حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ	یہاں تک کہ وہ پہنچ جائے اپنی سمجھ کی عمر کو
وَ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ	اور پورا کرو ناپ اور تول عدل کے ساتھ
لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ	ہم ذمہ داری نہیں ڈالتے کسی جان پر مگر اُس کی صلاحیت کے مطابق
وَ اِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا	اور جب بھی بات کرو تو عدل کرو
وَ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ	اور اگرچہ کوئی ہو قرابت دار
وَ بِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ؕ	اور اللہ سے کیے ہوئے وعدہ کو پورا کرو
ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ	یہ ہے، اللہ نے تاکیدی حکم دیا تمہیں جس کا
لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾	تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔
وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا	اور بے شک یہ میرا راستہ ہے سیدھا
فَاتَّبِعُوْهُ ۚ	سو پیروی کرو اِس کی
وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ	اور نہ پیروی کرو دوسرے راستوں کی
فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ	پس وہ جدا کر دیں گے تمہیں اللہ کے راستہ سے
ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ	یہ ہے، اللہ نے تاکیدی حکم دیا تمہیں جس کا

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾	تاکہ تم اللہ کی نافرمانی سے بچو۔

اِن آیات میں تورات کے احکام عشرہ یعنی دس احکام کو مسلمانوں کے لیے معاشرتی ہدایات کے طور پر بیان کیا جارہا ہے۔وہ دس احکام حسبِ ذیل ہیں :

۱۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔

۲۔ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرو۔

۳۔ اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل مت کرو۔اُس کے رازق تم نہیں اللہ تعالیٰ ہے۔

۴۔ بے حیائی کے قریب مت جاؤ خواہ یہ ظاہر ہو یا پوشیدہ۔

۵۔ کسی بھی جان کو ناحق قتل مت کرو۔

۶۔ یتیم کا مال نہ کھاؤ بلکہ عمدہ طور پر اُس کے مال کی حفاظت کرو۔

۷۔ ناپ اور تول کو عدل کے ساتھ پورا کرو۔

۸۔ ہمیشہ عدل کی بات کرو اور جانب داری نہ برتو۔

۹۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیے گئے عہد کو پورا کرو۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہی سیدھا راستہ ہے پس اُس کی پیروی کرو۔

آیت ۱۵۴

تورات کے محاسن

ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ	پھر ہم نے عطا فرمائی موسیٰؑ کو کتاب
تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ	پوری کرنے کے لیے نعمت اُس پر جو اچھا عمل کرے

وَ تَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ	اور تاکہ تفصیل ہو جائے ہر چیز کی
وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً	اور ہدایت اور رحمت ہو
ع ۱۹ لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ ع ۶	تاکہ وہ اپنے رب سے ملاقات کرنے پر ایمان لائیں۔

یہ آیت اُس اصل تورات کے محاسن بیان کر رہی ہے جو حضرت موسیٰؑ کو عطا کی گئی تھی۔ اِس وقت تورات کے نام سے جو کتاب موجود ہے وہ اصل نہیں بلکہ تحریف شدہ ہے۔ ارشاد ہوا کہ اصل تورات میں نیکیاں کرنے والوں کے لیے ہدایت کا ہر پہلو بیان کر دیا گیا تھا۔ اُس کی تعلیمات کی نمایاں خوبی یہ تھی کہ اُن سے انسان میں آخرت میں جواب دہی کا احساس پختہ ہو جاتا تھا۔ یہی وہ احساس ہے جو انسان کی زندگی کا رخ بدل دیتا ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتا ہوا ایسی پاکیزہ اور محتاط زندگی بسر کرتا ہے کہ تمام مخلوقات کو اُس کی نیکی سے فیض حاصل ہوتا ہے۔ آخرت پر ایمان نہ رکھنے والے انسان کی زندگی آزادانہ، غیر ذمہ دار بلکہ وحشیانہ ہو جاتی ہے اور ہر مخلوق کو اُس سے شر کا اندیشہ محسوس ہوتا ہے۔ معاشرے کو اگر امن و سکون کا پاکیزہ ماحول فراہم کرنا ہے تو اِس کے لیے ضروری ہے کہ افراد کے دلوں میں آخرت کے محاسبہ کا خوف پیدا کیا جائے۔

آیات ۱۵۵ تا ۱۵۷

نزولِ قرآن ... مشرکین مکہ کے لیے اتمامِ حجت

وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ	اور یہ کتاب ہے (قرآن) ہم نے نازل کیا ہے جسے
مُبٰرَكٌ	بڑی برکت والی ہے
فَاتَّبِعُوْهُ	سو پیروی کرو اِس کی
وَ اتَّقُوْا	اور بچو اللہ کی نافرمانی سے

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾	تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔
اَنْ تَقُوْلُوْٓا	ایسا نہ ہو کہ تم کہو
اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآىِٕفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا	بے شک نازل کی گئی تھی کتاب تو صرف اُن دو گروہوں پر جو ہم سے پہلے تھے
وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۱۵۶﴾	اور بے شک ہم اُن کے پڑھنے پڑھانے سے یقیناً بے خبر تھے۔
اَوْ تَقُوْلُوْا	یا تم کہو
لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ	اگر واقعی نازل کی جاتی ہم پر کتاب
لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ	تو ہم ہوتے زیادہ ہدایت یافتہ اُن سے
فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ	تو آچکی ہے تمہارے پاس واضح دلیل تمہارے رب کی طرف سے
وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ	اور ہدایت اور رحمت
فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	تو کون زیادہ ظالم ہے اُس سے جس نے جھٹلایا اللہ کی آیات کو
وَصَدَفَ عَنْهَا ۭ	اور رخ پھیرا اُن سے
سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ	ہم عنقریب بدلے میں دیں گے اُن کو جو رُخ پھیرتے ہیں ہماری آیات سے برا عذاب
بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ﴿۱۵۷﴾	اِس وجہ سے کہ وہ رخ پھیرا کرتے تھے۔

اِن آیات میں مشرکینِ مکہ کو مخاطب کر کے کہا گیا کہ تمہارے پاس ایک بابرکت کتاب آچکی ہے۔اِس کی پیروی کرو تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مستحق بن سکو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم عذر پیش کرو کہ کتابیں تو ہم سے قبل یہودیوں اور عیسائیوں کو دی گئیں اور ہم نہیں جانتے تھے کہ وہ کیا پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔ اگر ہمارے پاس کتاب آتی تو ہم اُن کے مقابلہ میں ہدایت کا راستہ اختیار کرنے میں آگے نکل جاتے۔اب جبکہ تمہارے پاس کتابِ ہدایت آچکی ہے تو اُس سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو اِس ہدایت سے رُخ پھیرے۔ ایسے ظالموں کو ہم بری سزا دے کر رہیں گے۔

آیت ۱۵۸

اللہ کی نشانی دیکھنے کے بعد ایمان لانا اور عمل کرنا مفید نہیں

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ	کس کا انتظار کر رہے ہیں سوائے اِس کے کہ آئیں اُن کے پاس فرشتے
اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ	یا اے نبیؐ! آجائے آپؐ کا رب
اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ؕ	یا آئے کوئی نشانی آپؐ کے رب کی
يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ	جس روز آئے گی کوئی نشانی آپؐ کے رب کی
لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا	فائدہ نہ دے گا کسی شخص کو اُس کا ایمان لانا
لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ	جو نہیں ایمان لایا تھا اِس سے پہلے
اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ؕ	یا نہ کمائی تھی اپنے ایمان کے ساتھ کوئی نیکی
قُلِ انْتَظِرُوْٓا	فرمایئے انتظار کرو
اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ۝۱۵۸	بے شک ہم بھی انتظار کرنے والے ہیں۔

اِس آیت میں ارشاد ہوا کہ مشرکینِ مکہ اتمامِ حجت کے باوجود ایمان نہیں لا رہے۔ گویا وہ انتظار میں ہیں کہ حساب کتاب کے لیے اللہ تعالیٰ زمین پر جلوہ افروز ہو جائے یا فرشتوں کے ذریعے کوئی عذاب اُن پر نازل کرے یا اپنی کوئی اور نشانی اُن پر ظاہر فرمادے۔ اللہ تعالیٰ کی نشانی ظاہر ہونے کے بعد اُن کا ایمان لانا یا کوئی نیکی کرنا اُن کے لیے ہر گز مفید نہ ہو گا۔ ایمان لانا اور نیکی کرنا اُسی وقت مفید ہے جب یہ بالغیب ہو۔ بہتر ہے کہ مشرکین غیب میں رہتے ہوئے ایمان لے آئیں اور عملِ صالح کی سعادت حاصل کرلیں۔ دوسری صورت میں عذاب آنے کا انتظار کریں۔

آیت ۱۵۹

فرقہ پرستوں سے رسول اللہ ﷺ کا کوئی تعلق نہیں

اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ	بے شک وہ لوگ جنہوں نے ٹکڑے کیے اپنے دین کے
وَ كَانُوْا شِیَعًا	اور وہ ہو گئے گروہ گروہ
لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ ؕ	اے نبیؐ! نہیں ہے آپؐ کا اُن سے کوئی تعلق
اِنَّمَاۤ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ	بے شک اُن کا معاملہ تو اللہ ہی کے حوالے ہے
ثُمَّ یُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾	پھر وہ بتائے گا اُنہیں جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔

یہ آیت واضح کر رہی ہے کہ دینِ اسلام ایک وحدت ہے جو زندگی کے ہر گوشے میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا تقاضا کرتا ہے۔ ایسے لوگوں سے اللہ کے رسول ﷺ کا کوئی تعلق نہیں جو دین کے حصے بخرے کر دیں یعنی دین کی ایک بات کو تو پکڑ لیں اور دوسری بات سے صرفِ نظر کریں یا کوئی نئی بات دین میں داخل کر دیں۔ پھر کسی ایک بات کو اہمیت دے کر اپنی پہچان بنالیں اور اِس بنیاد پر ایک فرقہ کی شکل اختیار کرلیں۔ خود کو حق پر سمجھیں اور باقی سب مسلمانوں کو گمراہ قرار دیں۔ اِن کا معاملہ اللہ تعالیٰ ہی کے سپرد ہے اور وہ اُنہیں امت مسلمہ میں انتشار پیدا کرنے کی عبرت ناک سزا دے گا۔

آیت ۱۶۰

بدلہ اُن اعمال کا ملے گا جو موت آنے تک باقی رہے

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ	جو کوئی لائے گا ایک بھلائی
فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ	تو اُس کے لیے دس بھلائیاں ہوں گی اُس جیسی
وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ	اور جو کوئی لائے گا ایک برائی
فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا	تو بدلہ نہیں دیا جائے گا اُسے مگر اُس برائی جیسا
وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝۱۶۰	اور اُن پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

اِس آیت میں بشارت دی گئی ہے کہ جو فرد کوئی نیکی لے کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اُسے اُس کا دس گنا اجر عطا کیا جائے گا۔ اِس کے برعکس جو کوئی برائی لے کر آیا اُسے اُس برائی کے برابر ہی سزا ملے گی۔ اِس آیت کے الفاظ میں یہ بات قابلِ غور ہے کہ یہاں نیکی یا برائی کرنے کا نہیں بلکہ لانے کا ذکر ہے۔ یہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ محض کسی نیک یا بد کام کر لینے پر جزا و سزا نہیں دی جائے گی، بلکہ جزا و سزا کے لیے موت کے وقت تک اُس نیک یا بد عمل کا باقی رہنا شرط ہے۔ مثلاً کسی نے کوئی نیک عمل کیا، لیکن پھر اُس کے کسی گناہ (مثلاً کفر، شرک، دکھاوا وغیرہ) کی شامت سے وہ عمل ضائع ہو گیا تو وہ اُس عمل پر جزا کا مستحق نہیں رہا۔ اِسی طرح جس نے برائی کی لیکن اُس پر سچی توبہ کر لی تو اب اُسے گناہ کی سزا نہیں ملے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے برے اعمال سے بچائے جن سے نیکیاں ضائع ہوتی ہیں اور گناہوں پر سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۶۱ تا ۱۶۳

صراطِ مستقیم کیا ہے؟

قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۚ	اے نبیؐ! فرمایئے بے شک مجھے ہدایت دے دی ہے میرے رب نے سیدھے راستے کی
دِیْنًا قِیَمًا	بالکل خالص دین ہے
مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ۚ	طریقہ ہے ابراہیمؑ کا جو بالکل یکسو تھے
وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۶۱﴾	اور وہ نہیں تھے شرک کرنے والوں میں سے۔
قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ	فرمایئے بے شک میری نماز اور میری قربانی
وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ	اور میرا جینا اور میرا مرنا
لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۲﴾	اُس اللہ کے لیے ہے جو رب ہے تمام جہانوں کا۔
لَا شَرِیْكَ لَهٗ ۚ	نہیں ہے کوئی شریک اُس کا
وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ	اور اِسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے
وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۶۳﴾	اور میں سب سے پہلے فرماں بردار ہوں۔

اِن آیات میں صراطِ مستقیم کی وضاحت کی گئی ہے۔ نظری طور پر صراطِ مستقیم ایک خالص دین ہے جو زندگی کے ہر گوشے میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ عملی طور پر صراطِ مستقیم دراصل ملتِ ابراہیمؑ ہے یعنی حضرت ابراہیمؑ کی طرح انسان اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دے۔ اُس کی نماز اور قربانی کی طرح اُس کا جینا مرنا بھی اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہو جائے۔

اِسی پاکیزہ طرزِ عمل کا کامل عملی نمونہ تھے نبی کریم ﷺ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے خلیل حضرت ابراہیمؑ اور اپنے حبیب حضرت محمد ﷺ کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین !

آیات ۱۶۴ تا ۱۶۵

ربِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا	اے نبیؐ ! فرمایئے کیا اللہ کے سوا میں تلاش کروں کوئی اور رب
وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ؕ	حالاں کہ وہ رب ہے ہر چیز کا
وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ	اور نہیں کماتا کوئی شخص (کسی عمل میں سے) مگر اُس کی ذمہ داری اُسی پر ہوتی ہے
وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ	اور نہ اُٹھائے گی کوئی بوجھ اُٹھانے والی جان کسی دوسری جان کا بوجھ
ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ	پھر اپنے رب کی طرف ہی تمہارا لوٹنا ہے
فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۶۴﴾	پھر وہ بتادے گا تمہیں وہ سب جس میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔
وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ	اور وہی ہے جس نے بنایا تمہیں خلیفہ زمین میں
وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ	اور بلند کیا ہے تم میں سے بعض کو بعض پر درجوں میں
لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ	تاکہ وہ آزمائے تمہیں اُس چیز میں جو اُس نے عطا فرمائی ہے تمہیں

اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖ	بے شک آپ کا رب بہت جلد سزا دینے والا ہے
وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٦٥﴾ ع ١٧	اور بے شک وہ یقیناً بہت ہی بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

یہ آیات واضح کر رہی ہیں کہ اصل رب اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ہر شے کا مالک اور پروردگار ہے۔ اُسی کی طرف تمام انسانوں کو لوٹ کر جانا ہے۔ وہی ہر انسان کے آخری انجام کا فیصلہ فرمائے گا۔ اُس نے دنیا میں ہمیں آزمائش کے لیے عارضی اختیارات دیے ہیں۔ ہم اِن اختیارات کو اُس کی مرضی کے مطابق استعمال کر کے اُس کی رحمت کے مُستحق ہو سکتے ہیں اور اختیارات کے غلط استعمال سے اُس کے عذاب کو دعوت دے سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رحمت کے حصول والے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

صدق اللہ العظیم

"ترجمہ: سید ابوالاعلیٰ مودودی"

ترجمہ برائے تدریس
قرآن حکیم

سورۃ الأعراف

اٰیاتہا ۲۰۶ رکوعاتہا ۲۴

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورۃ الاعراف

تاریخِ انسانی کے بیان پر مشتمل سورۂ مبارکہ

* یہ سورۂ مبارکہ حجم کے اعتبار سے طویل ترین مکی سورہ ہے۔
* اِس سورۂ مبارکہ میں تاریخِ انسانی کے تینوں ادوار یعنی ازل، ابد (آخرت) اور ازل و ابد کے درمیانی عرصہ کے اہم واقعات کا بیان ہے۔

آیات کا تجزیہ :

• آیات ۱ تا ۱۰	سورۂ مبارکہ کے مضامین کا اشاریہ (index)
• آیات ۱۱ تا ۳۴	ازل کا بیان
• آیات ۳۵ تا ۵۸	ابد کا بیان
• آیات ۵۹ تا ۱۴۱	چھ اقوام کی داستانیں
• آیات ۱۴۲ تا ۱۷۱	تاریخِ بنی اسرائیل کے اہم واقعات
• آیات ۱۷۲ تا ۱۷۹	ازل، ابد اور درمیانی عرصہ کے واقعات کا بیان
• آیات ۱۸۰ تا ۲۰۶	عبرت و موعظت

آیات ۱ تا ۳

قرآن کے مقابلہ میں کسی اور کی پیروی نہ کرو

الٓمّٓصٓ ۝	الف۔لام۔ میم۔ صاد۔

كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ	اے نبیؐ ! یہ کتاب ہے جو نازل کی گئی ہے آپؐ کی طرف
فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ	تو نہیں ہونی چاہیے آپؐ کے سینہ میں کوئی تنگی اِس سے
لِتُنْذِرَ بِهٖ	اور چاہیے کہ آپؐ خبردار کریں اِس کے ذریعہ
وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲	اور یہ نصیحت ہے مومنوں کے لیے۔
اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ	پیروی کرو اُس کلام کی جو نازل کیا گیا ہے تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے
وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ؕ	اور نہ پیروی کرو اللہ کو چھوڑ کر دوسرے سرپرستوں کی
قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝۳	بہت ہی کم نصیحت ہے جو تم قبول کرتے ہو۔

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی کی گئی ہے۔آپ ﷺ مشرکینِ مکہ کی اکثریت کے ایمان نہ لانے سے غمگین تھے۔ بعض اوقات محسوس کرتے تھے شاید میری تبلیغ میں کوئی کمی ہے میں اُنہیں حق بات سمجھا نہیں پارہا۔اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو تسلی دی کہ قرآن اِس لیے نہیں اتارا گیا کہ آپ ﷺ کرب اور دکھ میں مبتلا ہوں۔آپ ﷺ کی ذمہ داری ہے قرآن کے ذریعہ لوگوں کو آخرت کی تیاری کے حوالے سے خبردار کرنا۔آپ ﷺ یہ ذمہ داری احسن طریقہ سے ادا فرمارہے ہیں۔اب لوگوں کو چاہیے کہ کہ وہ قرآنِ حکیم کی تعلیمات کی پیروی کریں اور اُن گمراہوں کی پیروی نہ کریں جنہیں اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں اپنا سرپرست بنا رکھا ہے۔

آیات ۴ تا ۵

ظالم قوموں کے انجام سے عبرت حاصل کرو

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا	اور کتنی ہی بستیاں تھیں کہ برباد کر دیا ہم نے اُنہیں

فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ۝۴	پس آیا اُن پر ہمارا عذاب رات کے وقت یا جب وہ دوپہر کو سو رہے تھے۔
فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ	پس نہ تھی اُن کی فریاد جب آیا اُن پر ہمارا عذاب
اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝۵	مگر یہ کہ وہ یہی کہتے رہے بے شک ہم ہی ظالم تھے۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ ماضی میں کئی ایسی قومیں تباہ ہوئیں جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں حد سے گزر کر اس قدر بگڑ گئیں کہ زمین پر اُن کا وجود ایک ناقابل برداشت لعنت بن گیا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ کے عذاب نے آکر اُن کی نجاست سے دنیا کو پاک کر دیا۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے دوچار ہوئے تو اعتراف کرنے لگے کہ واقعی ہم ہی قصوروار اور ظالم تھے۔ مگر عذاب سامنے آنے کے بعد ایسا اعتراف کوئی فائدہ نہیں دیتا، بلکہ حسرت وافسوس کا سبب بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں گزشتہ اقوام کے انجام سے عبرت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۶ تا ۹

روزِ قیامت بازپرس ہو کے رہے گی!

فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ	سو ہم ضرور پوچھیں گے اُن سے، بھیجے گئے تھے رسولؑ جن کی طرف
وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۶	اور ہم ضرور پوچھیں گے رسولوںؑ سے۔
فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ	پھر ہم ضرور بیان کریں گے اُن پر پورے علم کے ساتھ
وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ۝۷	اور نہیں تھے ہم غائب۔
وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ ۚ	اور (اعمال کا) تولنا اُس روز برحق ہے

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ	پس وہ کہ بھاری ہوئے جن کے ترازو
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۸	تو وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔
وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ	اور وہ کہ ہلکے ہوئے جن کے ترازو
فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ	تو یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے نقصان پہنچایا اپنے آپ کو
بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۝۹	اِس لیے کہ وہ ہماری آیات کے ساتھ ناانصافی کیا کرتے تھے۔

روزِ قیامت تمام رسولوںؑ سے پوچھا جائے گا کہ کیا اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کی تعلیمات اپنی امتوں تک پہنچادی تھیں؟ پھر امتوں سے سوال کیا جائے گا کہ اُنہوں نے رسولوںؑ کے ذریعہ ملنے والی اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کے ساتھ کیا معاملہ کیا تھا؟ یہ سوالات دراصل عدل کے تقاضے پورے کرنے کے لیے کیے جائیں گے کیوں کہ اللہ تعالیٰ سے تو کسی وقت بھی کوئی چیز پوشیدہ نہیں تھی۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ لوگوں پر پوری حقیقتِ حال اپنے علم کی بنیاد پر واضح فرمادے گا۔ اب فیصلہ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات پر عمل کی بنیاد پر ہوگا۔ جن سعادت مندوں نے اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی تعلیمات کی پیروی کی ہوگی، اُن کی نیکیوں کے پلڑے بھاری ہوں گے اور وہ سرخ رو ہوں گے۔ اِس کے برعکس جن بدنصیبوں نے اللہ کی تعلیمات کی بجائے نفسانی خواہشات کی پیروی کی ہوگی، اُن کی نیکیوں کے پلڑے ہلکے ہوں گے اور وہ ذلت و عذاب سے دوچار ہوں گے۔

آیت ۱۰

تم میں سے کم ہیں جو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ	اور یقیناً ہم نے ہی آباد کیا تمہیں زمین میں
وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ؕ	اور ہم نے مہیا کر دیے تمہارے لیے اِس میں زندہ رہنے

	کے اسباب
قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝١٠ ع ٨	بہت کم تم شکر کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انسانوں کو امتحان کے لیے بھیجا ہے۔ دنیا میں زندہ رہنے کے لیے نہ صرف تمام ضروریاتِ زندگی فراہم کی ہیں بلکہ لذات کے حصول کے لیے کئی اور نعمتیں بھی دی ہیں۔ اِس کے ساتھ ساتھ اپنے رسولوںؑ کے ذریعہ دنیا میں پاکیزہ زندگی بسر کرنے اور ایک عادلانہ معاشرہ قائم کرنے کے لیے ہدایات کی صورت میں روحانی نعمتیں بھی عطا کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا تقاضا ہے کہ ہم اُس کی ہدایات پر عمل کریں اور اُنہیں معاشرے میں نافذ کریں۔ افسوس! انسانوں میں سے بہت کم ہیں جو شکر گزاری کی مطلوبہ روش اختیار کرتے ہیں۔

آیات ۱۱ تا ۱۳

تکبر و غرور کا نتیجہ ذلت و رسوائی ہے

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ	اور یقیناً ہم نے پیدا کیا تمہیں
ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ	پھر ہم نے صورت بنائی تمہاری
ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ	پھر ہم نے کہا فرشتوں سے کہ سجدہ کرو آدمؑ کو
فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ	تو اُنہوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے
لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝١١	وہ نہ ہوا سجدہ کرنے والوں میں سے۔
قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ	فرمایا اللہ نے کس چیز نے روکا تھا تجھے کہ تو نے سجدہ نہ کیا جب کہ میں نے حکم دیا تھا تجھے
قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ	کہا ابلیس نے میں بہتر ہوں آدمؑ سے

خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ	تو نے پیدا کیا مجھے آگ سے
وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ﴿۱۲﴾	اور تو نے پیدا کیا اُسے گارے سے۔
قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا	فرمایا اللہ نے پھر اتر جا یہاں سے
فَمَا یَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِیْهَا	سو نہ تھا تیرے لیے جائز کہ تو تکبر کرے اِس جگہ
فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِیْنَ ﴿۱۳﴾	پس نکل جا یہاں سے بے شک تو ہے ذلیلوں میں سے۔

سورۂ بقرہ رکوع ۴ کے بعد اب سورۂ اعراف کے اِس مقام پر دوسری بار قصۂ آدمؑ وابلیس بیان کیا جارہا ہے۔ حضرت آدمؑ کو تخلیق کرنے اور سنوارنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُن کی عظمت کے اظہار کے لیے تمام فرشتوں اور ابلیس نامی ایک جن کو حکم دیا کہ حضرت آدم کو سجدہ کرو۔ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا لیکن ابلیس نے ایسا نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بازپرس پر ابلیس تکبر سے کہنے لگا کہ میں آدم سے بہتر ہوں۔ مجھے بنایا گیا ہے آگ سے جب کہ آدم کو بنایا گیا ہے کیچڑ سے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تکبر کرنے والے اِس لائق نہیں کہ وہ فرشتوں کے ساتھ شامل ہو کر میری قربت کی سعادت حاصل کریں۔ جاؤ میرے پاس سے دور ہو جاؤ اب تمہارا شمار ذلیل مخلوقات میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تکبر و غرور اور اپنی نافرمانی کرنے سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۴ تا ۱۸

ابلیس کے ناپاک عزائم

قَالَ اَنْظِرْنِیْۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴﴾	کہا ابلیس نے اے اللہ! مہلت دے مجھے اُس دن تک جب لوگ قبروں سے اُٹھائے جائیں گے۔
قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ﴿۱۵﴾	فرمایا اللہ نے بے شک تو ہے مہلت دیے جانے والوں میں سے۔

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ	کہا ابلیس نے پھر اِس وجہ سے کہ تو نے مجھے گمراہ کیا
لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ﴿۱۶﴾	میں ضرور ہی بیٹھوں گا اُن (کو بھٹکانے) کے لیے تیرے سیدھے راستے پر۔
ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ	پھر میں ضرور آؤں گا اُن کے پاس اُن کے سامنے سے
وَمِنْ خَلْفِهِمْ	اور اُن کے پیچھے سے
وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ	اور اُن کے دائیں سے
وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ	اور اُن کے بائیں سے
وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾	اور تو نہ پائے گا اُن میں سے اکثر کو شکر گزار۔
قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ	فرمایا اللہ نے نکل جا یہاں سے ذلیل، مردود ہو کر
لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ	یقیناً جس نے پیروی کی تیری اِن میں سے
لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۸﴾	تو میں ضرور بھر دوں گا جہنم کو تم سب سے۔

ابلیس حضرت آدمؑ اور اُن کی اولاد کو بہکا کر یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ انسان اُس فضیلت کا مستحق نہیں ہے جو اُسے میرے مقابلہ میں دی گئی ہے اور میرا اُسے سجدہ نہ کرنا درست تھا۔ اپنے اِس مکروہ ارادے کو پورا کرنے کے لیے ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے مہلت مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے مہلت دے دی۔ اب اُس بدبخت نے اپنی نافرمانی اور گمراہی کا الزام اللہ تعالیٰ پر ڈال دیا۔ کہنے لگا کہ اللہ نے مجھے ایک کم تر مخلوق کو سجدہ کرنے کا حکم دے کر آزمائش میں ڈال دیا اور اپنی نافرمانی پر مجبور کر دیا۔ اُس نے اللہ تعالیٰ کو چیلنج دیا کہ میں آدمؑ اور اُس کی اولاد کو ہر طرف سے آکر گمراہ کروں گا اور اُن کی اکثریت کو اللہ کا نافرمان اور ناشکرا ثابت کر کے دکھاؤں گا۔ اِس

گستاخانہ گفتگو کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُسے رسوا کر کے دھتکار دیا اور اعلان فرمادیا کہ جن انسانوں نے ابلیس کی پیروی کی وہ سب کے سب جہنم میں ابلیس کے ساتھی ہوں گے۔

آیات ۱۹ تا ۲۲

ابلیس اور اُس کے چیلوں کا ناپاک مشن

وَ يٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ	اور اے آدمؑ! رہو تم اور تمہاری بیوی جنت میں
فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا	پھر دونوں کھاؤ جہاں سے چاہو
وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ	اور نہ قریب جاؤ اِس درخت کے
فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾	ورنہ تم دونوں ہو جاؤ گے ظالموں میں سے۔
فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ	پھر وسوسہ پیدا کیا اُن دونوں کے لیے شیطان نے
لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا	تاکہ بے پردہ کر دے اُن کے لیے وہ جو ڈھانپا گیا تھا اُن کی شرم گاہوں سے
وَ قَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ	اور کہنے لگا کہ نہیں روکا تمہیں تمہارے رب نے اِس درخت سے
اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ	مگر اِس لیے کہ کہیں نہ بن جاؤ تم دونوں فرشتے
اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿۲۰﴾	یا کہیں نہ ہو جاؤ ہمیشہ زندہ رہنے والوں میں سے۔
وَ قَاسَمَهُمَاۤ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۱﴾	اور قسم اُٹھائی اُن کے سامنے کہ بے شک میں تم دونوں کے لیے یقیناً خیر خواہوں میں سے ہوں۔

فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ	پس شیطان نے مائل کر لیا اُن دونوں کو دھوکے سے
فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ	پھر جب دونوں نے چکھ لیا درخت سے
بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا	تو ظاہر ہو گئیں اُن پر اُن کی شرم گاہیں
وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؕ	اور لگ گئے دونوں ڈالنے اپنے اوپر جنت کے پتے
وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ	اور پکارا اُنہیں اُن کے رب نے
اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ	کیا نہیں روکا تھا میں نے تمہیں اُس درخت سے
وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۲﴾	اور کیا نہیں کہا تھا تم سے کہ بے شک شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے؟

یہ آیات اُس آزمائش کا ذکر کر رہی ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا سلام علیہا کو جنت میں گزارا۔ اُنہیں جنت میں سب کچھ کھانے کی اجازت دی سوائے ایک درخت کے پھل کے۔ ابلیس نے بڑے فریب سے سبز باغ دکھا کر اُن دونوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے برعکس ممنوعہ درخت کا پھل کھانے پر مائل کیا۔ اُن سے کہا کہ اگر تم اِس درخت کا پھل کھالو گے تو پھر فرشتے بن جاؤ گے اور ہمیشہ اِس جنت میں رہو گے۔ وہ دونوں وقتی طور پر اللہ تعالیٰ کا حکم بھول گئے اور ممنوعہ درخت کا پھل کھا بیٹھے۔ پھل کھانے کی وجہ سے اُن دونوں کا جنتی لباس چھن گیا۔ شرم و حیا کا جذبہ انسانی فطرت میں داخل ہے، لہٰذا دونوں کو فوری طور پر کچھ نہ ملا تو جنت کے درختوں کے پتوں ہی سے اپنے مقاماتِ ستر کو چھپانا شروع کر دیا۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ نے اُنہیں توجہ دلائی کہ تم دونوں نے کیوں میرے حکم کے خلاف اپنے کھلے دشمن شیطان کی بات مانی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شیطان اور اُس کے چیلوں کے حملوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین! وہ بدبخت ہر دور میں یہ کوشش کرتے ہیں کہ انسان میں فطری طور پر موجود شرم و

حیا کے جذبہ کو کمزور کریں، عریانی و فحاشی کے کام اُس کے لیے خوشنما بنا کر اُسے جنسی آوارگی میں مبتلا کر دیں اور اِس طرح اُسے ایمان و تقویٰ کی سعادتوں سے محروم کر دیں۔

آیات ۲۳ تا ۲۵

اپنی خطا کا اعتراف کر لینا آدمیت ہے

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا	حضرت آدمؑ اور اُن کی زوجہ نے عرض کیا اے ہمارے رب! ہم نے ظلم کیا اپنی جانوں پر
وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا	اور اگر تو نے بخشش نہ فرمائی ہماری
وَ تَرْحَمْنَا	اور رحم نہ کیا ہم پر
لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾	تو ضرور ہم ہو جائیں گے خسارہ پانے والوں میں سے
قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ	فرمایا اللہ نے نیچے اُتر جاؤ تم میں سے کچھ دوسروں کے دشمن ہوں گے
وَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ	اور تمہارے لیے زمین میں ٹھکانا ہے
وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۲۴﴾	اور فائدہ اٹھانا ہے ایک وقت تک۔
قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ	(مزید) فرمایا اِسی زمین میں تم زندہ رہو گے
وَ فِيْهَا تَمُوْتُوْنَ	اور اِسی میں مرو گے
ع ۲ ۱۵ وَ مِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴿۲۵﴾ ع	اور اِسی سے تم نکالے جاؤ گے۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ جیسے ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ اور اماں حوا سلام علیہا کو ممنوعہ درخت کا پھل کھانے کے معاملے پر متوجہ کیا، اُنہوں نے فوراً اپنے کیے پر اظہارِ ندامت کیا اور اللہ تعالیٰ سے بخشش و رحمت کا سوال کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی توبہ قبول فرما کر اُنہیں خلافت کے منصب کے ساتھ زمین پر اترنے کا حکم دیا۔ گویا یہ شبہ غلط ہے کہ حضرت آدمؑ کو جنت سے اتر جانے کا حکم سزا کے طور پر دیا گیا تھا۔ اِن آیات میں مزید رہ نمائی دی گئی کہ جس طرح ابلیس نے جنت میں حضرت آدمؑ کو اللہ کے حکم پر عمل سے روکا، اِسی طرح وہ زمین پر بھی انسان کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف مائل کرے گا۔ یہ ایک امتحان ہوگا جس میں وہی لوگ کامیاب ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہدایت کی پیروی کریں گے۔

آدمیت اور ابلیسیت کا فرق:

سورۂ اعراف کی آیات ۱۱ تا ۲۳ میں اللہ تعالیٰ نے آدمیت اور شیطنت کا فرق بڑے عمدہ پیرائے میں واضح فرمایا ہے :

۱۔ حضرت آدمؑ کو اللہ تعالیٰ نے عظمت و بڑائی کا مقام عطا فرمایا جب کہ ابلیس نے خود سے بڑائی کا اظہار کیا۔

۲۔ حضرت آدمؑ نے اعلیٰ مقام کے حصول کی خواہش کے تحت اور بھول کر خطا کی جب کہ ابلیس نے نفسانی خواہش کی وجہ سے اور جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔

۳۔ حضرت آدمؑ سے خطا کروائی گئی جب کہ ابلیس نے خود سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔

۴۔ حضرت آدمؑ نے خطا کی ذمہ داری خود قبول کی جب کہ ابلیس نے اِس کے لیے اللہ تعالیٰ کو موردِ الزام ٹھہرایا۔

۵۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے نافرمانی پر جب باز پرس کی تو اُس نے اپنی نافرمانی کا جواز پیش کیا جب کہ حضرت آدمؑ کو جب اللہ تعالیٰ نے متوجہ فرمایا تو فوراً اپنی خطا تسلیم کر کے اللہ تعالیٰ سے بخشش اور رحمت کی التجا کی۔

آیت ۲۶

لباس میں تقویٰ اختیار کرو

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ	اے بنی آدمؑ! بے شک ہم نے نازل کر دیا ہے تمہارے لیے وہ لباس جو ڈھانپتا ہے تمہاری شرم گاہوں کو اور

سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ؕ	باعثِ زینت ہے
وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ؕ	اور پرہیزگاری کا لباس! وہ سب سے بہتر ہے
ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ	یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے
لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝	تاکہ وہ نصیحت قبول کریں۔

یہ آیات اللہ تعالیٰ کی ایک نشانی یعنی لباس کی نعمت کا ذکر کر رہی ہیں۔ ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایسا لباس پیدا فرمایا ہے جو تمہارے ستر کو پوشیدہ رکھتا ہے اور تمہارے لیے زیب و زینت کا بھی باعث ہے۔ اِس لباس میں تقویٰ کا رنگ نظر آنا چاہیے یعنی:

۱۔ لباس پورے ستر کو چھپانے والا ہو۔

۲۔ ایسا باریک نہ ہو کہ جسم نظر آئے۔

۳۔ اتنا چُست نہ ہو کہ اعضائے جسمانی نمایاں ہو رہے ہوں۔

۴۔ خود نمائی کے لیے لباس میں اسراف نہ ہو۔

۵۔ لباس میں تکبر کا اظہار نہ ہو۔

۶۔ مرد عورتوں کا سا اور عورتیں مردوں کا سا لباس نہ پہنیں۔

۷۔ مرد خالص ریشمی لباس سے اجتناب کریں۔

۸۔ اپنا لباس ترک کر کے کسی اور قوم کا لباس نہ پہنا جائے۔ اِس سے نہ صرف قومی تشخص مجروح ہوتا ہے بلکہ یہ مرعوب اور غلامانہ ذہنیت کا مظہر ہے۔

ظاہری لباس میں مذکورہ بالا امور کے ساتھ ساتھ تقویٰ کے لباس سے مراد یہ بھی ہے کہ انسان کی ایک ایک عادت ایسی ہونی

چاہیے جس سے تقویٰ کا رنگ جھلکتا ہو۔ایمان، حیا، نیک اعمال اور نیک خصلتیں یہ سب تقویٰ کی علامات ہیں۔

آیت ۲۷

بے حیائی پھیلانے والے شیطان کے ایجنٹ ہیں

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ	اے بنی آدم ! کہیں فتنہ میں نہ ڈال دے تمہیں شیطان
كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ	جیسے نکلوایا اُس نے تمہارے ماں باپ کو جنت میں سے
يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا	وہ اُتارتا تھا اُن دونوں سے اُن کا لباس
لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ؕ	تاکہ دکھلادے اُنہیں اُن کے پردہ کی جگہیں
اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَ قَبِيْلُهٗ	بے شک دیکھتا ہے تمہیں وہ اور اُس کا قبیلہ
مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ	وہاں سے جہاں سے تم نہیں دیکھتے اُنہیں
اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۷﴾	بے شک ہم نے بنادیا ہے شیطانوں کو دوست اُن کا جو ایمان نہیں رکھتے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے خبردار فرمایا کہ اے نسلِ آدم جس طرح ابلیس نے جنت میں تمہارے والدین کا لباس اتروایا تھا کہیں وہ اِس دنیا میں تمہیں بھی عریانی اور فحاشی میں مبتلا نہ کردے۔ شیطانی قوتیں ہر دور میں انسانوں کو بے حیا کرنے پر تلی رہتی ہیں۔اِن قوتوں میں جنات بھی ہیں جو ہمیں نظر نہیں آتے اور ایسے انسان بھی ہیں جن کا اصل روپ ہمیں نظر نہیں آتا۔ فن کاروں، گلوکاروں، موسیقاروں، شاعروں، مسخروں اور افسانہ نگاروں کی اکثریت بے حیائی و فحاشی پھیلانے میں سرگرم ہوتی ہے لیکن ہم اُنہیں تفریح کا سامان کرنے والے خیر خواہ کے طور پر دیکھ رہے ہوتے ہیں۔

آیت ۲۸

بے حیائی پھیلانے کے لیے بظاہر خوشنما جواز

وَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً	اور جب بھی وہ کرتے ہیں کوئی بے حیائی کا کام
قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا	کہتے ہیں ہم نے پایا ایسا ہی کرتے ہوئے اپنے باپ دادا کو
وَ اللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ؕ	اور اللہ نے حکم دیا ہے ہمیں اِس کا
قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ	اے نبیؐ! فرمایئے بے شک اللہ حکم نہیں دیتا بے حیائی کا
اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾	کیا تم کہتے ہو اللہ کے بارے میں وہ بات جو تم نہیں جانتے؟

دورِ نبوی ﷺ میں شیطان کے ایجنٹ مشرکینِ مکہ برہنہ ہو کر طواف کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے باپ دادا کو اس کا حکم دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ وہ ہرگز بے حیائی کا حکم نہیں دیتا۔ آج بھی گمراہ ملنگ لباس کو ایک تکلف قرار دے کر برہنہ رہنے کو اعلیٰ درجہ کی نیکی قرار دیتے ہیں۔ دوسری طرف مغربی تہذیب سے مرعوب عناصر بے حیائی کو کلچر اور فیشن کے نام پر فروغ دے رہے ہیں۔ اُن کے نزدیک مخلوط معاشرت کو رواج دینا اور عورت کو شرم و حیا سے محروم کر کے نیم برہنہ حالت میں گھر سے باہر لے آنے کا نام ہی ترقی ہے۔

آیات ۲۹ تا ۳۰

اللہ تعالیٰ عدل کا حکم دیتا ہے

قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۫	اے نبیؐ! فرمایئے حکم دیا ہے میرے رب نے عدل کا

وَ اَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ	اور سیدھا کرو اپنے رخ کو ہر نماز کے وقت
وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ	اور پکارو اللہ کو خالص کرتے ہوئے اُس کے لیے اپنی اطاعت کو
كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ﴿۲۹﴾	جس طرح اُس نے پہلے پیدا کیا تھا تمہیں، تم دوبارہ پیدا ہوگے۔
فَرِيْقًا هَدٰى	ایک گروہ کو اللہ نے ہدایت دی
وَ فَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ	اور ایک گروہ ہے کہ لازم ہو گئی اُن پر گمراہی
اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	(اِس لیے کہ) بے شک اُنہوں نے بنالیا شیطانوں کو دوست اللہ کو چھوڑ کر
وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۰﴾	اور وہ سمجھتے ہیں کہ بے شک وہ ہدایت یافتہ ہیں۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ عدل کا حکم دیتا ہے۔ بے حیائی عدل کی ضد ہے کیوں کہ یہ انسانیت پر ظلم کرتی ہے اور انسانوں کو حیوان بنا دیتی ہے۔ ایک بے حیا انسان جنسِ مخالف پر ڈورے ڈال کر اُس کے خاندان پر ظلم کرتا ہے۔ کسی اور کی طرف مائل ہونے کی وجہ سے شوہر اور بیوی کا تعلق کمزور ہوتا ہے اور اولاد پر اُس کے منفی اثرات ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عبادات کے دوران لباس اتارنے کا نہیں بلکہ خشوع و خضوع اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے۔ جیسے آج تم نماز کے دوران اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہوتے ہو ایسے ہی روزِ قیامت بھی کھڑا ہونا پڑے گا۔ وہاں فیصلہ ہوگا کون ہدایت پر ہے اور کون گمراہ؟ گمراہ وہی ہوں گے جنہوں نے شیطانوں کو دوست بنایا اور اُن کی پیروی کی اور اپنی اِس گمراہی کو ہدایت سمجھتے رہے۔

آیات ۳۱ تا ۳۲

رہبانیت اور ترکِ دنیا کی نفی

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ	اے اولادِ آدمؑ!
خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ	اختیار کرو اپنی زیب و زینت ہر نماز کے وقت
وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ	کھاؤ اور پیو اور (رزق) ضائع نہ کرو
ع اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾	بے شک اللہ (رزق) ضائع کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا
قُلْ	اے نبیؐ! فرمایئے
مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ	کس نے حرام کیا اللہ کی زینت کو جو پیدا کی اُس نے اپنے بندوں کے لیے؟
وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ	اور (کس نے حرام کر دیں) پاکیزہ چیزیں رزق میں سے؟
قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	فرمایئے یہ چیزیں اُن کے لیے جو ایمان لائے دنیا کی زندگی میں (بھی) ہیں
خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ	خالص اُنہی کے لیے ہوں گی روزِ قیامت
كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾	اِسی طرح ہم واضح کرتے ہیں آیات اُن کے لیے جو جاننا چاہیں۔

یہ آیات رہبانیت اور ترکِ دنیا کی نفی کر رہی ہیں۔ ارشاد ہوا کہ جو بھی زیب و زینت کی اشیاء اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہیں اور جو بھی پاکیزہ رزق اُس نے بندوں کو عطا کیا ہے وہ ہر گز حرام نہیں۔ جائز ذرائع سے اُن سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ خاص طور پر نماز کے

وقت تو ضروری ہے کہ اچھے سے اچھا لباس زیب تن کیا جائے اور زیب و زینت اختیار کی جائے تاکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اہتمام کے ساتھ حاضری ہو۔ البتہ ہر طرح کا اسراف یعنی نعمتوں کو ضائع کرنا منع ہے۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں نافرمانوں کو بھی دے رہا ہے، شاید اُنہیں کسی وقت اپنی احسان فراموشی پر شرم آئے اور وہ نافرمانیوں سے باز آجائیں۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو سن لیں کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں صرف اور صرف فرماں برداروں کو ہی عطا فرمائے گا۔

آیت ۳۳

اللہ تعالیٰ نے کیا کیا حرام کیا ہے؟

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ	اے نبیؐ! فرمایئے بے شک حرام کر دیا ہے میرے رب نے سب ہی بے حیائیوں کو
مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ	جو ظاہر ہیں اُن میں سے اور جو چھپی ہیں
وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ	اور (حرام کر دیا ہے) گناہ کو اور ناحق زیادتی کو
وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ	اور یہ کہ تم شریک ٹھہراؤ اللہ کے ساتھ
مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا	نہیں اتاری جس کے لیے اُس نے کوئی دلیل
وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾	اور یہ کہ تم کہو اللہ کے بارے میں وہ بات جو تم نہیں جانتے۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بے حیائی کی ہر صورت کو خواہ وہ ظاہر ہو یا پوشیدہ حرام قرار دیا ہے۔ پوشیدہ بے حیائی سے مراد ہے فحش باتوں کے بارے میں سوچنا، نظروں کی خیانت، تنہائی میں فحش حرکات، ذو معنی بات جس کا ایک معنی فحش مفہوم رکھتا ہو، کسی کی منکوحہ سے نکاح، طلاقِ مغلظ کے باوجود سابقہ بیوی کے ساتھ رہنا وغیرہ۔ بے حیائی کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی زیادتی، گناہ، شرک اور اللہ تعالیٰ کی طرف بے سند باتیں منسوب کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔

آیت ۳۴

ہر قوم پر زوال آئے گا

وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ	اور ہر امت کے لیے ایک وقت مقرر ہے
فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ	سو جب آ جائے گا اُن کا مقررہ وقت
لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً	تو نہ وہ پیچھے رہ سکتے ہیں ایک گھڑی
وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۴﴾	اور نہ وہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اِس حقیقت سے آگاہ فرمایا کہ ہر قوم کے لیے ایک مہلتِ عمل ہے۔ جب تک ایک قوم کے افراد میں اچھی صفات کا غلبہ رہتا ہے اُن کی حفاظت کی جاتی ہے۔ البتہ جب بری صفات کا زور ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ چھوٹے عذابوں کے ذریعہ اُنہیں جھٹکے دیتا ہے تاکہ توبہ کر لیں۔ البتہ جب وہ حد سے گزر جاتے ہیں تو پھر اُنہیں مزید کوئی مہلت نہیں دی جاتی، بقول اقبال ۔

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیرِ امم کیا ہے؟
شمشیر و سناں اوّل، طاؤس و رباب آخر

اب اُن پر زوال آ کر رہتا ہے جسے کوئی نہیں ٹال سکتا۔ خیر اِسی میں ہے کہ مہلت سے فائدہ اٹھا کر نیکیاں کی جائیں اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کی جائے۔

آیات ۳۵ تا ۳۶

کامیابی اور ناکامی کے راستے

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ	اے اولادِ آدم! اگر آ جائیں تمہارے پاس رسول تمہی میں سے

يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ	وہ بیان کریں تم پر میری آیات
فَمَنِ اتَّقٰى وَ اَصْلَحَ	تو جو بچا اللہ کی نافرمانی سے اور اُس نے کی اپنی اصلاح
فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۵﴾	تو نہیں ہوگا کوئی خوف اُن پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔
وَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا	اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو
وَ اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ	اور تکبر کیا اُنہیں قبول کرنے سے
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ	وہ جہنم والے ہیں
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۶﴾	وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ ہم نے نسلِ آدم کو دنیا میں امتحان کے لیے بھیجا ہے۔اِس امتحان میں کامیابی کی راہ دکھانے کے لیے ہم رسولؑ بھیجتے رہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام لوگوں کو سناتے رہے۔اب جو لوگ اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق زندگی بسر کریں گے وہ ہر غم اور دکھ سے نجات پا جائیں گے۔اِس کے برعکس جو لوگ اللہ تعالیٰ کے احکام سے رُخ موڑیں گے اور سرکشی کریں گے، وہ ہمیشہ ہمیش کے عذاب سے دوچار ہوں گے۔

آیات ۳۷ تا ۳۹

گمراہی پھیلانے کا برا انجام

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا	پس کون زیادہ ظالم ہے اُس سے جو گھڑتا ہے اللہ پر جھوٹ؟
اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ	یا جھٹلائے اُس کی آیات کو
اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ؕ	یہ وہ لوگ ہیں پہنچے گا جنہیں اُن کا حصہ (تقدیر کے) لکھے

	ہوئے میں سے
حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا	یہاں تک کہ جب آئیں گے اُن کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے)
يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ	قبض کریں گے اُن کی جانیں
قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ	کہیں گے کہاں ہیں وہ جن کو تم پکارتے تھے اللہ کے سوا؟
قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا	جواب دیں گے وہ گم ہو گئے ہم سے
وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ	اور گواہی دیں گے اپنے خلاف
اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾	کہ وہ کافر تھے۔
قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِى النَّارِ ؕ	فرمائے گا اللہ داخل ہو جاؤ (ہمراہ) اُن امتوں کے جو گزر چکی ہیں تم سے پہلے جنوں اور انسانوں کی جہنم میں
كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ	جب بھی داخل ہو گی کوئی جماعت
لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ	وہ لعنت بھیجے گی اپنی ساتھ والی جماعت پر
حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ	یہاں تک کہ جب آملیں گی اُس میں سب جماعتیں
قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ	کہے گی اُن میں سے بعد والی جماعت اپنے سے پہلی جماعت کے متعلق
رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا	اے ہمارے رب! اِنہوں نے گمراہ کیا تھا ہمیں

فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ؕ	پس دے اِن کو دُگنا عذاب آگ میں سے
قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ	فرمائے گا اللہ ہر ایک کے لیے دُگنا عذاب ہے
وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾	اور لیکن تم نہیں جانتے۔
وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ	اور کہے گی اُن میں سے پہلی جماعت اپنے سے بعد والی جماعت سے
فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ	پس نہیں ہے تمہارے لیے ہم پر کوئی فضیلت
فَذُوْقُوا الْعَذَابَ	سو چکھو عذاب
بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۳۹﴾ ع ۴	اُس کی وجہ سے جو تم کمایا کرتے تھے۔

یہ آیات خبردار کر رہی ہیں کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہدایت سے رُخ پھیر لیتے ہیں اُن کی موت انتہائی حسرت ناک ہوتی ہے۔ فرشتے پوچھتے ہیں کہ کہاں ہیں وہ تمہارے معبود جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے تھے۔ وہ اعتراف کریں گے کہ اِس وقت کوئی ہماری مدد کے لیے موجود نہیں۔ روزِ قیامت اِن بد نصیبوں کو جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے فریاد کریں گے کہ ہمیں ہمارے باپ دادا نے گمراہ کیا تھا لہٰذا اُنہیں دُگنا عذاب دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہر ایک کے لیے دُگنا عذاب ہوگا۔ اِس لیے کہ تم نے بھی اپنی اولادوں کو اِسی طرح گمراہ کیا جیسے تمہارے باپ دادا نے تمہیں گمراہ کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اِس بات کی وضاحت یوں بیان فرمائی:

مَنْ دَعَا اِلٰى ضَلَالَةٍ، كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ تَبِعَهٗ، لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اٰثَامِهِمْ شَيْئًا (مسلم)

"جس نے کسی گمراہی کی طرف بلایا تو اُس پر اُن سب لوگوں کے گناہ کی ذمہ داری عائد ہوگی جنہوں نے اُس گمراہی کی پیروی کی، بغیر اِس کے کہ خود اُن پیروی کرنے والوں کے گناہوں میں کوئی کمی ہو۔"

آیات ۴۰ تا ۴۱

سرکش کبھی بھی جنت میں داخل نہ ہو سکیں گے

اِنَّ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا	بے شک جن لوگوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو
وَ اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا	اور تکبر کیا انہیں قبول کرنے سے
لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ	نہ کھولے جائیں گے اُن کے لیے آسمان کے دروازے
وَ لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ	اور نہ ہی وہ داخل ہوں گے جنت میں
حَتّٰى یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ ؕ	یہاں تک کہ داخل ہو جائے اُونٹ سوئی کے ناکے میں
وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُجْرِمِیْنَ ۝۴۰	اور اِسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں مجرموں کو۔
لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ	اُن کے لیے جہنم کا بچھونا ہوگا
وَّ مِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ	اور اُسی کا اُن پر اوڑھنا ہوگا
وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ۝۴۱	اور اِسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں ظالموں کو۔

اِن آیات میں فرمایا گیا جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلایا اور تکبر کرتے ہوئے اُن سے رُخ پھیرا وہ اُس وقت تک جنت میں داخل نہ ہو سکیں گے جب تک اونٹ سوئی کے ناکے میں سے گزر نہ جائے۔ یہ عربی زبان کا محاورہ ہے جو کسی ناممکن العمل بات کے موقع پر بولا جاتا ہے۔ گویا جس طرح اونٹ کا سوئی کے ناکے میں داخل ہونا ناممکن ہے اِسی طرح سرکشوں کا جنت میں داخل ہونا ناممکن ہے۔ جہنم اُن کا ٹھکانا ہوگا جہاں آگ نے اوپر اور نیچے سے اُنہیں ڈھانپ رکھا ہوگا۔ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ۔ اے اللہ! محفوظ فرما ہمیں جہنم کی آگ سے۔ آمین!

آیات ۴۲ تا ۴۳

جنت عمل کی وجہ سے عطا کی جائے گی

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اور وہ لوگ جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور اُنھوں نے عمل کیے اچھے
لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۫	ہم ذمہ داری نہیں ڈالتے کسی جان پر مگر اُس کی صلاحیت کے مطابق
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ	وہی جنت والے ہیں
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۴۲﴾	وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں
وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ	اور ہم نکال دیں گے جو بھی اُن کے سینوں میں رنجش ہے
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ	بہتی ہوں گی اُن کے نیچے سے نہریں
وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۫	اور وہ کہیں گے کہ کل شکر اللہ کے لیے ہے جس نے راہ دکھائی ہمیں اِس جنت کی
وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ	اور ہم نہ ہوتے کہ ہدایت پاتے اگر نہ ہدایت دیتا ہمیں اللہ
لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ	یقیناً لائے تھے ہمارے رب کے رسولؑ حق
وَنُوْدُوْٓا	اور اُنہیں پکار کر کہا جائے گا

اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا	کہ یہی وہ جنت ہے، تم وارث بنائے گئے ہو جس کے
بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾	اِس وجہ سے جو تم عمل کیا کرتے تھے۔

یہ آیات اہلِ جنت کا ذکر کر رہی ہیں۔ دنیا میں کسی اختلاف، کسی واقعہ یا کسی بات کی وجہ سے اگر اُن کے درمیان باہمی رنجش پیدا ہو گئی تھی تو اللہ تعالیٰ اُسے نکال دے گا۔ وہ ایسے باغوں میں نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے جن کے دامن میں نہریں بہتی ہوں گی۔ وہ عرض کریں گے کہ کل شکر اللہ تعالیٰ کا ہے جس نے ہمیں ہدایت دی اور نیکی کی راہ پر چلا کر جنت تک پہنچایا۔ جواب میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ تمہیں جنت تمہارے اعمال کی وجہ سے عطا کی گئی ہے۔

جنت تری پنہاں ہے تیرے خونِ جگر میں
اے پیکرِ گل کوششِ پیہم کی جزا دیکھ

آیات ۴۴ تا ۴۵

اہلِ جنت کی اہلِ جہنم سے گفتگو

وَ نَادٰۤى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ	اور پکاریں گے جنت والے جہنم والوں کو
اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا	کہ یقیناً ہم نے تو پالیا اُسے جو وعدہ کیا تھا ہم سے ہمارے رب نے سچا
فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؕ	تو کیا تم نے بھی پایا اُسے جو وعدہ کیا تھا تمہارے رب نے سچا؟
قَالُوْا نَعَمْ ۚ	وہ لوگ کہیں گے ہاں
فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ	پھر اعلان کرے گا ایک اعلان کرنے والا اُن کے درمیان
اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾	یہ کہ لعنت ہے اللہ کی ظالموں پر۔

الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	وہ جو روکتے تھے اللہ کی راہ سے
وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ	اور ڈھونڈتے تھے اُس میں عیب
وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ۝۴۵	اور وہ آخرت کا انکار کرنے والے تھے۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ جب جنتی اور جہنمی اپنے اپنے مقام پر پہنچ جائیں گے تو اُن کے درمیان مکالمہ ہوگا۔ جنتی پوچھیں گے جہنمیوں سے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے جو انعامات کا وعدہ کیا تھا وہ سچ ثابت ہوا۔ اب بتاؤ تمہارے لیے جس عذاب کی وعید تھی وہ پوری ہوئی یا نہیں؟ جہنمی کہیں گے ہاں۔ ایسے میں ایک پکارنے والا کہے گا کہ ایسے ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت واقع ہو چکی ہے جو دوسروں کو اللہ تعالیٰ کی طرف آنے سے روکتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر اعتراضات کرتے تھے۔ اِن بد نصیبوں کو آخرت کے حساب کتاب کا یقین ہی نہیں تھا۔

آیات ۴۶ تا ۴۹

اصحابِ اعراف کا تذکرہ

وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ	اور جنتیوں اور جہنمیوں کے درمیان ایک اوٹ ہوگی
وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمٰهُمْ ۚ	اور اوٹ کی بلندیوں پر کچھ مرد ہوں گے جو پہچانتے ہوں گے سب کو اُن کی صورتوں سے
وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ	اور وہ پکاریں گے جنت والوں کو
اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ	کہ سلامتی ہو تم پر
لَمْ يَدْخُلُوْهَا	وہ ابھی داخل نہیں ہوئے ہوں گے جنت میں
وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ۝۴۶	اور وہ اُس کی امید رکھتے ہوں گے۔

وَ اِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ	اور جب پھیری جائیں گی اُن کی نگاہیں جہنم والوں کی طرف
قَالُوْا رَبَّنَا	(تو) کہیں گے اے ہمارے رب!
ع ۱۲ لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٧﴾	مت شامل کیجیے گا ہمیں ظالم قوم کے ساتھ۔
وَ نَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا	اور پکاریں گے بلندیوں والے اُن مردوں کو (جہنمیوں میں سے)
يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ	وہ پہچانتے ہوں گے جنہیں اُن کی صورتوں سے
قَالُوْا مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ	کہیں گے کام نہ آئی تمہیں تمہاری جماعت
وَ مَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٤٨﴾	اور وہ جس پر تم تکبر کیا کرتے تھے۔
اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ	کیا یہ جنتی ہیں جن کے بارے میں تم قسمیں کھاتے تھے
لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ	نہیں پہنچائے گا اُن تک اللہ رحمت
اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ	(اُنہیں تو حکم مل گیا ہے) داخل ہو جاؤ جنت میں
لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ	نہیں ہے کوئی خوف تم پر
وَ لَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿٤٩﴾	اور نہ ہی تم غمگین ہوگے۔

جنت اور جہنم کے درمیان کچھ لوگ ہوں گے جو اصحابِ اعراف کہلائیں گے۔اِن کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ایک قول یہ ہے کہ وہ بعض گناہوں کی وجہ سے جنت میں داخلہ سے محروم ہوں گے۔البتہ بعض نیکیوں کی وجہ سے جہنم میں گرنے سے بھی محفوظ ہوں گے۔وہ جنتیوں کو دیکھ کر سلام پیش کریں گے۔جب اُن کی نگاہیں جہنمیوں کی طرف پھیری جائیں گی تو وہ اُنہیں اُن

کے جرائم پر ملامت کریں گے۔ بعد ازاں نبی اکرم ﷺ کی دعائے شفاعت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ظہور کی وجہ سے اصحابِ اعراف بھی جنت میں داخل کر دیے جائیں گے۔

آیات ۵۰ تا ۵۲

اہلِ جہنم کی اہلِ جنت سے گفتگو

وَ نَادٰۤی اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ	اور پکاریں گے جہنم والے جنت والوں کو
اَنْ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ	کہ بہاؤ ہم پر کچھ پانی
اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ	یا اُس میں سے جو رزق دیا ہے تمہیں اللہ نے
قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ۙ﴿۵۰﴾	جنتی کہیں گے کہ بے شک اللہ نے حرام کر دی ہیں یہ دونوں چیزیں کافروں پر۔
الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَهْوًا وَّ لَعِبًا	جنہوں نے بنالیا تھا اپنے دین کو تماشا اور کھیل
وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا ۚ	اور دھوکے میں ڈال دیا تھا انہیں دنیا کی زندگی نے
فَالْیَوْمَ نَنْسٰىهُمْ	سو آج ہم فراموش کر دیں گے انہیں
كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ یَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ	جیسے اُنہوں نے بھلا دیا تھا اِس دن کی ملاقات کو
وَ مَا كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ ﴿۵۱﴾	اور جیسے وہ ہماری آیات کا انکار کیا کرتے تھے۔
وَ لَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ	اور یقیناً لائے تھے ہم اُن کے پاس ایک کتاب
فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ	ہم نے واضح کر دیا تھا جسے علم کی بنیاد پر

هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾	وہ ہدایت اور رحمت تھی اُن کے لیے جو ایمان رکھتے تھے۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ جہنمی، جنتیوں سے درخواست کریں گے کہ ہم پر جنت سے کچھ پانی اور دیگر نعمتیں پھینک دو۔ جنتی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نعمتیں کافروں پر حرام کر دی ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دین کو مذاق سمجھا اور دنیا کی زندگی کے دھوکے میں پڑ گئے۔ اُنہیں عیش میں نہ یادِ خدا رہی اور نہ آخرت کا حساب کتاب۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں یاد دہانی کے لیے کتابِ ہدایت و رحمت بھیجی لیکن اُنہوں نے اِس کی تعلیمات کو بھی بھلا دیا۔ اب آخرت میں اللہ تعالیٰ بھی اُنہیں فراموش کر دے گا۔ وہ بھوکے اور پیاسے جہنم کی آگ میں جلتے رہیں گے۔

آیت ۵۳

روزِ قیامت غافلین کی حسرت

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ	وہ کس چیز کا انتظار کر رہے ہیں سوائے اِس (کتاب) کے (بیان کردہ) انجام کے؟
يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ	جس روز آ جائے گا اِس کا انجام
يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ	کہیں گے وہ جنہوں نے بھلا رکھا تھا اِسے پہلے
قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ	یقیناً لائے تھے ہمارے رب کے رسولؑ حق
فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ	تو کیا ہیں ہمارے کوئی سفارش کرنے والے
فَيَشْفَعُوْا لَنَآ	پھر جو سفارش کریں ہمارے لیے؟
اَوْ نُرَدُّ	یا ہمیں واپس بھیج دیا جائے
فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ	سو ہم عمل کریں اُس کے برعکس جو ہم کیا کرتے تھے

قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ	یقیناً اُنہوں نے خسارے میں ڈالا اپنے آپ کو
وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ع ۱۳	اور کھو گیا اُن سے وہ سب جو وہ جھوٹ گھڑا کرتے تھے۔

اِس آیت میں جھنجھوڑنے کے انداز میں غافلین سے پوچھا گیا کہ اب وہ کس وقت کا انتظار کر رہے ہیں؟ کیا اُس آخرت کے آنے کا جس میں غافلین کے برے انجام سے اللہ کی کتاب میں خبردار کر دیا گیا ہے۔ جب وہ انجام سامنے آئے گا تو غافلین حسرت سے اعتراف کریں گے کہ رسولوں ؑ نے ہم تک حق پہنچا دیا تھا لیکن ہم ہی نے حق کو فراموش کیے رکھا۔ اب وہ تمنا کریں گے کہ کاش کوئی آکر ہماری سفارش کر دے یا ہمیں دنیا میں دوبارہ بھیج دیا جائے تاکہ ہم اپنے جرائم کی تلافی کر سکیں۔ اُن بدنصیبوں کی یہ تمنائیں پوری نہ ہو سکیں گی۔

آیت ۵۴

حقیقی رب صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ	بلاشبہ تمہارا رب اللہ ہے جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں
ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ	پھر وہ بیٹھا تختِ حکومت پر
يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ	ڈھانپ لیتا ہے رات سے دن کو
يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا	دن پیچھے آتا ہے اُس کے تیزی سے
وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ	اور (بنائے) سورج اور چاند اور ستارے جو پابند کیے گئے ہیں اُس کے حکم کے
اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ	سن لو! تخلیق بھی اُسی کی ہے اور حکم بھی اُسی کا چلتا ہے

تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۴﴾	بڑی برکت والا ہے اللہ جو رب ہے تمام جہانوں کا۔

اِس آیت میں واضح کیا گیا کہ تمام جہانوں کا حقیقی رب اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے چھ مراحل میں آسمان و زمین پیدا کیے۔ اُسی نے سورج، چاند اور ستاروں کو انسانوں کی خدمت میں لگا دیا۔ انسانوں کی سہولت کے لیے رات اور دن کا باقاعدہ نظام بنا دیا۔ وہ کائنات کا خالق ہی نہیں حاکم بھی ہے۔ پوری کائنات اُس نے بنائی ہے اور ہر شے اُسی کے حکم اور تدبیر سے کام کر رہی ہے۔ بلاشبہ اُس کی ذات بڑی برکتوں والی ہے۔ اُس کی خوبیوں اور بھلائیوں کی کوئی حد نہیں اور بے حساب بھلائیاں اُس کی ذات سے پھیل رہی ہیں۔

آیات ۵۵ تا ۵۶

دعا کے آداب

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ	دعا کرو اپنے رب سے گڑگڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے
اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۵۵﴾	بے شک وہ پسند نہیں کرتا حد سے گزرنے والوں کو۔
وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا	اور نہ فساد پھیلاؤ زمین میں اُس کی اِصلاح کے بعد
وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۚ	اور دعا کرو اللہ سے ڈرتے ہوئے اور اُمید رکھتے ہوئے
اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾	بے شک اللہ کی رحمت قریب ہے نیکی کرنے والوں کے۔

اِن آیات میں فرمایا گیا کہ دعا صرف اور صرف ربِ حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ ہی سے کرنی چاہیے۔ دعا کے آداب یہ ہیں:

۱۔ دعا بڑی عاجزی، رقت، انکساری اور اپنی بے بسی و لاچاری کے اعتراف کے ساتھ مانگی جائے۔

۲۔ افضل یہ ہے کہ دعا تنہائی میں کی جائے۔ دعا چپکے چپکے کی جائے یعنی بلند آواز سے نہ کی جائے۔ بلند آواز سے دعا میں ریاکاری کا امکان پیدا ہو جاتا ہے۔

۳۔ دعا میں زیادتی نہ ہو یعنی کسی کے خلاف بددعا نہ کی جائے، ایسی شے نہ مانگی جائے جس سے دوسروں کا نقصان ہو، لغو اور

ناجائز شے کے لیے دعا نہ کی جائے، اونچی آواز سے دعا نہ کی جائے، تکلف اور تصنع کا اسلوب اختیار نہ کیا جائے وغیرہ وغیرہ۔

۴۔ جس طرح ہم چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعا قبول فرمائے اِسی طرح ہمیں بھی اُس کے احکام پر عمل کرنا چاہیے۔ اُس کی نافرمانی کر کے زمین میں فساد برپا نہیں کرنا چاہیے۔

دعا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا رعب اور خوف انسان پر طاری ہو۔ ڈر ہو کہ شاید میرے گناہوں کی وجہ سے دعا قبول نہ ہو۔ البتہ اِس کے ساتھ ساتھ اُس کی رحمت سے دعا کی قبولیت کی امید بھی برقرار رہے۔

آیات ۵۷ تا ۵۸

بارش میں ہدایت کا سامان

وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ	اور وہی اللہ ہے جو بھیجتا ہے ہواؤں کو خوشخبری بنا کر آگے آگے اپنی رحمت (بارش) کے
حَتّٰۤى اِذَاۤ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا	یہاں تک کہ جب وہ اُٹھالاتی ہیں بھاری بادل
سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ	ہم ہانک دیتے ہیں اُسے کسی مُردہ زمین کی طرف
فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ	پھر ہم نازل کرتے ہیں اُس سے پانی
فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ	پھر ہم نکالتے ہیں اُس کے ذریعہ ہر قسم کے پھل
كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى	اِسی طرح ہم نکالیں گے مُردوں کو
لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾	تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔
وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ	اور جو عمدہ (زرخیز) سرزمین ہے

يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ	نکلتی ہے اُس کی کھیتی اُس کے رب کے حکم سے
وَالَّذِيْ خَبُثَ	اور جو زمین نکمّی ہوئی
لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ؕ	نہیں نکلتی اُس سے مگر بے فائدہ چیز
كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ	اِسی طرح ہم پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں آیات
ع ۱۴ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ۝۵۸	اُن لوگوں کے لیے جو شکر کرتے ہیں۔

یہ آیات بیان کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہواؤں کے ذریعہ بھاری بھاری بادل بھیجتا ہے۔اِن بادلوں کے ذریعہ بارش برساتا ہے۔ بارش کے ذریعہ مُردہ زمین کو زندہ کر کے طرح طرح کے میوے پیدا فرماتا ہے۔اِس پورے عمل میں ہدایت کے دو پہلو ہیں:

۱۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے مُردہ زمین کو زندہ کیا،اِسی طرح وہ روزِ قیامت مُردہ انسانوں کو بھی دوبارہ زندہ کرے گا۔

۲۔ اچھی زمین پر بارش کے اثرات برگ و بار کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں اور نکمی زمین بارش کے اثرات سے محروم رہتی ہے۔اِسی طرح وحی کی نعمت سے نیک نیت انسان کے کردار میں محاسن و کمالات ظاہر ہوتے ہیں لیکن بدنیت انسان اِس نعمت کی سعادتوں سے محروم رہتا ہے۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

آیات ۵۹ تا ۶۴

قومِ نوح علیہ السلام کی داستان

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ	یقیناہم نے بھیجا نوحؑ کو اُن کی قوم کی طرف
فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ	تو اُنھوں نے کہا اے میری قوم! عبادت کرو اللہ کی

مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ	نہیں ہے تمہارے لیے کوئی معبود اُس کے سوا
اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۵۹﴾	بے شک میں ڈرتا ہوں تم پر ایک بہت بڑے دن کے عذاب سے۔
قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ	کہا سرداروں نے اُن کی قوم میں سے
اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۰﴾	بے شک ہم یقیناً دیکھتے ہیں تمہیں کھلی گمراہی میں۔
قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ	فرمایا نوحؑ نے اے میری قوم! نہیں ہوں میں کسی گمراہی میں
وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۱﴾	اور لیکن میں رسول ہوں تمام جہانوں کے رب کی طرف سے۔
اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ	میں پہنچاتا ہوں تمہیں پیغامات اپنے رب کے
وَ اَنْصَحُ لَكُمْ	اور خیر خواہی کرتا ہوں تمہاری
وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾	اور جانتا ہوں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جو تم نہیں جانتے۔
اَوَ عَجِبْتُمْ	اور کیا تم نے تعجب کیا
اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ	کہ آئی ہے تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے
عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ	ایک ایسے آدمی پر جو تم میں سے ہے
لِيُنْذِرَكُمْ	تاکہ وہ خبردار کرے تمہیں

وَ لِتَتَّقُوْا	اور تاکہ تم بچ سکو (عذاب سے)
وَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۶۳﴾	اور تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔
فَكَذَّبُوْهُ	پھر بھی اُنہوں نے جھٹلایا نوحؑ کو
فَاَنْجَيْنٰهُ	تو ہم نے بچالیا اُنہیں
وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ	اور اُن سب کو جو اُن کے ساتھ تھے کشتی میں
وَ اَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا	اور ہم نے غرق کر دیا اُن لوگوں کو جنہوں نے جھٹلایا تھا ہماری آیات کو
اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ﴿۶۴﴾ ع ۸ ۱۵	بے شک وہ تھے اندھے لوگ۔

اِن آیات میں حضرت نوحؑ کی قوم کی داستان کا بیان ہے۔ وہ قوم شرک کے جرم میں مبتلا تھی۔ حضرت نوحؑ نے کئی سو برس تک قوم کو دعوتِ توحید دی۔ قوم کے سرداروں نے اِس دعوت کو جھٹلا دیا، اعتراض کیا کہ ایک انسان کیسے اللہ کا رسول ہو سکتا ہے اور پھر حضرت نوحؑ کو گمراہ قرار دے کر اُن کی شان میں گستاخی بھی کی۔ قوم کی اکثریت نے اندھے بن کر سرداروں کی پیروی کی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ اور دیگر اہلِ ایمان کو ایک کشتی میں سوار ہونے کا حکم دیا۔ اِس کے بعد زوردار طوفان آیا۔ کشتی میں سوار افراد محفوظ رہے اور باقی تمام لوگ طوفان میں غرق ہو گئے۔

آیات ۶۵ تا ۶۹

حضرت ہود علیہ السلام کی اپنی قوم کے ساتھ کشمکش

وَ اِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا	اور (ہم نے بھیجا) قومِ عاد کی طرف اُن کے بھائی ہودؑ کو
قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ	اُنہوں نے کہا اے میری قوم! عبادت کرو اللہ کی

مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ	نہیں ہے تمہارے لیے کوئی معبود اُس کے سوا
اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۶۵﴾	تو کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟
قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ	کہا اُن سرداروں نے جنہوں نے کفر کیا اُن کی قوم میں سے
اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ	بے شک ہم یقیناً دیکھتے ہیں تمہیں حماقت میں
وَّ اِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۶﴾	اور بے شک ہم یقیناً گمان کرتے ہیں تمہیں جھوٹوں میں سے۔
قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ	فرمایا ہودؑ نے اے میری قوم! نہیں ہوں میں کسی حماقت میں
وَّ لٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۷﴾	اور لیکن میں رسول ہوں تمام جہانوں کے رب کی طرف سے
اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ	میں پہنچاتا ہوں تمہیں پیغامات اپنے رب کے
وَ اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ﴿۶۸﴾	اور میں تمہارے لیے قابلِ اعتماد خیر خواہ ہوں۔
اَوَ عَجِبْتُمْ	اور کیا تم نے تعجب کیا
اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ	کہ آئی ہے تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے
عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ	ایک ایسے آدمی پر جو تم میں سے ہے
لِيُنْذِرَكُمْ ؕ	تاکہ وہ خبردار کرے تمہیں
وَ اذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ	اور یاد کرو جب اُس نے بنادیا تمہیں جانشین قومِ نوحؑ کے بعد

وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ	اور زیادہ دیا تمہیں قد و قامت میں پھیلاؤ
فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ	سو یاد کرو اللہ کی نعمتوں کو
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۶۹	تاکہ تم فلاح پاؤ۔

یہ آیات حضرت ہودؑ کی اپنی قوم یعنی قومِ عاد کے ساتھ کشمکش کا ذکر کر رہی ہیں۔ حضرت ہودؑ نے بار بار اپنی قوم کو شرک سے باز رہنے اور عقیدۂ توحید اختیار کرنے کی دعوت دی۔ قوم کے سرداروں نے نہ صرف اِس دعوت کو جھٹلایا بلکہ حضرت ہودؑ کی توہین کی۔ یہ کہہ کر کہ تم ایک انسان ہو، اُن کے رسالت کے دعویٰ کو جھوٹ قرار دیا۔ حضرت ہودؑ نے اُنہیں یقین دہانی کرائی کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں اور تمہیں ایک ہولناک عذاب کے خطرے سے خبردار کر رہا ہوں۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے تمہیں قومِ نوحؑ کی تباہی کے بعد زمین میں بسایا، مضبوط جسم دیے اور بے شمار نعمتوں سے نوازا۔ اِن نعمتوں کا شکر ادا کرو گے تو سرخرو ہو گے اور ناشکری کرو گے تو برباد ہو جاؤ گے۔

آیات ۷۰ تا ۷۲

قومِ عاد کا عبرتناک انجام

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ	کہا (سرداروں نے) اے ہودؑ کیا تم اِس لیے آئے ہو ہمارے پاس کہ ہم عبادت کریں اکیلے اللہ کی
وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ	اور چھوڑ دیں اُنہیں جن کی عبادت کیا کرتے تھے ہمارے باپ دادا
فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ	سو لے آؤ ہم پر وہ (عذاب) جس سے تم ڈراتے ہو ہمیں
اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۷۰	اگر تم سچے ہو۔

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّ غَضَبٌ ؕ	فرمایا ہودؑ نے یقیناً آ چکا ہے تم پر تمہارے رب کی طرف سے عذاب اور غضب
اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْۤ اَسْمَآءٍ	کیا تم جھگڑا کرتے ہو مجھ سے چند ناموں کے بارے میں
سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ	رکھ لیے ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے
مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ	نہیں اتاری اللہ نے اُن کے لیے کوئی سند
فَانْتَظِرُوْۤا	سو انتظار کرو
اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۷۱﴾	بے شک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔
فَاَنْجَيْنٰهُ	پھر ہم نے بچا لیا اُنہیں
وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا	اور اُن سب کو جو اُن کے ہمراہ تھے اپنی خاص رحمت سے
وَ قَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا	اور ہم نے کاٹ دی جڑ اُن لوگوں کی جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو
وَ مَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۲﴾ ع ۸ ۱۶	اور نہیں تھے وہ ایمان لانے والے۔

اِن آیات میں قومِ عاد کے انجام کا ذکر ہے۔ حضرت ہودؑ کی دعوت کے جواب میں قوم کے سرداروں نے کہا کہ ہم باپ دادا کے معبودوں کو چھوڑ کر صرف ایک معبود کی عبادت نہیں کریں گے۔ لے آؤ ہم پر وہ عذاب جس سے تم ہمیں ڈرا رہے ہو۔ شرک اور بدعت کے لیے ہر دور میں یہی دلیل دی جاتی رہی ہے کہ ہمارے باپ دادا ایسا کرتے آئے ہیں۔ حضرت ہودؑ نے فرمایا کہ تمہارے خود ساختہ معبودوں کی حقیقت بس یہ ہے کہ تم نے اور تمہارے باپ دادا نے چند نام گھڑ لیے ہیں جن کے لیے تمہارے پاس اللہ

تعالیٰ کی طرف سے کوئی سند نہیں۔ جیسے ہم جانتے ہیں کہ مشکل کشا، داتا، گنج بخش، غریب نواز اور غوث، یہ تمام شانیں صرف اللہ تعالیٰ کی ہیں لیکن آج شرک کی پٹیاں پڑھانے والوں نے اپنے نذرانوں کی خاطر، عوام کو دھوکا دینے کے لیے، یہ صفات وابستہ کر دی ہیں اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے ساتھ۔ آخر کار قومِ عاد کو اُن کی سرکشی کی سزا ملی۔ اللہ تعالیٰ نے اِس قوم پر تیز ہوا چھوڑ دی جس نے تمام نافرمانوں کو اٹھا اٹھا کر پٹخا اور ہلاک کر دیا۔ البتہ حضرت ہودؑ اور اُن کے ساتھ اہلِ ایمان کو بچا لیا گیا۔

آیات ۷۳ تا ۷۴

قومِ ثمود کے لیے دعوت

وَ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا	اور (ہم نے بھیجا) ثمود کی طرف اُن کے بھائی صالحؑ کو
قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ	اُنہوں نے کہا اے میری قوم! عبادت کرو اللہ کی
مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ	نہیں ہے تمہارے لیے کوئی معبود اُس کے سوا
قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ	یقیناً آ چکی ہے تمہارے پاس واضح دلیل تمہارے رب کی طرف سے
هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً	یہ اللہ کی اونٹنی ہے جو تمہارے لیے نشانی ہے
فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْۤ اَرْضِ اللّٰهِ	تو چھوڑ دو اِسے کھاتی پھرے اللہ کی زمین میں
وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ	اور نہ ہاتھ لگانا اِسے برائی کے ارادے سے
فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۷۳﴾	ورنہ پکڑ لے گا تمہیں دردناک عذاب۔
وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ	اور یاد کرو جب اللہ نے بنایا تمہیں جانشین عاد کے بعد

وَّ بَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ	اور ٹھکانا دیا تمہیں زمین میں
تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا	تم بناتے ہو اِس کے میدانوں میں محل
وَّ تَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ	اور تراشتے ہو پہاڑوں میں مکانات
فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ	سو یاد کرو اللہ کی نعمتوں کو
وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝	اور مت پھرو زمین میں فسادی بن کر۔

یہ آیات قومِ ثمود کی طرف اُن کے رسول حضرت صالحؑ کی دعوت کے بیان پر مشتمل ہیں۔ حضرت صالحؑ نے کئی برس تک اُنہیں بت پرستی سے روکا اور اکیلے اللہ کی بندگی کی دعوت دی۔ آخر کار قوم نے مطالبہ کیا کہ اگر آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں تو پہاڑ سے زندہ اونٹنی نکال کر دکھا دیں، ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ حضرت صالحؑ نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے دعا کو قبول کرتے ہوئے فرمائشی معجزہ دکھا دیا۔ حضرت صالحؑ نے فرمایا دیکھو یہ اونٹنی اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے۔ اِسے چھوڑ دو، جہاں چاہے چرتی پھرے اور جہاں سے چاہے پانی پیے۔ اگر تم نے اِس اونٹنی سے کوئی برا سلوک کیا تو اللہ تعالیٰ کا سخت عذاب تم پر ٹوٹ پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر بڑے احسانات کیے ہیں۔ قومِ عاد کی ہلاکت کے بعد تمہیں اُن کا قائم مقام بنایا۔ تمہیں وہ علم و ہنر اور قوت دی کہ تم نرم زمین پر شاندار محل اور پہاڑوں کو تراش کر بڑے محفوظ گھر بناتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی ناشکری نہ کرو اور اُس کی نافرمانی کر کے زمین میں فساد نہ مچاؤ۔

آیات ۷۵ تا ۷۷

سردارانِ ثمود کا تکبر اور سرکشی

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ	کہا اُن سرداروں نے جنہوں نے تکبر کیا اُن کی قوم میں سے
لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا	اُن لوگوں سے جو کمزور سمجھے گئے تھے

لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ	یعنی اُن سے جو ایمان لے آئے تھے اُن میں سے
اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ	کیا تم جانتے ہو کہ واقعی صالحؑ رسول ہیں اپنے رب کی طرف سے؟
قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۷۵﴾	اُنہوں نے کہا بے شک ہم اُس پر، اُنہیں بھیجا گیا ہے جس کے ساتھ، ایمان لانے والے ہیں
قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا	کہا اُن لوگوں نے جنہوں نے تکبر کیا
اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۷۶﴾	بے شک ہم اُس کا، تم ایمان لائے ہو جس پر، انکار کرنے والے ہیں۔
فَعَقَرُوا النَّاقَةَ	پھر اُنہوں نے ٹانگیں کاٹ دیں اونٹنی کی
وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ	اور سرکشی کی اپنے رب کے حکم سے
وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ	اور کہنے لگے اے صالح! لے آؤ ہم پر وہ عذاب جس کی تم دھمکی دیتے ہو ہمیں
اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۷۷﴾	اگر تم ہو رسولوں میں سے۔

حضرت صالحؑ کی بار بار کی دعوت اور چند فقراء کے اُن پر ایمان لانے نے قوم کے متکبر سرداروں کے غیظ و غضب کو بھڑکا دیا۔ اُنہوں نے اہلِ ایمان غرباء سے پوچھا کیا تم واقعی صالحؑ کو اللہ کا رسول مانتے ہو۔ مومنوں نے جواب دیا کہ ہم اُن کی بیان کردہ ہر بات پر ایمان رکھتے ہیں۔ متکبر سرداروں نے کہا ہم صالحؑ کی رسالت اور اُس کی دعوت کا انکار کرتے ہیں۔ پھر اُن بدبختوں نے معجزہ کے ذریعہ ظاہر ہونے والی اونٹنی کو اپنے ایک مجرم شخص کے ہاتھوں ہلاک کرا دیا۔ حضرت صالحؑ کو چیلنج دیا کہ اگر تم واقعی اللہ کے رسول ہو تو لے آؤ ہم پر وہ عذاب جس سے تم ہمیں ڈراتے رہے ہو۔

آیات ۷۸ تا ۷۹

قومِ ثمود کا عبرت ناک انجام

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ	تو پکڑ لیا اُنہیں زلزلے نے
فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿۷۸﴾	تو وہ ہو گئے اپنے گھر میں اوندھے گرے ہوئے۔
فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ	پھر منہ پھیر لیا اُن سے صالحؑ نے
وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ	اور کہا اے میری قوم! یقیناً میں نے پہنچا دیا تھا تمہیں اپنے رب کا پیغام
وَنَصَحْتُ لَكُمْ	اور میں نے خیر خواہی کی تمہاری
وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ ﴿۷۹﴾	اور لیکن تم پسند نہیں کرتے خیر خواہوں کو۔

اِن آیات میں قومِ ثمود پر عذاب کا ذکر ہے۔اونٹنی کی ہلاکت کے بعد حضرت صالحؑ نے قوم کو آگاہ کر دیا کہ اب تمہارے لیے صرف تین دن کی مہلت ہے۔اِس کے بعد تم پر اللہ کا عذاب آ جائے گا۔بدنصیب قوم نے یہ سن کر بجائے اِس کے کہ توبہ واستغفار کرتی یہ فیصلہ کیا کہ حضرت صالحؑ کو قتل کر دیا جائے۔کچھ لوگ رات کو حضرت صالحؑ کے مکان کی طرف قتل کے ارادہ سے جانے لگے مگر اللہ تعالیٰ نے راستہ ہی میں پتھر برسا کر اُنہیں ہلاک کر دیا۔پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے زلزلہ کی صورت میں تمام کافروں پر عذاب آیا اور وہ تباہ ہو گئے۔حضرت صالحؑ مومنوں کے ساتھ وہاں سے چلے گئے۔چلتے وقت فرمایا کہ اے میری قوم! میں نے تم کو اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا تھا اور تمہاری خیر خواہی کی تھی مگر افسوس بگڑی ہوئی قومیں مفاد پرست لیڈروں کو تو پسند کرتی ہیں لیکن خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتیں۔

آیات ۸۰ تا ۸۴

قومِ لوط علیہ السلام کی داستان

وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ	اور (یاد کرو) لوطؑ کو جب اُنھوں نے فرمایا اپنی قوم سے
اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ	کیا تم کیا کرتے ہو وہ بے حیائی کا کام
مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾	نہیں کیا تم سے پہلے جسے کسی نے بھی جہان والوں میں سے؟
اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ	بے شک تم تو آتے ہو مردوں کے پاس اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے عورتوں کو چھوڑ کر
بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۸۱﴾	بلکہ تم حد سے گزرنے والے لوگ ہو۔
وَ مَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ	اور نہ تھا جواب اُن کی قوم کا
اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ	مگر یہ کہ اُنھوں نے کہا نکال دو اِنہیں اپنی بستی سے
اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۸۲﴾	بے شک یہ لوگ تو بڑے پاک باز بنتے ہیں۔
فَاَنْجَيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ	تو ہم نے بچالیا لوطؑ اور اُن کے گھر والوں کو
اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫	سوائے اُن کی بیوی کے
كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۸۳﴾	وہ ہو گئی پیچھے رہ جانے والوں میں سے
وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ؕ	اور برسائی ہم نے اُن پر بارش (پتھروں کی)

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۸۶﴾ ع ۱۱ ۱۲	تو دیکھو کیسا ہوا انجام مجرموں کا؟

یہ آیات قومِ لوط کی داستان بیان کر رہی ہیں۔ یہ قوم شرک کے ساتھ ہم جنس پرستی کے گناہ میں نہ صرف مبتلا تھی بلکہ اِس جرم کا آغاز کرنے والی تھی۔ حضرت لوطؑ نے اُن کی اصلاح کی بھرپور کوشش کی لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوئے۔ الٹا کہنے لگے کہ ہم تو ہوئے گندے لوگ اور لوطؑ اور اِن کے گھر والے پاکباز رہنا چاہتے ہیں۔ اِن کا ہم گندوں میں کیا کام؟ لہٰذا نکال دو انہیں اپنی بستی سے تاکہ یہ روز روز کی تکرار اور جھگڑا ختم ہو جائے۔ حضرت لوطؑ کی بیوی کی ہمدردیاں بھی قوم کے ساتھ تھیں۔ لہٰذا جب عذاب آیا تو وہ بھی اِس کا شکار ہوئی۔ عذاب اِس طرح سے آیا کہ پہلے مجرموں کو اندھا کر دیا گیا۔ حضرت لوطؑ اور اُن کے مومن گھر والوں کو بستی سے نکال دیا گیا۔ پھر زوردار دھماکے کی آواز سے بستی کو الٹ دیا گیا اور مجرموں پر تیز ہواؤں کے ذریعہ کنکریوں کی بارش برسائی گئی۔

آیات ۸۵ تا ۸۷

حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ	اور (ہم نے بھیجا) مدین کی طرف اُن کے بھائی شعیبؑ کو
قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ	اُنہوں نے کہا اے میری قوم! عبادت کرو اللہ کی
مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ	نہیں ہے تمہارے لیے کوئی معبود اُس کے سوا
قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ	یقیناً آ چکی ہے تمہارے پاس واضح دلیل تمہارے رب کی طرف سے
فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ	تو پورا کرو ناپ اور تول کو
وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ	اور نہ کم دو لوگوں کو اُن کی چیزیں

وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا	اور نہ فساد پھیلاؤ زمین میں اُس کی اصلاح کے بعد
ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٨٥﴾	یہی بہتر ہے تمہارے لیے اگر ہو تم ایمان لانے والے۔
وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ	اور مت بیٹھا کرو ہر راستے پر کہ تم ڈراتے ہو
وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ	اور روکتے ہو اللہ کی راہ سے اُسے جو ایمان لایا اُس پر
وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا	اور تلاش کرتے ہو اللہ کی راہ میں عیب
وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ	اور یاد کرو جب تم تھے بہت کم تو اُس نے بڑھا دیا تمہیں
وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٨٦﴾	اور دیکھو! کیسا ہوا فساد پھیلانے والوں کا انجام؟
وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ	اور اگر ایک گروہ تم میں سے ایمان لا چکا ہے اس پر مجھے بھیجا گیا ہے جس کے ساتھ
وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا	اور ایک گروہ ایمان نہیں لایا
فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا	تو صبر کرو یہاں تک کہ اللہ فیصلہ فرما دے ہمارے درمیان
وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿٨٧﴾	اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

اِن آیات میں حضرت شعیبؑ کی اپنی قوم کے لیے دعوت کا بیان ہے۔ یہ قوم شرک کے ساتھ ساتھ ناپ تول میں کمی، دوسروں کی حق تلفی، تجارتی قافلوں کو لوٹنے، لوگوں کو توحید کی راہ سے روکنے اور نبی کی دعوت پر بے بنیاد اعتراضات کرنے کے جرائم کا ارتکاب کر رہی تھی۔ حضرت شعیبؑ نے اُن کو توحید کی راہ اختیار کرنے اور جرائم سے باز آنے کی بار بار دعوت دی۔ اُنہیں اللہ

تعالیٰ کے احسانات کا شکر ادا کرنے اور سابقہ احسان فراموش قوموں کے عبرتناک انجام سے سبق حاصل کرنے کی تلقین کی۔ قوم میں سے ایک گروہ ایمان لے آیا لیکن اکثریت نے تکبر سے آپؑ کی دعوت کو ٹھکرا دیا۔ تکبر کرنے والے، مومنوں کے خلاف اقدام کرنے کے منصوبے بنانے لگے۔ حضرت شعیبؑ نے اُنہیں کہا کہ عنقریب اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمادے گا کہ ہم میں سے کون حق پر ہے اور کون گم راہ۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کا انتظار کرو اور میرے ساتھیوں کے خلاف کسی بھی اقدام سے باز رہو۔

آیات ۸۸ تا ۸۹

قومِ شعیب کے سرداروں کی دھمکی

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ	کہا اُن سرداروں نے جنہوں نے تکبر کیا شعیبؑ کی قوم میں سے
لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ	ہم ضرور نکال دیں گے تمہیں اے شعیبؑ! اور اُن لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں تمہارے ساتھ اپنی بستی سے
اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ	یا تمہیں ہر صورت لوٹ آنا ہوگا ہمارے دین میں
قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ﴿۸۸﴾	فرمایا شعیبؑ نے اور کیا اگرچہ ہم ناپسند کرنے والے ہوں؟
قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا	یقیناً ہم نے گھڑا اللہ پر جھوٹ
اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ	اگر ہم لوٹ آئیں تمہارے دین میں
بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا	اِس کے بعد کہ جب نجات دے دی ہمیں اللہ نے اِس سے
وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ	اور نہیں ہے جائز ہمارے لیے کہ ہم لوٹ آئیں اِس میں

اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ	سوائے اِس کے کہ چاہے اللہ جو ہمارا رب ہے
وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ	احاطہ کر رکھا ہے ہمارے رب نے ہر چیز کا اپنے علم سے
عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ	اللہ ہی پر ہم نے بھروسا کیا
رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ	اے ہمارے رب! فیصلہ فرمادے ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ
وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ﴿٨٩﴾	اور تو سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے۔

حضرت شعیبؑ کی دعوت کے جواب میں قوم کے متکبر سرداروں نے کہا کہ اے شعیبؑ تم اور تم پر ایمان لانے والے ہمارے دین میں واپس آجائیں، ورنہ ہم تم سب کو اپنی بستی سے نکال دیں گے۔ حضرت شعیبؑ نے جواب دیا ہم تمہارے دین کو باطل سمجھتے ہیں، پھر کیسے ممکن ہے کہ ہم اِسے قبول کرلیں۔ میں تو نبوت کے ظہور سے پہلے بھی اِسے باطل سمجھتا تھا لیکن میری خاموشی سے تم نے یہ سمجھا کہ میں تمہارے دین پر ہوں۔ تمہارے دین کی بنیاد ہی اِس جھوٹ پر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسری ہستیاں بھی اختیار میں شریک ہیں۔ ہم اِس جھوٹ کو قبول نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے بھی ہمیں اِس خباثت سے بچایا ہے اور اب بھی وہ نہ صرف ہمارے عقیدے کی حفاظت فرمائے گا بلکہ تمہارے شر سے بھی ہمیں محفوظ رکھے گا۔ تمہاری دھمکی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی کیونکہ ہمارا بھروسا اللہ تعالیٰ پر ہے۔ جب حضرت شعیبؑ کو یہ اندازہ ہوا کہ اِن لوگوں پر کسی بات کا کوئی اثر نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے ہمارے رب! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان فیصلہ فرمادے حق کے ساتھ اور تو ہی سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے۔

آیات ۹۰ تا ۹۳

ہر دور کے دنیاداروں کی گمراہی

وَ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ	کہا اُن سرداروں نے جنہوں نے کفر کیا شعیبؑ کی قوم میں سے
لَىِٕنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَیْبًا	یقیناً اگر تم نے پیروی کی شعیبؑ کی
اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۹۰﴾	تو تم بے شک ضرور ہو جاؤ گے نقصان اٹھانے والے۔
فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ	تو پکڑ لیا اُنہیں زلزلے نے
فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿۹۱﴾	تو وہ ہو گئے اپنے گھر میں اوندھے گرے ہوئے۔
الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا شُعَیْبًا	وہ لوگ کہ جنہوں نے جھٹلایا شعیبؑ کو
كَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا ۚ	ایسے ہو گئے گویا کبھی آباد ہی نہ تھے اُس بستی میں
اَلَّذِیْنَ كَذَّبُوْا شُعَیْبًا	وہ کہ جنہوں نے جھٹلایا شعیبؑ کو
كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۹۲﴾	وہی ہو گئے نقصان اُٹھانے والے۔
فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ	پھر منہ پھیر لیا اُن سے شعیبؑ نے
وَ قَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ	اور کہا اے میری قوم! بلاشبہ میں نے پہنچا دیے تھے تمہیں اپنے رب کے پیغامات
وَ نَصَحْتُ لَكُمْ ۚ	اور میں نے خیر خواہی کی تمہاری

ع ۱۱ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۹۳﴾	اب کیا افسوس کروں کافر قوم پر؟

اِن آیات میں ایک ایسی گمراہی کا بیان ہے جو ہر دور میں دنیاداروں کو لاحق رہی ہے۔ یہ گمراہی قومِ شعیبؑ کے سرداروں نے اِن الفاظ میں بیان کی کہ شعیبؑ جس ایمان داری اور دیانت داری کی دعوت دے رہے ہیں اگر اُس پر عمل کیا گیا تو پورا کاروبار تباہ ہو جائے گا۔ ہر دور کے مفسدین کا یہی خیال رہا ہے کہ تجارت، سیاست اور دوسرے دنیوی معاملات جھوٹ، بے ایمانی اور بداخلاقی کے بغیر نہیں چل سکتے۔ حالاں کہ یہی برائیاں فساد فی الارض کی اصل جڑ ہیں۔ اِنہی سے لوگوں کے حقوق پامال ہوتے ہیں اور بالآخر ایسے دغاباز لوگ پورے معاشرہ کو لے ڈوبتے ہیں۔ قومِ شعیبؑ اِس گمراہی کی وجہ سے برباد ہوئی اور ایک زلزلہ نے تمام کافروں کو ہلاک کر دیا۔ اِس عذاب کے بعد اُن کی بستیاں یوں سنسان اور ویران ہو گئیں جیسے وہاں کبھی کوئی آباد ہی نہیں تھا۔ جو لوگ مومنوں کو دھمکی دے رہے تھے کہ ہم تمہیں اپنی بستی سے نکال دیں گے، خود ہی نیست و نابود ہو گئے۔ جب قوم پر عذاب آیا اور پیغمبرانہ شفقت و رحمت کے سبب حضرت شعیبؑ کا دل دکھا تو اپنے دل کو تسلی دینے کے لیے قوم کو خطاب کر کے فرمایا کہ میں نے تو تم کو تمہارے رب کے احکام پہنچا دیے تھے اور تمہاری خیر خواہی میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی مگر اب میں کافر قوم کے انجام پر کیا افسوس کروں۔

آیات ۹۴ تا ۹۵

آفات انسان کو جھنجھوڑنے کے لیے آتی ہیں

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ	اور نہیں بھیجا ہم نے کسی بستی میں کوئی نبیؑ
اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ	مگر ہم نے پکڑا اُس کے رہنے والوں کو سختی اور تکلیف کے ساتھ
لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ ﴿۹۴﴾	تاکہ وہ گڑگڑائیں۔

ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ	پھر ہم نے بدل دی تکلیف کی جگہ راحت
حَتّٰى عَفَوْا	یہاں تک کہ وہ خوب پھلے پھولے
وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ	اور کہنے لگے یقیناً پہنچی تھی ہمارے آباء واجداد کو بھی تکلیف اور راحت
فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً	تو ہم نے پکڑ لیا اُنہیں اچانک
وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۹۵﴾	جب کہ وہ اُس کا گمان بھی نہیں کرتے تھے۔

یہ آیات اللہ تعالیٰ کی ایک مستقل سنت کا ذکر کر رہی ہیں۔ جب بھی اللہ تعالیٰ نے کسی نبیؑ کو بھیجا تو ساتھ ہی اُس نبیؑ کی قوم پر کچھ آفات نازل کیں تاکہ اُن کے دل نرم ہوں، اُنہیں اپنی بے بسی اور اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت محسوس ہو، وہ اُس کے سامنے عاجزی کے ساتھ جھک جانے پر آمادہ ہوں اور نبیؑ کی دعوت سننے کے لیے اُن کے کان کھل جائیں۔ ایسی آفت ایک نعمت ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کر دے۔ البتہ بد قسمتی سے اکثر و بیشتر قومیں آفات کے باوجود اللہ کی طرف متوجہ نہ ہوئیں اور اُن کے دلوں کی سختی برقرار رہی۔ نہ اُن پر رقت طاری ہوئی اور نہ اُنہوں نے گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی مانگی۔ اب اُن کا دوسرا امتحان اِس طرح لیا گیا کہ اُنہیں مال و دولت کی وسعت عطا کر دی گئی یہاں تک کہ وہ خوب خوشحال ہو گئے۔ اب وہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونے کے بجائے کہنے لگے سختی اور خوشحالی اچھے یا برے عمل کا نتیجہ نہیں بلکہ زمانے کی گردش ہے۔ ماضی میں بھی لوگ ایسے حالات کا سامنا کرتے رہے ہیں۔ دونوں امتحانات میں ناکامی پر ایک ایسے عذاب نے اچانک آکر اُنہیں ملیامیٹ کر دیا جو اُن کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا۔

آیت ۹۶

ایمان اور تقویٰ کی برکات

وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا	اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور اللہ کی نافرمانی سے بچتے
لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ	تو یقیناً ہم کھول دیتے اُن پر برکتیں آسمان اور زمین سے
وَ لٰكِنْ كَذَّبُوْا	اور لیکن اُنھوں نے جھٹلایا
فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۶﴾	تو پکڑا ہم نے اُنہیں اُس کی وجہ سے جو وہ کمایا کرتے تھے۔

اِس آیت میں ہلاک ہونے والی قوموں کی روش پر اظہارِ افسوس کیا گیا ہے۔ ارشاد ہوا کہ اگر یہ قومیں ایمان لے آتیں اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرتیں یعنی اُس کی نافرمانی سے بچتیں تو اُن پر آسمان اور زمین کی برکتوں کے خزانے کھول دیے جاتے۔ افسوس کہ اُنہوں نے ایسا نہیں کیا اور اُنہیں اپنی شامتِ اعمال کا سامنا تباہ کن عذابوں کی صورت میں کرنا پڑا۔

آیات ۹۷ تا ۹۹

ہمارے لیے درسِ عبرت

اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى	تو کیا بے خوف ہو گئے ہیں بستیوں والے
اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا	کہ آ جائے اُن پر ہمارا عذاب راتوں رات
وَّ هُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۹۷﴾	جب کہ وہ سوئے پڑے ہوں؟
اَوَ اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى	اور کیا بے خوف ہو گئے ہیں بستیوں والے

اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى	کہ آ جائے اُن پر ہمارا عذاب دن چڑھے
وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۸﴾	جب کہ وہ کھیل رہے ہوں؟
اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ	تو کیا وہ بے خوف ہو گئے ہیں اللہ کی تدبیر سے
فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ	تو نہیں بے خوف ہوتے اللہ کی تدبیر سے
اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹۹﴾ ع	مگر گھاٹے میں رہنے والے لوگ۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے متوجہ فرمایا کہ جو لوگ آج زمین پر بس رہے ہیں کیا وہ اِس بات سے بے فکر ہو گئے ہیں کہ گزشتہ قوموں کی طرح اُنہیں بھی اُن کے گناہوں کی پاداش میں ہلاک کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بے فکر وہی ہو سکتا ہے جس نے خسارے میں جانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ دانشمندی کا تقاضا ہے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے ڈرا جائے اور گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی پکڑ دن میں بھی آ سکتی ہے جب کہ لوگ اپنے کاروبار، کام کاج یا کھیل تفریح میں مشغول ہوں اور رات میں بھی آ سکتی ہے جب کہ وہ غفلت کی نیند سو رہے ہوں۔

آیات ۱۰۰ تا ۱۰۲

ہلاک ہونے والی قوموں کا جرم

اَوَ لَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَآ	اور کیا نہیں رہنمائی کی اُن لوگوں کی جو وارث بنتے ہیں زمین کے وہاں پر بسنے والوں کے بعد (اِس بات نے)
اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ	کہ اگر ہم چاہیں تو سزا دیں اُنہیں اُن کے گناہوں کی
وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ	اور مہر لگا دیں اُن کے دلوں پر

فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾	تو وہ کچھ سن ہی نہ سکیں۔
تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآىِٕهَا ۚ	اے نبیؐ! یہ بستیاں ہیں ہم بیان کرتے ہیں آپؐ سے اُن کی کچھ خبریں
وَ لَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ	اور یقیناً آئے اُن کے پاس اُن کے رسولؑ واضح دلائل کے ساتھ
فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ	تو وہ نہ تھے کہ ایمان لاتے اُس پر جسے وہ جھٹلا چکے تھے اِس سے پہلے
كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۱﴾	اِسی طرح مہر لگا دیتا ہے اللہ کافروں کے دلوں پر۔
وَ مَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ	اور نہیں پایا ہم نے اُن کی اکثریت کو عہد کا پابند
وَ اِنْ وَّجَدْنَاۤ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۲﴾	اور بے شک ہم نے پایا اُن میں سے اکثر کو یقیناً نافرمان۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ جب ایک تباہ ہونے والی قوم کی جگہ دوسری قوم اٹھتی ہے تو اُس کے لیے سابقہ قوم کے زوال میں کافی رہنمائی موجود ہوتی ہے۔ وہ جان سکتی ہے کہ فکر و عمل کی کن غلطیوں نے اُسے برباد کیا۔ جس بالاتر قوت نے اُسے ہلاک کیا تھا وہ ایسی غلطیاں کرنے پر اِسے بھی تباہ کر سکتی ہے۔ ہلاک ہونے والی سابقہ قوموں کا جرم یہ تھا کہ اُنہوں نے عہدِ الست کا پاس نہ کیا۔ اِس عہد کے وقت اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کی ارواح سے پوچھا تھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا تھا کہ آپ ہی ہمارے رب ہیں۔ اِس عہد کی وجہ سے توحید کی معرفت اُن کے باطن میں جاگزیں کر دی گئی تھی لیکن اُنہوں نے پھر بھی شرک کر کے عہدِ الست کی خلاف ورزی کی اور اُن کی اکثریت نافرمان ثابت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توحید پر کاربند رہنے اور اپنی نافرمانی کی ہر صورت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۰۳ تا ۱۰۸

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فرعون سے مطالبات

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ	پھر ہم نے بھیجا اُن کے بعد موسیٰؑ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ
اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ	فرعون اور اُس کے سرداروں کی طرف
فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ	تو اُنہوں نے ظلم کیا اُن (نشانیوں) کے ساتھ
فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۰۳﴾	سو دیکھو کیسا ہوا فساد پھیلانے والوں کا انجام؟
وَ قَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ	اور فرمایا موسیٰؑ نے، اے فرعون!
اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾	بلاشبہ میں رسول ہوں تمام جہانوں کے رب کی طرف سے
حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ	واجب ہے مجھ پر کہ نہ کہوں اللہ کے بارے میں مگر حق
قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ	یقیناً میں لایا ہوں تمہارے پاس واضح دلیل تمہارے رب کی طرف سے
فَاَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۰۵﴾	پس بھیج دو میرے ساتھ بنی اسرائیل کو۔
قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَآ	کہا فرعون نے اگر تم لائے ہو کوئی نشانی تو پیش کرو اسے
اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۰۶﴾	اگر تم سچوں میں سے ہو۔

فَاَلْقٰى عَصَاهُ	تو ڈال دیا موسیٰؑ نے اپنا عصا
فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۷﴾	سو فوراً وہ تھا واضح اژدہا۔
وَّنَزَعَ يَدَهٗ	اور نکالا اپنا ہاتھ (گریبان سے)
ع فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ ع	تو وہ یکایک سفید چمکنے والا تھا دیکھنے والوں کے لیے۔

اِن آیات میں حضرت موسیٰؑ کے فرعون کے سامنے پیش کیے گئے دو مطالبات کا ذکر ہے۔اُن کا پہلا مطالبہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ پر اُس کی توحید کے ساتھ ایمان لے آؤ اور مجھے اللہ کا رسول تسلیم کرلو۔دوسرا مطالبہ یہ کہ میری قوم بنی اسرائیل کو آزاد کر کے میرے ساتھ فلسطین بھیج دو۔فرعون نے یہ مطالبات تسلیم کرنے کی بجائے حضرت موسیٰؑ سے اپنی رسالت کا ثبوت پیش کرنے کا تقاضا کیا۔آپؑ نے اپنا عصا زمین پر پھینکا اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے فوراً اژدھا بن گیا۔پھر اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر باہر نکالا تو وہ انتہائی روشن ہو کر چمک رہا تھا۔فرعون اور اُس کے سرداروں نے اِن معجزات کے ساتھ ظلم کیا یعنی اِنہیں جادو کے شعبدے قرار دے دیا۔

آیات ۱۰۹ تا ۱۱۴

دنیاداروں اور اللہ والوں کا فرق

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ	کہا سرداروں نے فرعون کی قوم میں سے
اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۹﴾	بے شک یہ تو واقعی بڑا ماہر جادوگر ہے۔
يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ ۚ	وہ چاہتا ہے کہ نکال دے تمہیں تمہاری سرزمین سے
فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۱۱۰﴾	تو اب تم کیا مشورہ دیتے ہو؟

قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَ اَخَاهُ	کہنے لگے سردار (فرعون سے) ابھی چھوڑے رکھو اسے اور اِس کے بھائی کو
وَ اَرْسِلْ فِی الْمَدَآىِٕنِ حٰشِرِیْنَ ﴿۱۱۱﴾	اور بھیجو شہروں میں جمع کرنے والے۔
یَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِیْمٍ ﴿۱۱۲﴾	وہ لے آئیں تمہارے پاس ہر ماہر جادوگر کو۔
وَ جَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ	اور آئے جادوگر فرعون کے پاس
قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا	کہنے لگے یقیناً ہمارے لیے ضرور کوئی صلہ ہوگا
اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِیْنَ ﴿۱۱۳﴾	اگر ہم ہی ہوئے غالب۔
قَالَ نَعَمْ	کہا فرعون نے جی ہاں!
وَ اِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ﴿۱۱۴﴾	اور بلاشبہ تم یقیناً ہو جاؤ گے قریبی سرداروں میں سے۔

حضرت موسیٰ ؑ کی طرف سے پیش کردہ معجزات نے فرعون اور اُس کے سرداروں پر خوف طاری کر دیا۔ اُنہوں نے بہتان لگایا کہ موسیٰ ؑ جادو کے فن میں مہارت حاصل کر کے آئے ہیں اور اِس کے ذریعہ ہماری سرزمین پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ باہمی مشورہ کے بعد اُنہوں نے تمام شہروں سے ماہر جادوگروں کو بلانے اور حضرت موسیٰ ؑ کے ساتھ اُن کا مقابلہ کرانے کا فیصلہ کیا۔ جادوگروں نے آکر فرعون سے پوچھا کہ اگر ہم غالب آگئے تو ہمیں کیا انعام ملے گا؟ فرعون نے کہا کہ میں تمہیں اپنے خاص مقربین میں شامل کرلوں گا۔ غور کیجیے دنیاداروں نے آتے ہی معاوضے کا مطالبہ کیا جبکہ حضرت موسیٰ ؑ نے فرعون اور اُس کے سرداروں کی خیر خواہی چاہی لیکن کسی ذاتی مفاد کے طلب گار نہ ہوئے۔ دنیادار جو کچھ کرتے ہیں، اپنے پیٹ کی خاطر کرتے ہے اور یہی اُن کا مقصود ہوتا ہے جب کہ انبیاء کرام ؑ ہمیشہ اپنی قوم سے یہی کہتے رہے کہ ''ہم تم سے کچھ نہیں مانگتے، ہمارا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔''

آیات ۱۱۵ تا ۱۲۲

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جادوگروں سے مقابلہ

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى	کہا جادوگروں نے اے موسیٰؑ !
اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾	یا تو تم ڈالو یا ہم ہی ہوں گے پہلے ڈالنے والے۔
قَالَ اَلْقُوْا ۚ	فرمایا موسیٰؑ نے تم ڈالو
فَلَمَّآ اَلْقَوْا	پھر جب اُنہوں نے ڈال دیں (لاٹھیاں اور رسیاں)
سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ	جادو کر دیا لوگوں کی آنکھوں پر
وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ	اور ڈرا دیا انہیں
وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۱۶﴾	اور وہ لائے تھے بہت بڑا جادو۔
وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى	اور ہم نے وحی کیا موسیٰؑ کی طرف
اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ	کہ ڈالو اپنا عصا
فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ۚ ﴿۱۱۷﴾	تو وہ فوراً نگلنے لگا اُس فریب کو جو وہ بنا رہے تھے۔
فَوَقَعَ الْحَقُّ	پس ثابت ہو گیا حق
وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۚ ﴿۱۱۸﴾	اور باطل ہو گیا جو کچھ وہ کر رہے تھے۔
فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ	تو وہ مغلوب ہو گئے وہاں

وَ انْقَلَبُوْا صٰغِرِیْنَ ﴿۱۱۹﴾	اور لوٹے ذلیل ہو کر۔
وَ اُلْقِیَ السَّحَرَةُ سٰجِدِیْنَ ﴿۱۲۰﴾	اور گرا دیے گئے جادوگر سجدے میں
قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۲۱﴾	پکار اُٹھے ہم ایمان لے آئے سارے جہانوں کے رب پر۔
رَبِّ مُوْسٰی وَ هٰرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾	موسیٰؑ اور ہارونؑ کے رب پر۔

اِن آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور جادوگروں کے درمیان مقابلہ کی تفصیل بیان ہوئی۔ جادوگروں نے اپنی لاٹھیاں اور رسیاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف پھینکیں اور لوگوں کی آنکھوں پر اِس طرح جادو کیا کہ وہ سب محسوس کرنے لگے کہ لاٹھیاں اور رسیاں سانپوں کی طرح چل رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو عصا پھینکنے کا حکم دیا۔ عصا نے ایک بہت بڑے حقیقی اژدھے کی صورت اختیار کر لی اور وہ جادوگروں کی لاٹھیاں اور رسیاں نگل گیا۔ جادوگر ہار گئے اور حضرت موسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی۔ جادوگر پہچان گئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا حقیقی اژدھا بن گیا ہے اور جادو کے ذریعہ ایسا نہیں کیا جا سکتا۔ اُن پر حق واضح ہو گیا، وہ بے اختیار سجدے میں گر گئے اور پکار اُٹھے کہ ہم تمام جہانوں کے اُس رب پر ایمان لے آئے جس پر ایمان لانے کی دعوت حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام دے رہے ہیں۔ یہ گویا فرعون کی ربوبیت کے دعویٰ کا انکار تھا۔

آیات ۱۲۳ تا ۱۲۶

فرعون کی دھمکی اور نو مسلموں کی استقامت

قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ	کہا فرعون نے تم ایمان لے آئے ہو اِس پر
قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ؕ	اِس سے پہلے کہ میں اجازت دیتا تمہیں
اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِی الْمَدِیْنَةِ	بے شک یہ ایک چال ہے جو تم نے چلی ہے شہر میں
لِتُخْرِجُوْا مِنْهَاۤ اَهْلَهَا ۚ	تاکہ تم نکال دو اِس شہر سے اِس کے رہنے والوں کو

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۲۳﴾	تو عنقریب تم جان لوگے۔
لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ	یقیناً میں ضرور بری طرح سے کاٹ دوں گا تمہارے ہاتھ اور پاؤں مخالف طرفوں سے
ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۲۴﴾	پھر یقیناً میں ضرور صلیب پر لٹکاؤں گا تم سب کے سب کو۔
قَالُوْٓا	کہا جادوگروں نے
اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۲۵﴾	بے شک ہم اپنے رب ہی کی طرف پلٹنے والے ہیں۔
وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ	اور تو بدلہ نہیں لے رہا ہم سے
اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا	مگر اِس کا کہ ہم ایمان لائے اپنے رب کی آیات پر
لَمَّا جَآءَتْنَا ؕ	جب وہ آئیں ہمارے پاس
رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا	اے ہمارے رب! انڈیل دے ہم پر صبر
ع ۱۴ وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ ع	اور وفات دے ہمیں اِس حال میں کہ ہم فرماں بردار ہوں۔

جادوگروں کے ہار جانے اور پھر حضرت موسیٰ ؑ پر ایمان لے آنے سے فرعون ڈر گیا کہ اب تو میری قوم بھی موسیٰ ؑ کے حق پر ہونے کو تسلیم کرلے گی۔ اُس نے بڑی عیاری سے اپنی قوم کی مت ماردی۔ اُس نے جادوگروں کو یہ کہہ کر کہ تم کیوں میری اجازت سے پہلے ہی ایمان لے آئے، قوم کو یہ تاثر دیا کہ میں تو خود چاہتا تھا کہ اگر موسیٰ ؑ کا حق پر ہونا ثابت ہو جائے تو سب کو اُن پر ایمان لانے کی اجازت دوں گا۔ پھر اُس نے جادوگروں پر الزام لگایا کہ تم نے موسیٰ ؑ کے ساتھ مل کر خفیہ سازش کی ہے۔ تمہارا آپس کا مقابلہ جعلی تھا۔ تمہاری سازش کا مقصد شہر کے اصلی باشندوں کو بے دخل کر کے شہر پر قبضہ کرنا ہے۔ اِن چالاکیوں کے بعد اُس نے اپنی حکومت کی ہیبت طاری کرنے کے لیے جادوگروں کو بے دردی سے قتل کرنے کی دھمکی دی۔ فرعون کی یہ ساری

مکاریاں ناکام ہو گئیں۔ جادو گروں نے اپنے آپ کو ہر سزا کے لیے پیش کر کے ثابت کر دیا کہ اُن کا ایمان لانا کسی سازش کا حصہ نہیں بلکہ اعترافِ حق کا نتیجہ ہے۔ ایمان کی قوت نے جادگروں کی سیرت میں کیسا انقلاب برپا کر دیا۔ وہی جادو گر جو مقابلہ سے پہلے فرعون سے انعام واکرام کی بھیک مانگ رہے تھے، ایمان لانے کے بعد فرعون کے تکبر کو ٹھوکر مار رہے ہیں اور اُس کی بدترین سزا کو خندہ پیشانی سے قبول کرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے التجا کر رہے ہیں کہ وہ فرعون کے ظلم وستم پر اُنہیں صبر کی توفیق بخشے اور راہِ مستقیم پر قائم رکھے۔

آیات ۱۲۷ تا ۱۲۹

بنی اسرائیل پر فرعون کا ظلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ایمان افروز نصیحت

وَ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ	اور کہا سرداروں نے فرعون کی قوم میں سے
اَتَذَرُ مُوْسٰى وَ قَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ	اے فرعون! کیا تو چھوڑے رکھے گا موسیٰؑ اور اُس کی قوم کو تاکہ وہ فساد پھیلائیں زمین میں
وَ يَذَرَكَ وَ اٰلِهَتَكَ ؕ	اور چھوڑے رہے موسیٰؑ تجھے اور تیرے معبودوں کو؟
قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ	کہا فرعون نے عنقریب ہم بری طرح سے قتل کریں گے اِن کے بیٹوں کو
وَ نَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۚ	اور زندہ رکھیں گے اِن کی عورتوں کو
وَ اِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾	اور بے شک ہم اِن پر غالب ہیں۔
قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ	فرمایا موسیٰؑ نے اپنی قوم سے
اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَ اصْبِرُوْا ۚ	مدد مانگو اللہ سے اور صبر کرو

اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ	بلاشبہ زمین تو اللہ ہی کی ہے
يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ	وہ وارث بناتا ہے اِس کا جسے چاہے اپنے بندوں میں سے
وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۸﴾	اور اچھا انجام پرہیزگاروں کے لیے ہے۔
وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ	قوم نے کہا (اے موسیٰؑ!) ہمیں ستایا گیا اِس سے پہلے کہ آپؑ آئے ہمارے پاس
وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا	اور اِس کے بعد بھی جب آپؑ آچکے ہیں ہمارے پاس
قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ	فرمایا موسیٰؑ نے قریب ہے تمہارا رب کہ وہ ہلاک کر دے تمہارے دشمن کو
وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِى الْاَرْضِ	اور جانشین بنادے تمہیں زمین میں
ع ۱۵ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ ع	پھر ظاہر کرے کہ کیسے تم عمل کرتے ہو؟

جادوگروں کے ایمان لانے اور اُس ایمان پر ڈٹ جانے کی وجہ سے فرعون اور اُس کے سرداروں کو خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں لوگ اِس پوری صورتِ حال سے متاثر ہو کر حضرت موسیٰؑ پر ایمان نہ لے آئیں اور ہمارے خلاف بغاوت نہ کر دیں۔ بغاوت کے امکانات کو مٹانے کے لیے فرعون نے فیصلہ کیا کہ بنی اسرائیل کے ہاں پیدا ہونے والے ہر بچے کو ذبح کر کے اِن کی نسل ہی ختم کر دی جائے۔ البتہ بچیوں کو زندہ رکھا جائے تاکہ اُن سے خدمت لی جا سکے۔ ایسے میں حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم کو نصیحت کی کہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اور ایمان پر ڈٹے رہو۔ زمین اللہ کی ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اِس کا وارث بنا دیتا ہے۔ البتہ آخرت کی کامیابی متقیوں کے لیے ہے۔ فرعونیوں نے اسرائیلی بچوں کو ذبح کرنے کا ظلم حضرت موسیٰؑ کی ولادت کے وقت بھی کیا تھا۔ جب بنی اسرائیل کو دوبارہ ایسی سخت آزمائش میں ڈال دیا گیا تو وہ سخت پریشان ہو گئے اور حضرت موسیٰؑ سے فریاد کرنے

لگے کہ تمہارے آنے سے پہلے بھی ہم پر یہی ظلم و ستم ہوتا رہا اور اب تم پر ایمان لانے کی بعد بھی ہم دوبارہ وہی ظلم و ستم سہ رہے ہیں۔ حضرت موسیٰ ؑ نے اُنہیں بشارت دی کہ عنقریب اللہ تعالیٰ ظالموں کا ظلم توڑ کے رکھ دے گا، تمہیں اِس سرزمین میں حکومت عطا کرے گا اور پھر تمہاری ایک دوسرے انداز سے آزمائش ہوگی۔ آج تمہاری آزمائش سختیوں اور مظالم سے ہو رہی ہے کہ تم صبر سے برداشت کرتے ہو یا نہیں پھر تمہیں حکومت عطا کر کے دیکھے گا کہ تم حاکم بن کر کیسے کام کرتے ہو؟

آیات ۱۳۰ تا ۱۳۱

اللہ تعالیٰ آفات نازل کیوں فرماتا ہے؟

وَ لَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَ نَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ	اور یقیناً ہم نے پکڑ کی فرعونیوں کی قحط سالی اور پھلوں کی پیداوار میں کمی سے
لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳۰﴾	تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔
فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ	تو جب آتی اُن پر خوش حالی تو کہتے ہمارا حق ہے یہ
وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ	اور اگر پہنچتی انہیں کوئی تکلیف
يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَ مَنْ مَّعَهٗ	تو نامبارکی ٹھہراتے موسیٰ ؑ اور اُن کے ساتھیوں کی
اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ	سن لو! بے شک اُن کی نامبارکی تو اللہ ہی کے پاس سے ہے
وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۱﴾	اور لیکن اُن میں سے اکثر نہیں جانتے۔

اِن آیات میں آلِ فرعون پر آفات کے نزول کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آفات اِس لیے نازل فرمائیں تاکہ اُن کے دلوں کی سختی دور ہو، وہ عافیت کے لیے اُس کے حضور گڑگڑائیں اور حضرت موسیٰ ؑ کی دعوت کی طرف متوجہ ہوں۔ بدقسمتی سے آلِ فرعون

نے آفات سے بھی کوئی سبق نہ سیکھا۔ جب اُن پر خوش حالی ہوتی تو کہتے کہ یہ ہماری عقل مندی اور حسنِ تدبیر کا نتیجہ ہے، ہم اِس بھلائی کے مستحق تھے۔ جب اُن پر کوئی آفت آتی اُس کا الزام حضرت موسیٰؑ اور اُن کے اصحاب کو دیتے۔ اِس طرف اُن کا دھیان نہ جاتا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کے جرائم کی سزا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دلوں کی ایسی سختی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۳۲ تا ۱۳۳

آلِ فرعون پر آفات کا نزول

وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ	اور کہا فرعونیوں نے (اے موسیٰؑ!) جو بھی تم لے آئے
لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ	ہمارے پاس نشانی
فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾	تاکہ تم جادو کرو ہم پر اُس کے ذریعہ
فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ	تو نہیں ہیں ہم تمہاری بات ماننے والے۔
وَالْجَرَادَ	پھر بھیجا ہم نے اُن پر طوفان
وَالْقُمَّلَ	اور ٹڈی دل
وَالضَّفَادِعَ	اور گھن کے کیڑے
وَالدَّمَ	اور مینڈک
اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۫	اور خون
فَاسْتَكْبَرُوْا	(یہ سب) نشانیاں تھیں جدا جدا
	پھر بھی اُنہوں نے تکبر کیا

وَ كَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۱۳۳﴾	اور وہ تھے مجرم لوگ۔

یہ آیات فرعونیوں کے دلوں کی سختی اور اُن کی ہٹ دھرمی کا نقشہ کھینچ رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر قحط سالی اور پیداوار میں کمی کی آفات بھیجیں۔ اِن آفات سے بجائے اِس کے کہ اُن کے دل نرم پڑتے، کہنے لگے یہ سب جادو کا کرشمہ ہے۔ حالاں کہ وہ جانتے تھے کہ جادو میں ہر گز ایسی طاقت نہیں کہ وہ کسی علاقہ پر قحط یا خشک سالی مسلط کر سکے۔ پھر بھی وہ کہنے لگے کہ ہم پر کیسا بھی جادو کر دیا جائے ہم موسیٰؑ کی بات نہیں مانیں گے۔ اب اللہ تعالیٰ نے یکے بعد دیگرے اُن پر پانچ آفات نازل فرمائیں۔ پہلی آفت طوفانی بارشوں کی صورت میں تھی جس نے اُن کے معمولاتِ زندگی کو درہم برہم کر دیا۔ دوسری آفت ٹڈی دل کے حملے تھے جنہوں نے فصلوں کو تباہ کر دیا۔ تیسری آفت وہ گھُن تھا جو گوداموں میں جمع شدہ غلے کو چٹ کر گیا۔ چوتھی آفت مینڈکوں کی کثرت تھی جس نے جینا دوبھر کر دیا۔ پانچویں آفت ہر شے میں خون کی آمیزش تھی جس نے اُس شے کو ناقابل استعمال بنا دیا۔ اِن آفات نے بھی فرعونیوں پر کوئی اثر نہ ڈالا اور وہ اپنی گمراہی پر قائم رہے۔ بلاشبہ وہ بدبخت لوگ سرکش، متکبر اور عادی مجرم تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی بدبختی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۳۴ تا ۱۳۶

آلِ فرعون کی وعدہ خلافی اور اِس کی سزا

وَ لَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ	اور جب آپڑا فرعونیوں پر عذاب
قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ	تو کہتے اے موسیٰؑ! دعا کرو ہمارے لیے اپنے رب سے اُس عہد کے واسطے سے جو اُس نے کر رکھا ہے تم سے
لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ	اگر تم ہٹا دو گے ہم سے یہ عذاب
لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ	تو ہم ضرور تمہاری بات مان لیں گے

وَ لَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۳۴﴾	اور ضرور بھیج دیں گے تمہارے ساتھ بنی اسرائیل کو۔
فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ	پھر جب ہم دور کر دیتے اُن سے عذاب
اِلٰۤى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ	ایک ایسی مدت تک وہ پہنچنے والے تھے جس کو
اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۱۳۵﴾	تو فوراً ہی وہ توڑ دیتے تھے عہد۔
فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ	تو ہم نے انتقام لیا اُن سے
فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ	پھر ہم نے غرق کر دیا انہیں دریا میں
بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا	اِس وجہ سے کہ اُنہوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو
وَ كَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾	اور وہ تھے اُن سے لاپروائی کرنے والے۔

فرعونیوں پر جب کوئی عذاب آتا تو حضرت موسیٰؑ سے دعا کے لیے التجا کرتے۔ کہتے آپ کی دعا ضرور قبول ہو گی کیوں کہ آپ کے رب نے اِس کا آپ سے عہد کر رکھا ہے۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اگر آپ کی دعا سے ہم پر سے عذاب ٹل گیا تو پھر ہم بنی اسرائیل کو آپ کے ساتھ بھیج دیں گے۔ البتہ ہر بار جیسے ہی آفت ٹل جاتی، وہ اپنے وعدے سے پھر جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اِس وعدہ خلافی اور آفاقی نشانیوں سے لاپروائی کی سزا دی۔ فرعون کو اُس کے لشکر سمیت دریا میں غرق کر دیا اور رہتی دنیا تک نشانِ عبرت بنا دیا۔

آیت ۱۳۷

بنی اسرائیل کے لیے صبر و برداشت کا انعام

وَ اَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ	اور ہم نے وارث بنا دیا اُن لوگوں کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے
مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا	اُس زمین کے مشرق و مغرب کا کہ ہم نے برکت رکھی تھی

	جس میں
وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۛ	اور پوری ہو گئی تمہارے رب کی بہترین بات بنی اسرائیل پر
بِمَا صَبَرُوْا ؕ	اِس وجہ سے کہ اُنھوں نے صبر کیا
وَ دَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَ قَوْمُهٗ	اور ہم نے برباد کر دیا اُسے جو کاریگری کیا کرتا تھا فرعون اور اُس کی قوم
وَ مَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ﴿۱۳۷﴾	اور (برباد کر دیں) جو وہ عمارات بلند کیا کرتے تھے۔

اِس آیت میں بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کے انعام کا ذکر ہے۔ بنی اسرائیل نے فرعونیوں کے ظلم و ستم برداشت کیے اور ایمان پر ثابت قدم رہے۔ اب اُن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے اپنا وہ اچھا وعدہ پورا کر دیا جو اُس نے حضرت موسیٰؑ کے ذریعہ اُن سے کیا تھا کہ ''قریب ہے تمہارا رب کہ وہ ہلاک کر دے تمہارے دشمن کو اور جانشین بنا دے تمہیں زمین میں پھر دیکھے کہ کیسے تم عمل کرتے ہو؟''۔ اب اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ایک ایسی سرزمین کے مشرق و مغرب کا وارث بنا دیا جس میں اُس نے برکات رکھی ہیں۔ قرآنِ حکیم میں برکت والی سرزمین فلسطین کو قرار دیا گیا ہے۔ اِس کی ظاہری برکات تو یہ ہیں کہ یہ علاقہ نہایت سرسبز و شاداب، خوش منظر اور زرخیز ہے۔ باطنی برکات یہ ہیں کہ یہ ملک بہت سے انبیاء علیہم السلام کا مسکن، مرکزِ تبلیغ اور مدفن ہے۔ حضرت یوشع بن نونؑ اور بعد ازاں حضرت طالوت کی قیادت میں جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعہ بنی اسرائیل نے یہ سرزمین فتح کی اور اس کے وارث بن گئے۔

آیات ۱۳۸ تا ۱۴۱

اَن دیکھے معبود کی عبادت سے انکار

وَ جٰوَزْنَا بِبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ	اور ہم نے پار اتارا بنی اسرائیل کو دریا کے

فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ	تو وہ آئے ایسے لوگوں کے پاس جو پوجنے میں مگن تھے اپنے بتوں کو
قَالُوْا يٰمُوْسَى	کہنے لگے بنی اسرائیل اے موسیٰؑ !
اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ؕ	بنادو ہمارے لیے ایسا ہی معبود جیسے اِن کے معبود ہیں
قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾	فرمایا موسیٰؑ نے بے شک تم لوگ جہالت کی بات کر رہے ہو۔
اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ	بے شک یہ لوگ، تباہ کیا جانے والا ہے وہ کام جس میں وہ لگے ہوئے ہیں
وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۹﴾	اور باطل ہے جو کچھ وہ کرتے چلے آرہے ہیں۔
قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا	فرمایا موسیٰؑ نے کیا اللہ کے سوا میں تلاش کروں تمہارے لیے کوئی اور معبود؟
وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾	حالاں کہ اُسی نے فضیلت دی ہے تمہیں تمام جہان والوں پر۔
وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ	اور یاد کرو جب نجات دی ہم نے تمہیں فرعونیوں سے
يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ۚ	وہ پہنچاتے تھے تمہیں سخت عذاب
يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ	بری طرح قتل کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو
وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ	اور زندہ رکھتے تھے تمہاری عورتوں کو

وَ فِیْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِیْمٌ ﴿۱۴۱﴾ ع ۱۴	اور اِس میں آزمائش تھی تمہارے رب کی طرف سے بہت بڑی۔

آلِ فرعون کی غلامی سے نجات پانے کے بعد بنی اسرائیل کا گزر ایک ایسی قوم پر سے ہوا جو اپنے بتوں کی پوجا کر رہی تھی۔ اُنہوں نے حضرت موسیٰ ؑ سے درخواست کی کہ ہمارے لیے بھی اِسی طرح کا معبود طے کر دیں جسے دیکھا جا سکتا ہو۔ بلاشبہ اَن دیکھے معبود کی عبادت لوگوں کے لیے آسان نہیں رہی بقول اقبال۔

کبھی اے حقیقتِ منتظر! نظر آلباسِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں

اور

خوگرِ پیکرِ محسوس تھی انساں کی نظر
مانتا پھر کوئی اَن دیکھے خدا کو کیوں کر

حضرت موسیٰ ؑ نے بنی اسرائیل کو سخت الفاظ میں ملامت کرتے ہوئے فرمایا کہ تم معبودِ حقیقی کو چھوڑ کر معبودانِ باطل کی پوجا کرنا چاہتے ہو حالاں کہ معبودِ حقیقی نے تمہیں تمام جہان والوں پر فضیلت دی ہے۔ اُسی نے تمہیں اُس فرعون کے ظلم و ستم سے بچایا جو تمہارے بیٹوں کو قتل کرتا تھا اور بچیوں کو زندہ رکھتا تھا۔ تمہاری یہ روش انتہائی ناشکری اور بے وفائی کا مظہر ہے۔

آیات ۱۴۲ تا ۱۴۳

اللہ تعالیٰ کے دیدار کی خواہش

وَ وٰعَدْنَا مُوْسٰی ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً	اور ہم نے میعاد مقرر کی موسیٰ ؑ سے تیس راتوں کی
وَّ اَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ	اور پورا کیا اُسے مزید دس راتوں سے
فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّهٖۤ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ۚ	تو پوری ہو گئی اُن کے رب کی مقرر مدت چالیس راتوں کی

وَ قَالَ مُوْسٰی لِاَخِیْهِ هٰرُوْنَ	اور فرمایا تھا موسیٰؑ نے اپنے بھائی ہارونؑ سے
اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ	میری نیابت کرنا میری قوم میں
وَ اَصْلِحْ	اور اِصلاح کرتے رہنا
وَ لَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۱۴۲﴾	اور پیروی نہ کرنا فساد کرنے والوں کے راستے کی۔
وَ لَمَّا جَآءَ مُوْسٰی لِمِیْقَاتِنَا	اور جب آئے موسیٰؑ ہمارے مقرر کیے وقت پر
وَ كَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ	اور گفتگو کی اُن سے اُن کے رب نے
قَالَ رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْكَ ؕ	عرض کرنے لگے اے میرے رب! دکھا مجھے (جلوہ) تاکہ میں دیکھوں تیری طرف
قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ	فرمایا اللہ نے تم ہرگز نہیں دیکھ سکتے مجھے
وَ لٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ	البتہ دیکھو اُس پہاڑ کی طرف
فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ	سو اگر یہ ٹھہرا رہا اپنی جگہ پر
فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ ۚ	تو تم بھی دیکھ سکو گے مجھے
فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ	پھر جب تجلی ڈالی اُن کے رب نے پہاڑ پر
جَعَلَهٗ دَكًّا	تو کر دیا اُسے ریزہ ریزہ
وَّ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ	اور گر پڑے موسیٰؑ بے ہوش ہو کر
فَلَمَّاۤ اَفَاقَ	پھر جب وہ ہوش میں آئے

قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ	پکار اُٹھے پاک ہے تو (اے اللہ) ! میں توبہ کرتا ہوں تیری جناب میں
وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴۳﴾	اور میں سب سے پہلا ہوں ایمان لانے والوں میں۔

مصر سے ہجرت کے بعد جب بنی اسرئیل کو ایک آزاد قوم کی حیثیت حاصل ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں شریعت عطا کرنے کا فیصلہ فرمایا۔اِس کے لیے حضرت موسیٰؑ کو کوہِ طور پر بلایا اور چالیس روز تک روزے رکھنے ، شب و روز عبادت کرنے اور تفکر و تدبر کرنے کی ریاضت سے گزارا۔اِس ریاضت کا مقصود یہ تھا کہ وہ روحانی طور پر اِس قابل ہو جائیں کہ شریعتِ الٰہی کا نزول جذب کر سکیں۔کوہِ طور کی طرف روانہ ہوتے وقت اُنہوں نے اپنے بھائی حضرت ہارونؑ کو قوم میں اپنا نائب بنایا۔اُنہیں قوم کی اصلاح کرنے کی ہدایت دی اور فسادیوں کی بات کو اہمیت دینے سے منع فرمایا۔کوہِ طور پر جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو شرفِ ہم کلامی بخشا تو آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجھے اپنے رُخِ انور کا دیدار کرائیے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم مجھے نہیں دیکھ سکتے۔البتہ میں اپنی تجلی پہاڑ پر ڈالتا ہوں۔اگر پہاڑ اپنی جگہ قائم رہ گیا تو تم مجھے دیکھ سکو گے۔جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر تجلی ڈالی تو وہ پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا اور حضرت موسیٰؑ یہ منظر دیکھ کر بے ہوش ہو گئے۔جب ہوش آیا تو بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا کہ اے اللہ !(ہم کمزور ہیں) تو پاک ہے ہر کمزوری سے، میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔

آیات ۱۴۴ تا ۱۴۵

تورات کا نزول اور اُس کی افادیت

قَالَ يٰمُوْسٰٓى	فرمایا اللہ نے اے موسیٰؑ !
اِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِيْ وَ بِكَلَامِيْ	بے شک میں نے چن لیا ہے تمہیں لوگوں پر اپنی پیغمبری اور شرفِ ہم کلامی کے ساتھ
فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ	پس پکڑ لو جو میں نے دیا ہے تمہیں (شریعت میں سے)

وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾	اور ہو جاؤ شکر کرنے والوں میں سے
وَ كَتَبْنَا لَهٗ فِي الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً	اور ہم نے لکھ دی اُن کے لیے تختیوں میں ہر چیز کی نصیحت
وَّ تَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۚ	اور تفصیل ہر چیز کی
فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ	تو پکڑ لو اِسے مضبوطی سے
وَّ اْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ؕ	اور حکم دو اپنی قوم کو کہ وہ بھی پکڑ لے اِسے اچھی طرح سے
سَاُوْرِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۴۵﴾	عنقریب میں دکھاؤں گا تمہیں نافرمانوں کا گھر۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰؑ کی دل جوئی فرما رہے ہیں۔اُن سے کہا جا رہا ہے کہ اگرچہ آپؑ کی دیدارِ الٰہی کی خواہش تو پوری نہیں کی گئی لیکن اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو رسالت عطا کر کے اور شرفِ ہم کلامی عطا کر کے خاص اعزاز سے نوازا ہے۔اب اللہ تعالیٰ آپؑ کو تورات کی صورت میں شریعت جیسی عظیم نعمت دے رہا ہے۔یہ نعمت تحریری صورت میں دی جا رہی ہے۔اِس تحریر میں درد بھری نصیحت اور شریعت کے حوالے سے تفصیلی ہدایت درج ہے۔اللہ تعالیٰ کی اِن نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا تقاضا ہے کہ آپؑ اور آپ کی قوم تورات کی تعلیمات پر پورے جذبہ سے عمل کرے۔عنقریب اللہ تعالیٰ آپؑ کی قوم کو عروج دینے کے لیے اُس فلسطین پر فتح عطا فرما دے گا جہاں اِس وقت فاسق لوگوں کی حکومت ہے۔بلاشبہ کتابِ الٰہی پر عمل ہی سے عروج حاصل ہو سکتا ہے۔ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَاماً وَّيَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ (مسلم)

”بے شک اللہ عروج عطا فرمائے گا اِس کتاب کے ذریعہ قوموں کو اور پست کر دے گا اِس کتاب کو چھوڑنے کی وجہ سے دوسروں کو۔“

آیات ۱۴۶ تا ۱۴۷

تکبر کرنے والے کے لیے سزا

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ	عنقریب میں پھیر دوں گا اپنی آیات سے اُن لوگوں کو جو تکبر کرتے ہیں زمین میں ناحق
وَ اِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ	اور اگر وہ دیکھ لیں تمام نشانیاں
لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ	ایمان نہیں لائیں گے اُن پر
وَ اِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ	اور اگر وہ دیکھ لیں بھلائی کا راستہ
لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ	تو نہیں بناتے اُسے اپنے لیے راستہ
وَ اِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ	اور اگر وہ دیکھ لیں گمراہی کا راستہ
يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ؕ	بنا لیتے ہیں اُسے اپنے لیے راستہ
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا	یہ اس لیے کہ بے شک اُنھوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو
وَ كَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۴۶﴾	اور وہ تھے اُن سے لاپرواہی کرنے والے۔
وَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا	اور جنھوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو
وَ لِقَآءِ الْاٰخِرَةِ	اور آخرت کی ملاقات کو
حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ؕ	ضائع ہو گئے اُن کے اعمال

ع ۱۹ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۷﴾	وہ بدلہ میں نہیں دیے جائیں گے مگر وہی جو وہ عمل کیا کرتے تھے۔

یہ آیات ایسے لوگوں کے لیے سزا بیان کر رہی ہیں جو تکبر کرتے ہیں۔ دنیا میں وہ اللہ تعالیٰ کی آیات دیکھتے ہیں اور سنتے ہیں لیکن ہدایت پانے سے محروم کر دیے جاتے ہیں۔ ہدایت کا راستہ دیکھ لیں تب بھی اُنہیں اُسے اختیار کرنے کی توفیق نہیں ملتی اور وہ گمراہی کے راستے پر ہی چلتے رہتے ہیں۔ آخرت میں اُن کی نیکیاں برباد کر دی جائیں گی اور وہ اپنے سیاہ اعمال کا بدلہ پاکر رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تکبر اور ایسی تمام محرومیوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۴۸ تا ۱۴۹

بچھڑے کی پرستش

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ	اور بنالیا قومِ موسیٰؑ نے اُن کے (طور پر) جانے کے بعد اپنے زیورات سے ایک بچھڑے جیسا جسم جس کی گائے جیسی آواز تھی
اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ	کیا نہیں دیکھا اُنہوں نے کہ وہ نہ بات کر سکتا ہے اُن سے
وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۘ	اور نہ دکھا سکتا ہے اُنہیں کوئی راستہ
اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۸﴾	اُنہوں نے بنالیا اُسے معبود اور وہ تھے ظالم۔
وَلَمَّا سُقِطَ فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ	اور جب ڈال دی گئی (ندامت) اُن کے ہاتھوں میں (یعنی وہ نادم ہوئے)
وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ	اور اُنہوں نے دیکھا کہ بے شک وہ تو واقعی بھٹک گئے ہیں

قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا	کہنے لگے کہ یقیناً اگر نہ رحم کیا ہم پر ہمارے رب نے
وَيَغْفِرْ لَنَا	اور نہ بخشا ہمیں
لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾	ہم ضرور ہو جائیں گے خسارہ پانے والوں میں سے۔

جب حضرت موسیٰؑ اللہ تعالیٰ سے شرفِ ملاقات کے لیے کوہِ طور پر تشریف لے گئے تو اُن کے پیچھے سامری نامی شخص نے لوگوں سے اُن کے زیورات لے کر پگھلائے، بچھڑے کی طرح کا ایک پتلا بنایا اور اُس کے معبود ہونے کا اعلان کر دیا۔ قوم کے کچھ افراد نے اُس بچھڑے کی مورتی کی پوجا شروع کر دی۔ اُن عقل کے اندھوں کو اتنی بات بھی سمجھ نہ آئی جو معبود اُنہوں نے گھڑ لیا ہے، جب وہ کوئی بات ہی نہیں کر سکتا تو اُن کی کیا رہنمائی کرے گا؟ حضرت ہارونؑ نے اُنہیں اِس شرک سے منع کیا مگر وہ باز نہ آئے۔ البتہ جلد ہی اُنہیں احساس ہو گیا کہ سامری نے اُنہیں گمراہ کر دیا ہے۔ اب وہ پشیمان ہو کر اللہ تعالیٰ سے بخشش اور رحم کی التجا کرنے لگے۔

آیات ۱۵۰ تا ۱۵۱

بچھڑے کی پرستش پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ناراضی

وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ	اور جب لوٹے موسیٰؑ اپنی قوم کی طرف شدید غصے میں افسوس کرتے ہوئے
قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ بَعْدِيْ ۚ	فرمایا (اے قوم!) بہت بری جانشینی کی ہے تم نے میری میرے بعد
اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ	کیا تم نے جلدی کی اپنے رب کے حکم کے (انتظار کے) حوالے سے

وَ اَلْقَى الْاَلْوَاحَ	اور ڈال دیں موسیٰؑ نے تختیاں (ایک طرف)
وَ اَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ	اور پکڑ لیا سر اپنے بھائی کا
يَجُرُّهٗۤ اِلَيْهِ ؕ	کھینچنے لگے اُسے اپنی طرف
قَالَ ابْنَ اُمَّ	کہا ہارونؑ نے اے میری ماں کے بیٹے!
اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ	بے شک قوم نے بے بس کر دیا تھا مجھے
وَ كَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ۪	اور قریب تھا کہ وہ قتل کر دیں مجھے
فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَآءَ	سو نہ ہنساؤ مجھ پر دشمنوں کو
وَ لَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝	اور نہ شامل کرو مجھے ظالم لوگوں کے ساتھ۔
قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَ لِاَخِيْ	التجا کی موسیٰؑ نے اے میرے رب! بخش دے مجھے اور میرے بھائی کو
وَ اَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ	اور داخل فرما ہمیں اپنی رحمت میں
ع ۱۸ ۸ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝	اور تو ہی سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو کوہِ طور پر آگاہ فرما دیا کہ آپؑ کی قوم نے آپؑ کے پیچھے بچھڑے کی مورتی کی پوجا شروع کر دی ہے۔ آپؑ انتہائی غصہ میں قوم کی طرف واپس تشریف لائے۔ شرک کرنے والوں کو سختی سے ڈانٹ ڈپٹ کی۔ اپنے بھائی حضرت ہارونؑ سے پوچھا کہ اُنہوں نے قوم کو شرک کرنے سے کیوں نہ روکا؟ اُنہوں نے عذر پیش کیا کہ شرک سے روکنے پر مجرمین میرے خلاف آپے سے باہر ہو گئے اور وہ تو مجھے قتل کرنے کے درپے تھے۔ حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے اپنی اور اپنے بھائی کی بخشش کی التجا کی اور اُس سے اپنی رحمت میں داخل کرنے کا سوال کیا۔

آیات ۱۵۲ تا ۱۵۴

توبہ کرنے اور نہ کرنے کے نتائج

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ	بے شک جنہوں نے معبود بنایا بچھڑے کو
سَیَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ	عنقریب پہنچے گا انہیں غضب اُن کے رب کی طرف سے
وَ ذِلَّةٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؕ	اور ذلت دنیوی زندگی میں
وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُفْتَرِیْنَ ﴿۱۵۲﴾	اور اِسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں جھوٹ گھڑنے والوں کو۔
وَ الَّذِیْنَ عَمِلُوا السَّیِّاٰتِ	اور جنہوں نے کیے برے اعمال
ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَ اٰمَنُوْۤا ۫	پھر توبہ کی اِس کے بعد اور ایمان لائے
اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۵۳﴾	بے شک آپ کا رب اِس کے بعد یقیناً بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔
وَ لَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَی الْغَضَبُ	اور جب ٹھنڈا ہو گیا موسیٰؑ کا غصہ
اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ۖۚ	اُنہوں نے اُٹھالیا تختیوں کو
وَ فِیْ نُسْخَتِهَا هُدًی وَّ رَحْمَةٌ	اور اُن کی تحریر میں ہدایت اور رحمت تھی
لِّلَّذِیْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ یَرْهَبُوْنَ ﴿۱۵۴﴾	اُن کے لیے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ جن لوگوں نے بچھڑے کو معبود بنایا اُنہیں عنقریب دنیا کی ذلت اور آخرت کے عذاب کا سامنا کرنا ہوگا۔ دنیا کی ذلت اِس طرح پہنچی کہ اُنہیں مرتد قرار دے کر قتل کر دینے کا حکم دیا گیا۔ دنیا کی ذلت دیکھنے کے باوجود اگر وہ اپنے کیے پر نادم نہ ہوئے تو پھر وہ آخرت کی سزا بھی بھگتیں گے۔ البتہ جو لوگ اپنے کیے پر اظہارِ ندامت اور توبہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ اُن کے حق میں شانِ رحیمی و غفوری ظاہر فرمائے گا۔ یہ اُن کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے شانِ رحیمی کی ہی ایک صورت تھی کہ اُنہیں تورات عطا کی گئی جس کی تعلیمات اُن کے لیے روحانی سکون، معاشرتی چین اور ہر معاملہ میں متوازن رہ نمائی کا مظہر تھیں۔

آیات ۱۵۵ تا ۱۵۶

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا اور اللہ تعالیٰ کا جواب

وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا ۚ	اور چنے موسیٰؑ نے اپنی قوم سے ستر آدمی ہمارے مقررہ وقت کے لیے
فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ	پھر جب پکڑ لیا اُنہیں زلزلے نے
قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ	عرض کی موسیٰؑ نے اے میرے رب! اگر تو چاہتا
اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّاَىَ ۭ	ہلاک کر دیتا اِنہیں اِس سے پہلے اور مجھے بھی
اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ	کیا تو ہلاک کرتا ہے ہمیں اُس کی وجہ سے جو کام کیا ہے کچھ احمقوں نے ہم میں سے
اِنْ هِىَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ۭ	نہیں ہے یہ مگر تیری آزمائش
تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ ۭ	تو گمراہ کرتا ہے اِس سے جسے چاہتا ہے
وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ	اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے

اَنْتَ وَلِيُّنَا	تو ہمارا کارساز ہے
فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا	پس بخش دے ہمیں اور رحم فرما ہم پر
وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾	اور تو بہترین بخشنے والا ہے۔
وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ	اور لکھ دے ہمارے لیے اس دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھی
اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ؕ	بے شک ہم نے رجوع کیا ہے تیری طرف
قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ	فرمایا اللہ نے جو میرا عذاب ہے، میں پہنچاتا ہوں اُسے جسے چاہتا ہوں
وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ؕ	اور جو میری رحمت ہے وہ گھیرے ہوئے ہے ہر چیز کو
فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ	پس عنقریب میں لکھ دوں گا اُسے اُن لوگوں کے لیے جو پرہیزگاری اختیار کرتے ہیں
وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ	اور دیتے ہیں زکوٰۃ
وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ ۚ	اور جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں۔

اِن آیات میں اُس واقعہ کا بیان ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کے سامنے تورات کی تعلیمات پیش کیں تو اُنہوں نے آپؑ پر عدم اعتماد کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں کیسے یقین آئے کہ یہ اللہ تعالیٰ ہی کا کلام ہے؟ اُنہیں اطمینان دلانے کے لیے آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور رہنمائی مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ قوم کے چند منتخب آدمیوں کو کوہِ طور پر لے آئیں۔ ہم آپؑ کو اپنا کلام سنائیں گے تو اُنہیں بھی ہمارے کلام کے بارے میں یقین آجائے گا۔ حضرت موسیٰؑ ستر منتخب آدمیوں کو کوہِ طور پر لے گئے۔ وہاں

جا کر وہ کہنے لگے ہم تو اُس وقت یقین کریں گے جب اللہ تعالیٰ کو بالکل سامنے دیکھ لیں۔اِس طرح سے ضد کرنے پر اللہ تعالیٰ نے اُنہیں سزا دی۔آسمانی بجلی اور زمینی زلزلہ نے اُنہیں ہلاک کر دیا۔حضرت موسیٰ ؑ نے گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے اُن کے لیے معافی طلب کی۔اللہ تعالیٰ نے آپ ؑ کی دعا قبول فرماتے ہوئے اُنہیں پھر سے زندہ کر دیا۔جب حضرت موسیٰ ؑ نے محسوس کیا کہ اللہ تعالیٰ اِس وقت دعا قبول فرمانے کی شان میں ہے تو عرض کیا کہ اے اللہ! ہمارے لیے دنیا و آخرت میں بھلائی لکھ دے۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ارشاد ہوا کہ میری رحمت تو ہر مخلوق کے شاملِ حال ہے۔البتہ رحمتِ خاص یعنی آخرت میں رحمت اُن کو عطا کروں گا جو میری نافرمانی سے بچتے ہیں، میری راہ میں مال خرچ کرتے ہیں اور جو میری آیات پر دل و جان سے گہرا ایمان یعنی یقین رکھتے ہیں۔

آیت ۱۵۷

اتباعِ رسول ﷺ کا میدان اور آپ ﷺ سے تعلق کی بنیادیں

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ	جو لوگ پیروی کرتے ہیں اُس رسولؐ کی جو امی نبی ہیں
الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ ۫	ایسے نبیؐ کہ وہ پاتے ہیں اُن کا ذکر لکھا ہوا اپنے پاس تورات اور انجیل میں
یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ	وہ حکم دیتے ہیں اُنہیں نیکی کا
وَ یَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ	اور روکتے ہیں اُنہیں برائی سے
وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ	حلال ٹھہراتے ہیں اُن کے لیے پاکیزہ چیزیں
وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىِٕثَ	اور حرام کرتے ہیں اُن پر ناپاک چیزیں
وَ یَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ	اور اُتارتے ہیں اُن سے اُن کے بوجھ

وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ ؕ	اور وہ طوق جو جکڑے ہوئے تھے انہیں
فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ	تو جو لوگ ایمان لائے اُن پر
وَعَزَّرُوْهُ	اور تعظیم کی اُن کی
وَنَصَرُوْهُ	اور مدد کی اُن کی
وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ ۙ	اور پیروی کی اُس نور کی جو اُتارا گیا اُن کے ساتھ
اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ ع	وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری رحمتِ خاص اُن کے لیے ہے جو نبی اکرم ﷺ کا اتباع کریں۔ اتباع کے حوالے سے آپ ﷺ کی تین شانوں کو نمایاں کیا گیا:

۱۔ نیکی کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا۔

۲۔ پاکیزہ چیزوں کو حلال کرنا اور خبیث چیزوں کو حرام ٹھہرانا۔

۳۔ بدعات، توہمات اور ظالمانہ نظام کے بوجھ نوعِ انسانی سے دور کرنا۔

آیت کے آخر میں فرمایا کہ وہی لوگ فلاح پائیں گے جو آپ ﷺ کے تعلق کی درج ذیل شرائط پوری کریں:

۱۔ آپ ﷺ پر ایمان لائیں۔

۲۔ آپ ﷺ کا ادب و احترام اور توقیر و تعظیم کریں۔

۳۔ خدمتِ دین کے مشن میں آپ ﷺ کے دست و بازو بنیں۔

۴۔ جو نورِ قرآن آپ ﷺ پر نازل ہوا ہے اُس کی پیروی کریں۔

آیت ۱۵۸

نبی اکرم ﷺ آخری نبی اور کامل رسول ہیں

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا	اے نبیؐ! فرما دیجیے اے لوگو! بے شک میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف
الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ	وہ اللہ جس کے لیے بادشاہی ہے آسمانوں اور زمین کی
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ	نہیں کوئی معبود سوائے اُس کے
يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۠	وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے
فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ	پس ایمان لاؤ اللہ پر
وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ	اور اُس کے رسول ﷺ پر جو امی نبی ہیں
الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ	جو ایمان رکھتے ہیں اللہ پر
وَكَلِمٰتِهٖ	اور اُس کے سب کلاموں پر
وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾	اور پیروی کرو اُن کی تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

اِس آیت میں نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ ﷺ اعلان فرمادیں کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ آپ ﷺ واحد رسول ہیں جن کی رسالت تمام انسانوں کے لیے، زمین کے تمام خطوں کے لیے اور قیامت تک آنے والے تمام زمانوں کے لیے ہے۔ آپ ﷺ کے بعد اب کسی نبی یا رسول کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ گویا آپ ﷺ آخری نبی ہیں اور رسولِ کامل ہیں۔ اب دنیا کے تمام انسانوں کی بھلائی اِسی میں ہے کہ وہ آپ ﷺ پر نہ صرف ایمان لائیں بلکہ آپ ﷺ کی پیروی بھی کریں۔ ایسا کرنے ہی سے اُنہیں ہدایت ملے گی اور ابدی کامیابی بھی۔

آیت ۱۵۹

ہر معاشرے میں ایک گروہ اہل حق کا ہوتا ہے

وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ	اور موسیٰؑ کی قوم میں کچھ لوگ ہیں جو رہنمائی کرتے ہیں حق کے ساتھ
وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾	اور اِسی حق کے ساتھ وہ عدل کرتے ہیں۔

یہ آیت آگاہ کر رہی ہے کہ اگرچہ بنی اسرائیل کی اکثریت فاسق رہی ہے لیکن اُن میں ایک گروہ ہمیشہ ایسا رہا ہے جو حق کی پیروی اور تبلیغ کرتا ہے اور اپنے معاملات کے فیصلے اِسی کے مطابق کرتا ہے۔ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے تورات و انجیل کے زمانہ میں اِن کی ہدایات پر عمل کیا۔ پھر جب خاتم الانبیاء ﷺ آئے تو تورات و انجیل کی بشارت کی روشنی میں آپ ﷺ پر ایمان لائے اور آپ ﷺ کی پیروی کی۔ اِس آیت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ رہنمائی عطا فرما رہا ہے کہ سرکش اور بگڑی ہوئی قوموں میں ایک گروہ صالحین کا موجود ہوتا ہے۔ دیانت داری کا تقاضا ہے کہ جب کسی قوم کے سرکشوں کی مذمت کی جائے تو وہیں اُن کے صالحین کی تحسین بھی کی جائے۔

آیت ۱۶۰

صحراء میں بنیادی ضروریات کی معجزانہ فراہمی

وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ؕ	اور ہم نے بانٹ دیا اُنہیں بارہ قبیلوں میں جو الگ الگ نسلیں تھیں
وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى	اور ہم نے وحی کیا موسیٰؑ کی طرف
اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗٓ	جب پانی مانگا اُن سے اُن کی قوم نے

اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ	کہ مارو اپنی لاٹھی سے اِس پتھر کو
فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا	تو پھوٹ نکلے اُس میں سے بارہ چشمے
قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ	پہچان لیا ہر ایک گروہ نے اپنا اپنا گھاٹ
وَ ظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ	اور ہم نے سایہ کیا اُن پر بادلوں کا
وَ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى ؕ	اور ہم نے اُتارا اُن پر من اور سلویٰ
كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ	کھاؤ اِن پاک چیزوں میں سے جو ہم نے دی ہیں تمہیں
وَ مَا ظَلَمُوْنَا	اور نہیں ظلم کیا اُنہوں نے ہم پر
وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾	اور لیکن وہ اپنی ہی جانوں پر ظلم کرتے رہے۔

حضرت اسرائیل یعنی یعقوبؑ کو اللہ تعالیٰ نے بارہ بیٹے عطا کیے تھے۔اِن بارہ بیٹوں کی نسل سے بارہ قبیلے وجود میں آگئے جو بنی اسرائیل کہلائے۔جب یہ فرعون کی غلامی سے نجات پاکر صحراء سیناء میں آئے تو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں معجزانہ طور پر بنیادی ضروریات زندگی فراہم کیں۔بارہ قبیلوں کے لیے ایک پتھر سے پانی کے بارہ چشمے جاری کردیے۔سورج کی تمازت سے بچانے کے لیے بادلوں کو اُن پر مسلسل سائبان بنادیا۔من وسلویٰ کی صورت میں اُنہیں بہترین خوراک فراہم کی۔بنی اسرائیل کی بدنصیبی کہ اُنہوں نے اِن نعمتوں کی ناشکری کی اور پھر نعمتوں سے محروم کردیے گئے۔ناشکری کرکے اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگاڑا بلکہ اپنا ہی نقصان کیا۔

آیات ۱۶۱ تا ۱۶۲

بنی اسرائیل کی ناشکری

وَ اِذْ قِیْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْیَةَ	اور جب کہا گیا اُنہیں آباد ہو جاؤ اِس شہر میں
وَ كُلُوْا مِنْهَا حَیْثُ شِئْتُمْ	اور کھاؤ اِس میں سے جہاں سے تم چاہو
وَ قُوْلُوْا حِطَّةٌ	اور کہو بخش دے ہمیں
وَّ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا	اور داخل ہو دروازہ سے جھکتے ہوئے
نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِیٓـٰٔتِكُمْ ؕ	ہم بخش دیں گے تمہاری خطائیں
سَنَزِیْدُ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۶۱﴾	مزید نوازیں گے نیکی کرنے والوں کو۔
فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا	پھر بدل دیا اُن لوگوں نے جنہوں نے ظلم کیا تھا اُن میں سے بات کو
غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَهُمْ	برخلاف اُس بات کے جو کہی گئی اُن سے
فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ	تو ہم نے بھیجا اُن پر عذاب آسمان سے
بِمَا كَانُوْا یَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ ع ۲۰ ۱۹	اِس وجہ سے کہ وہ ظلم کیا کرتے تھے۔

اِن آیات میں بیان ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فاتح کی حیثیت سے ایک شہر میں داخل ہونے کا اعزاز عطا کیا۔ بخشش کی دعا مانگنے پر بخشش کی بشارت دی گئی۔ اُنہیں تلقین کی گئی کہ شہر میں اکڑتے ہوئے نہیں بلکہ عاجزی کے ساتھ داخل ہونا۔ بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کی۔ شہر میں بڑے تکبر کے ساتھ داخل ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگنے کی بجائے کہنے

لگے کہ ہم من و سلویٰ کھا کھا کر اکتا گئے ہیں، ہمیں گندم دی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے نعمتوں کی اِس ناقدری کی سزا کے طور پر اُنہیں دردناک عذاب سے دوچار کیا۔

آیات ۱۶۳ تا ۱۶۴

برائیوں سے روکنا کیوں ضروری ہے؟

وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ	اور پوچھو اُن سے حال اُس بستی کا جو آباد تھی دریا کے کنارے
اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ	جب وہ حد سے بڑھنے لگے ہفتے کے دن کے حکم میں
اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا	جب آیا کرتیں اُن کے پاس اُن کی مچھلیاں اُن کے ہفتہ کے دن پانی پر تیرتی ہوئیں
وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۛ	اور جس روز ہفتہ نہ ہوتا وہ نہ آتیں اُن کے پاس
كَذٰلِكَ ۛ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۳﴾	اِسی طرح ہم آزماتے تھے اُنہیں اِس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔
وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ	اور جب کہا ایک گروہ نے اُن میں سے
لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ	تم کیوں نصیحت کرتے ہو اُس قوم کو، اللہ ہلاک کرنے والا ہے جنہیں
اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ	یا عذاب دینے والا ہے اُنہیں سخت عذاب؟
قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ	کہنے لگے عذر پیش کرنے کے لیے تمہارے رب کے

	سامنے
وَ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۴﴾	اور شاید کہ وہ پرہیزگاری اختیار کریں۔

یہ آیات اصحابِ سبت کی داستان بیان کر رہی ہیں۔ اُن کا تعلق بنی اسرائیل کے ایک قبیلہ سے تھا جو ایک دریا کے کنارے آباد تھا۔ اِس قبیلہ کی گزراوقات مچھلیوں کے شکار پر تھی۔ اللہ تعالیٰ نے جب بنی اسرائیل کے لیے سبت یعنی ہفتہ کا دن عبادت کے لیے مقرر کیا تو بنی اسرائیل کے لیے اُس روز کاروبارِ دنیا ممنوع ہو گیا۔ اب سبت کے روز مچھلیوں کا شکار نہیں کیا جا سکتا تھا۔ مچھلیوں کو بھی اِس کا شعور ہو گیا اور وہ اِس روز بڑی تعداد میں پانی کی سطح پر تیرتی ہوئی دکھائی دیتیں۔ اب قبیلہ میں سے ایک گروہ نے یہ حیلہ کیا کہ وہ سبت کے دن دریا کے ساتھ ساتھ گڑھے کھودتے اور دریا کے پانی کے لیے گڑھوں تک پہنچنے کا راستہ بناتے۔ پانی کے ساتھ مچھلیاں بھی گڑھوں میں آ جاتیں۔ اگلے روز جا کر مچھلیاں پکڑ لیتے۔ گویا ہفتے کے روز شکار نہ کرتے لیکن عبادت کی بجائے اپنا وقت مچھلیوں کو گڑھوں میں جمع کرنے میں لگا دیتے۔ اِس حیلہ ساز گروہ کو اصحابِ سبت کہا جاتا ہے۔ بستی میں ایک دوسرا گروہ صالحین کا تھا جو اصحابِ سبت کو اُن کی حیلہ سازی سے منع کرتا تھا۔ بستی میں ایک تیسرا گروہ بھی تھا جو حیلہ سازی نہیں کرتا تھا لیکن اصحابِ سبت کو اُن کی حیلہ سازی کے جرم سے روکتا بھی نہیں تھا۔ تیسرا گروہ، صالحین کو منع کرتا تھا کہ اصحابِ سبت کو وعظ و نصیحت مت کرو۔ اِس سے بستی میں ایک جھگڑے کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ صالحین نے اُنہیں نہایت ہی ایمان افروز جواب دیا کہ ہم برائی سے اِس لیے روکتے ہیں تاکہ تمہارے رب کے سامنے عذر پیش کر سکیں کہ ہم نے تو تیری نافرمانی کو برداشت نہ کیا۔ پھر یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نصیحت میں اثر پیدا فرمائے اور اصحابِ سبت اپنے جرم سے باز آ جائیں۔

آیات ۱۶۵ تا ۱۶۶

عذاب سے بچنے کے لیے برائیوں سے روکنا ضروری ہے

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ	پھر جب اصحابِ سبت نے فراموش کر دی وہ بات اُنہیں نصیحت کی گئی تھی جس کی

اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ	ہم نے بچالیا اُن لوگوں کو جو روکتے تھے برائی سے
وَ اَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَئِيْسٍۢ	اور پکڑ لیا اُنہیں جنہوں نے ظلم کیا تھا برے عذاب میں
بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۵﴾	اِس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کیا کرتے تھے۔
فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ	پھر جب وہ حد سے گزرنے لگے اُس کام میں اُنہیں روکا گیا تھا جس سے
قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ﴿۱۶۶﴾	کہا ہم نے اُن سے ہو جاؤ ذلیل بندر۔

جب اصحابِ سبت اصلاح پر آمادہ نہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی بستی پر بڑا عذاب نازل کیا۔ البتہ عذاب سے وہ لوگ بچا لیے گئے جو برائی سے روکتے تھے۔ عذاب اُن پر بھی آیا جو خود برائی نہیں کرتے تھے لیکن دوسروں کو برائی سے روکتے بھی نہیں تھے۔ برائی سے نہ روکنا بھی ایک بہت بڑا جرم ہے۔ عذاب کے باوجود جب اصحابِ سبت حد سے گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی صورتیں مسخ کر دیں اور اُنہیں بندر بنا دیا۔

آیات ۱۶۷ تا ۱۶۸

بنی اسرائیل پر قیامت تک عذاب کے کوڑے برستے رہیں گے

وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ	اور جب اعلان کر دیا تمہارے رب نے
لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ؕ	وہ ضرور بھیجتا رہے گا اُن پر قیامت کے دن تک اُسے جو چکھائے گا اُنہیں برا عذاب
اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ۚ	بے شک تمہارا رب یقیناً جلد سزا دینے والا ہے

وَ اِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۶۷﴾	اور بے شک وہ یقیناً بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔
وَ قَطَّعْنٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ	اور ہم نے تقسیم کر دیا اُنہیں زمین میں گروہوں میں
مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ	اُن میں سے کچھ نیک ہیں
وَ مِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ ۫	اور اُن میں سے کچھ اور طرح کے ہیں
وَ بَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَ السَّیِّاٰتِ	اور ہم نے آزمایا اُنہیں خوش حالیوں اور بدحالیوں سے
لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۱۶۸﴾	تاکہ وہ رجوع کریں (اللہ کی طرف)۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ بنی اسرائیل میں نیک لوگ بھی تھے اور برے بھی۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں کبھی نعمتوں سے اور کبھی مصائب سے آزماتا رہا۔ مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمادیا کہ قیامت تک بنی اسرائیل کو اُن کی بداعمالیوں کی سزا دینے کے لیے سخت گیر افراد اُن پر مسلط کیے جاتے رہیں گے جو اُنہیں بدترین عذاب دیں گے۔ یہ بات قرآنِ حکیم کی صداقت پر ایک واضح ثبوت ہے کہ تاریخ میں کوئی دور ایسا نہیں گزرا ہے جس میں یہودی قوم پر دنیا میں کہیں نہ کہیں عذاب کے کوڑے نہ برس رہے ہوں۔

آیت ۱۶۹

کتاب کے نااہل وارث

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ	پھر جانشین بنے اُن کے بعد وہ ناخلف جو وارث ہوئے کتاب کے
یَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى	وہ لیتے ہیں مال اِس کم تر دنیا کا
وَ یَقُوْلُوْنَ سَیُغْفَرُ لَنَا ۚ	اور کہتے ہیں عنقریب بخش دیا جائے گا ہمیں

وَ اِنْ یَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ	اور اگر آ جائے اُن کے پاس اور مال اُس جیسا
یَاْخُذُوْهُ ؕ	وہ لے لیتے ہیں اُسے بھی
اَلَمْ یُؤْخَذْ عَلَیْهِمْ مِّیْثَاقُ الْكِتٰبِ	کیا نہیں لیا گیا تھا اُن سے پختہ وعدہ کتاب میں
اَنْ لَّا یَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ	کہ وہ نہیں کہیں گے اللہ کے بارے میں مگر حق
وَ دَرَسُوْا مَا فِیْهِ ؕ	اور اُنہوں نے پڑھ لیا ہے جو کچھ ہے کتاب میں
وَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ ؕ	اور آخرت کا گھر بہتر ہے اُن کے لیے جو پرہیز گاری اختیار کریں
اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾	تو کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟

اِس آیت میں بیان کیا گیا کہ پہلے دور کے بنی اسرائیل میں نیک بھی تھے اور فاسق بھی۔ البتہ بعد میں آنے والوں کی اکثریت اللہ تعالیٰ کی کتاب کی نااہل وارث ثابت ہوئی ہے۔ وہ تھوڑی سی قیمت لے کر کتاب میں تحریف کر دیتے ہیں اور لوگوں کو اُن کے من پسند فتوے دے دیتے ہیں۔ ساتھ ہی دعویٰ کرتے ہیں کہ اُنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخش دیا جائے گا کیوں کہ وہ اُس کے چہیتے ہیں۔ حیرت ہے کہ یہ لوگ اپنے جرم پر اصرار کے باوجود شرمسار نہیں ہوتے بلکہ مغفرت کے امیدوار ہیں۔ حالاں کہ وہ کتاب میں یہ بات پڑھ چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف ناحق باتیں منسوب کرنا جرمِ عظیم ہے۔ کاش وہ یہ سمجھتے کہ دنیا کے مقابلے میں آخرت کی نعمتیں بہتر ہیں اور یہ نعمتیں اُن کے لیے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور اُس کی نافرمانی سے پرہیز کرتے ہیں۔

آیت ۱۷۰

اللہ کے محبوب بندوں کی تین صفات

وَ الَّذِیْنَ یُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ	اور جو لوگ مضبوطی سے پکڑتے ہیں کتاب

وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ ؕ	اور جنہوں نے قائم کی نماز
اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِیْنَ ﴿۱۷۰﴾	بے شک ہم ضائع نہیں کرتے اصلاح کرنے والوں کا اجر۔

یہ آیت اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی تین صفات بیان کر رہی ہے۔ پہلی صفت یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ چمٹ جاتے ہیں یعنی اُس کے حقوق ادا کرتے ہیں۔ دوسری یہ کہ وہ نماز قائم کرتے ہیں۔ تیسری صفت یہ کہ وہ لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں۔ خوش خبری دی گئی کہ اِن صفات کے حامل بندوں کو اجر عظیم سے نوازا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ تینوں اوصاف عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۷۱

طور پہاڑ کے نیچے عہد

وَ اِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ	اور جب ہم نے اٹھایا پہاڑ کو اُن کے اوپر
كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ	گویا وہ ایک سائبان تھا
وَّ ظَنُّوْۤا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ	اور وہ سمجھے کہ بے شک وہ گرنے والا ہے اُن پر
خُذُوْا مَاۤ اٰتَیْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ	پکڑ لو جو کچھ ہم نے دیا ہے تمہیں مضبوطی سے
وَّ اذْكُرُوْا مَا فِیْهِ	اور یاد رکھو جو کچھ اِس میں ہے
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ ع ۲۱ ۱۱	تاکہ تم بچ سکو اللہ کی نافرمانی سے۔

اِس آیت میں بنی اسرائیل کی تاریخ کا ایک اہم واقعہ بیان ہوا ہے۔ جب حضرت موسیٰؑ نے اُنہیں شریعت کے احکام سنائے اور اُن پر عمل کے حوالے عہد کرنے کا مطالبہ کیا تو وہ انکار کرنے لگے۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ نے طور پہاڑ کو زمین سے اٹھا کر فضا میں سائبان

کی طرح اُن کے سروں پر معلق کر دیا۔ بنی اسرائیل ڈرنے لگے کہ شاید یہ پہاڑ اُن پر گر جائے گا۔ اِس کیفیت میں اب اُنہوں نے شریعت پر عمل کرنے کا عہد کیا۔ اِس عہد کی تفصیلات سورہ بقرہ آیات ۸۳ اور ۸۴ میں بیان ہوئی ہیں۔ اُنہیں حکم دیا گیا کہ وہ اِس عہد کی تعلیمات کو یاد رکھیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے محفوظ رہ سکیں۔

آیات ۱۷۲ تا ۱۷۴

عہدِ الست کی یاد دہانی

وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ	اور یاد کرو جب نکالا تمہارے رب نے بنی آدمؑ کی پشتوں سے اُن کی اولاد کو
وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ ۚ	اور گواہ بنایا خود اُنہیں اُن کی جانوں پر
اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ	کیا میں نہیں ہوں تمہارا رب؟
قَالُوْا بَلٰى ۛ	اُنہوں نے کہا ہاں، کیوں نہیں!
شَهِدْنَا ۛ	ہم نے گواہی دی
اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ	ایسا نہ ہو کہ تم کہو قیامت کے دن
اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِیْنَ ۙ﴿۱۷۲﴾	بے شک ہم تو اِس سے بے خبر تھے۔
اَوْ تَقُوْلُوْۤا	یا تم یہ کہو
اِنَّمَاۤ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ	بے شک شرک تو کیا تھا ہمارے آباء واجداد نے پہلے
وَ كُنَّا ذُرِّیَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ	اور ہم تو تھے (اُن کی) اولاد اُن کے بعد

اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۱۷۳﴾	تو کیا تو ہلاک کرے گا ہمیں اُس کی وجہ سے جو کیا تھا باطل پرستوں نے۔
وَ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ	اور اِسی طرح ہم واضح کرتے ہیں آیات کو
وَ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۷۴﴾	اور تاکہ وہ رجوع کریں (اللہ کی طرف)۔

اِن آیات میں عہدِ الست کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی نسل میں قیامت تک پیدا ہونے والے تمام انسانوں کی ارواح کو جمع فرمایا اور اُن سے پوچھا اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ؟ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا کہ ہاں آپ ہی ہمارے رب ہیں۔ اِس عہد کی یاددہانی اِس لیے کرائی گئی تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ مجھے یہ عہد یاد ہی نہیں۔ یا پھر یہ عذر پیش کرے کہ شرک کا آغاز ہمارے باپ دادا نے کیا تھا اور ہمیں یہ جرم اُن کی طرف سے ملا تھا۔ لہٰذا ہمارا کوئی قصور نہیں۔ عہدِ الست کی وجہ سے توحید کی معرفت انسان کے باطن میں رکھ دی گئی ہے اور شرک کی نفی انسان اپنے اندر محسوس کرتا ہے۔ اِس کے باوجود اگر کوئی شرک کرتا ہے تو وہ خود مجرم ہے۔

آیات ۱۷۵ تا ۱۷۸

خواہشات کی پیروی کرنے والے کے لیے کتے کی مثال

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا	اور اے نبیؐ! پڑھ کر سنایئے اُنہیں خبر اُس کی ہم نے دی تھیں جسے اپنی آیات
فَانْسَلَخَ مِنْهَا	تو وہ نکل گیا اُن سے
فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ	پھر پیچھے لگا اُس کے شیطان
فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۱۷۵﴾	سو وہ ہو گیا گمراہوں میں سے۔

وَ لَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا	اور اگر ہم چاہتے ضرور بلند کرتے اُسے اُن آیات کے ذریعے
وَ لٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ	اور لیکن وہ تو جھک گیا پستی کی طرف
وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ	اور اُس نے پیروی کی اپنی خواہش کی
فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ	تو اُس کی مثال کتے کی مثال کی طرح ہے
اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ	اگر تم حملہ کرو اُس پر تو ہانپتا ہے
اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ؕ	یا تم چھوڑ دو اُسے تب بھی ہانپتا ہے
ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ	یہ اُس قوم کی مثال ہے جس نے جھٹلایا ہماری آیات کو
فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾	پس اے نبیؐ! سناتے رہیے اِس طرح کا بیان شاید کہ وہ غور و فکر کریں۔
سَآءَ مَثَلًا ِۨالْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا	برے ہیں مثال کے لحاظ سے وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو
وَ اَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۷﴾	اور وہ اپنی ہی جانوں پر وہ ظلم کرتے رہے۔
مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ	جسے ہدایت دے اللہ تو وہی ہدایت یافتہ ہے
وَ مَنْ يُّضْلِلْ	اور جسے وہ گم راہ کر دے
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾	تو ایسے ہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں۔

اِن آیات میں بنی اسرائیل کے ایک ایسے شخص کا ذکر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات کا علم اور کرامات سے نوازا تھا۔ بد قسمتی سے اُس شخص نے خواہشات کی پیروی کی اور شیطان اُس کے پیچھے لگ گیا۔ اب وہ کردار کی ایسی پستی میں گرا کہ حرص اور لالچ میں کتے کی سطح پر پہنچ گیا۔ آگے فرمایا کہ یہ صرف بنی اسرائیل کے ایک شخص کی نہیں بلکہ پوری قوم کی مثال ہے۔ اِس قوم نے اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں سے استفادہ کیا لیکن ناشکری اور نافرمانی کی آخری حدوں تک جا پہنچے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ جسے ہدایت دے وہی ہدایت پر قائم و دائم رہ سکتا ہے۔ انسان خواہ ہدایت اور اللہ تعالیٰ کی قربت کی نہایت اونچی بلندی پر پہنچ جائے پھر بھی گمراہی کے خطرے سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خواہشات کی پیروی اور شیطان کے حملوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۷۹

غافل انسان جانوروں سے بدتر ہے

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ	اور یقیناً ہم نے پیدا کیے جہنم کے لیے بہت سے جن اور انسان
لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۫	اُن کے دل ہیں لیکن وہ نہیں سمجھتے اُن سے
وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۫	اور اُن کی آنکھیں ہیں لیکن وہ نہیں دیکھتے اُن سے
وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ	اور اُن کے کان ہیں لیکن وہ نہیں سنتے اُن سے
اُولٰۗىِٕكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۭ	وہ حیوانوں کی طرح ہیں بلکہ وہ زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں
اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝۱۷۹	وہی لوگ تو غافل ہیں۔

اِس آیت میں خبردار کیا گیا کہ انسانوں اور جنات کی اکثریت جہنم میں جانے کی روش اختیار کیے ہوئے ہے۔ اُن کے دل معنوی اعتبار سے مردہ ہو چکے ہیں، نگاہیں عبرت حاصل کرنے سے قاصر ہیں اور کان حق سن کر اُسے قبول کرنے سے محروم ہیں۔ کوئی

نصیحت، کوئی آفت اور کوئی حادثہ اُنہیں اصلاحِ عمل پر آمادہ نہیں کر پارہا۔اِس طرح کے غافل لوگ جانور ہیں بلکہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں۔ جانوروں کو تو عقل و تمیز عطا ہی نہیں کی گئی لہٰذا وہ ہدایت کی راہ تلاش کرنے یا اس پر چلنے کے مکلف ہی نہیں۔انسان کو ہدایت کی راہ تلاش کرنے اور روحانی کمال تک پہنچنے کے لیے درکار قوتیں عطا کر دی گئی ہیں۔ پھر بھی اگر وہ اُن سے کام نہیں لیتا اور گمراہ ہوتا ہے تو وہ جانوروں سے بدتر ثابت ہوا۔

آیت ۱۸۰

اللہ کو پکارو اُس کے اَسمائے حسنیٰ کے ساتھ

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى	اور اللہ ہی کے لیے ہیں سب سے اچھے نام
فَادْعُوْهُ بِهَا ۪	سو پکارو اُسے اِن ناموں کے ساتھ
وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ؕ	اور چھوڑ دو اُنہیں جو ٹیڑھ اختیار کرتے ہیں اُس کے ناموں میں
سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۰﴾	عنقریب اُنہیں بدلہ دیا جائے گا اُس کا جو وہ کیا کرتے تھے۔

اِس آیت میں غفلت سے نکلنے اور اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنے کا حکم دیا گیا۔ ہدایت دی گئی کہ اللہ تعالیٰ کو پکارا کرو اور اُس سے دعا کیا کرو اُس کے مبارک ناموں کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ کے مبارک نام صرف وہی ہیں جو قرآنِ کریم اور احادیث نبویہ ﷺ میں بیان ہوئے ہیں۔ اِن اسماء کے سوا کوئی اور نام اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا یا اللہ تعالیٰ کے خصوصی اختیار ظاہر کرنے والے نام (مثلاً الصمد، الرحمان) کسی اور کی طرف منسوب کرنا یا اللہ تعالیٰ کے ناموں کو جادو وغیرہ کے لیے استعمال کرنا یا اللہ تعالیٰ کی دو برعکس شانوں (مثلاً الغفار اور القہار) میں سے کسی صرف ایک ہی شان کو سامنے رکھنا ناجائز ہے۔ حکم دیا گیا کہ ایسا کرنے والوں کو چھوڑ دو، عنقریب اللہ تعالیٰ اُنہیں اُن کے کیے کی سزا دے دے گا۔

آیات ۱۸۱ تا ۱۸۶

درسِ عبرت

وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ	اور اُن میں سے جنہیں ہم نے پیدا فرمایا کچھ لوگ ہیں جو رہنمائی کرتے ہیں حق کے ساتھ
وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۸۱﴾ ع ۲۲ ۱۱	اور اِسی حق کے ساتھ وہ عدل کرتے ہیں۔
وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا	اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو
سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۲﴾ ج	ہم آہستہ آہستہ پکڑیں گے اُنہیں ایسی جگہ سے جہاں سے اُنہیں خبر بھی نہ ہوگی
وَاُمْلِيْ لَهُمْ ط	اور میں مہلت دے رہا ہوں اُنہیں
اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۱۸۳﴾	بے شک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے۔
اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا ۗ	اور کیا اُنہوں نے غور نہیں کیا
مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ط	نہیں ہے اُن کے ساتھی پر جنون کا کوئی اثر
اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸۴﴾	نہیں ہیں وہ مگر صاف صاف خبردار کرنے والے۔
اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	اور کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا آسمانوں اور زمین کی بادشاہی میں
وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۙ	اور اُسے جو اللہ نے پیدا کی ہے کوئی بھی چیز
وَّاَنْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ج	اور ممکن ہے کہ آ چکا ہو بالکل قریب اُن کا مقررہ وقت

فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۵﴾	تو کس بات پر اِس کے بعد وہ ایمان لائیں گے۔
مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ ؕ	جسے گمراہ کر دے اللہ تو نہیں کوئی ہدایت دینے والا اُسے
وَ یَذَرُهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ ﴿۱۸۶﴾	اور وہ چھوڑ دیتا ہے اُنہیں کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں ہمیشہ ایسے نیک سیرت لوگ بھی رہے ہیں جو حق کی پیروی اور تبلیغ کرتے ہیں اور اپنے معاملات کے فیصلے اِسی کے مطابق کرتے ہیں۔ البتہ ایسے لوگ جو اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلاتے ہیں، اُس نے اُنہیں مہلت دے رکھی ہے لیکن اُس کی پکڑ بہت شدید ہے۔ کیا وہ نبی اکرم ﷺ کے سیرت واخلاق اور انسانوں کے لیے دل سوزی کو نہیں دیکھتے؟ وہ اُنہیں دردناک عذاب سے خبردار کر رہے ہیں اور یہ اُنہیں پاگل قرار دے کر کس قدر ظلم اور ناانصافی کر رہے ہیں۔ کیا یہ کائنات پر غور نہیں کرتے؟ کائنات کی ہر شے بامقصد ہے۔ کیا اِن کا بھی کوئی مقصد ہے کہ نہیں؟ ہر شے پر زوال آتا ہے کیا اِن کو بھی فنا ہونا ہے کہ نہیں؟ جس بدنصیب کی گمراہی پر اللہ تعالیٰ ہی مہرِ تصدیق ثبت کر دے اُسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔

آیات ۱۸۷ تا ۱۸۸

نبی اکرم ﷺ کو اظہارِ عاجزی کا حکم

یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰىهَا ؕ	اے نبیؐ! وہ پوچھتے ہیں آپؐ سے قیامت کے بارے میں کہ کب ہے اِس کا واقع ہونا؟
قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ ۚ	فرمایئے بے شک اُس کا علم تو میرے رب ہی کے پاس ہے
لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ	نہیں ظاہر کرے گا اُسے اُس کے وقت پر مگر وہی
ثَقُلَتْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ	قیامت بھاری پڑ رہی ہے آسمانوں اور زمین میں

لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ	نہیں آئے گی تم پر مگر اچانک
يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ؕ	وہ ایسے پوچھتے ہیں آپؐ سے گویا آپؐ خوب تحقیق کرنے والے ہیں اُس کی
قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ	فرمایئے بے شک اُس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے
وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۷﴾	اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔
قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا	اے نبیؐ! فرمایئے میں اختیار نہیں رکھتا اپنے لیے کسی نفع کا اور نہ ہی کسی نقصان کا
اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ	سوائے اِس کے جو چاہے اللہ
وَ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ	اور اگر میں جانتا ہوتا غیب
لَا سْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ	تو یقیناً کثرت سے حاصل کر لیتا بھلائیوں میں سے
وَ مَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ؕ	اور نہ پہنچتی مجھے کوئی تکلیف
اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ ع ۲۳/۱۲	میں نہیں ہوں مگر خبردار کرنے والا اور بشارت دینے والا اُن کے لیے جو ایمان لانا چاہتے ہیں۔

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور اپنی عاجزی کا اعلان فرمادیں تاکہ آپ ﷺ کے حوالے سے شرک کا امکان ہی نہ رہے۔ فرمایئے کہ قیامت کے واقع ہونے کا وقت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ میں غیب کے تمام حقائق سے واقف نہیں ہوں اور نہ ہی اپنی ذات کے لیے نفع و نقصان کا اختیار رکھتا ہوں۔ اگر ایسا ہوتا تو میں

کثرت سے بھلائیاں حاصل کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور لوگوں کو نیک اعمال پر بشارت اور برے اعمال پر دردناک عذاب سے خبردار کرنے آیا ہوں۔

آیات ۱۸۹ تا ۱۹۰

انسانوں کی ناشکری

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ	وہی (اللہ) ہے جس نے پیدا کیا تمہیں ایک جان سے
وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا	اور بنایا اُسی سے اُس کا جوڑا
لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا ۚ	تاکہ وہ سکون حاصل کرے اُس سے
فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا	پھر جب مرد ڈھانپ لیتا ہے عورت کو
حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِیْفًا	تو اٹھایا عورت نے ہلکا سا حمل
فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ	تو وہ لیے پھرتی رہی اس کو
فَلَمَّاۤ اَثْقَلَتْ	پھر جب وہ بوجھل ہو گئی
دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا	تو ان دونوں نے دعا کی اللہ سے جو اُن کا رب ہے
لَىِٕنْ اٰتَیْتَنَا صَالِحًا	اگر تو نے دیا ہمیں تندرست بچہ
لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ ﴿۱۸۹﴾	تو یقیناً ہم ہوں گے شکر گزاروں میں سے۔
فَلَمَّاۤ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا	پھر جب اللہ نے دے دیا اُن دونوں کو تندرست بچہ
جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِیْمَاۤ اٰتٰىهُمَا ۚ	تو دونوں بناتے ہیں اُس کے ساتھ شریک اُس میں جو اُس

	نے دیا ہے اُنہیں
فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹۰﴾	تو بلند و برتر ہے اللہ اُس سے جو وہ شریک بناتے ہیں۔

یہ آیات انسانوں پر اللہ تعالیٰ کے احسانات اور انسانوں کی ناشکری کا ذکر کر رہی ہیں۔ انسانوں کو اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کیا۔ پھر اُنہیں جوڑوں کی صورت میں بنایا تاکہ ایک دوسرے کے ملاپ سے سکون حاصل کریں۔ پھر جب کسی انسانی جوڑے کے ہاں اولاد کی نعمت آنے کا وقت آتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ ہی سے اُس کے صحیح و سالم پیدا ہونے کی دعا کرتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ اُنہیں تندرست اور صحیح سالم اولاد دے دیتا ہے تو اب ناشکری کرتے ہیں۔ شرک کرتے ہوئے اولاد کی عطا کو دوسری ہستیوں کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ دورِ جاہلیت میں بچوں کے نام عبدالعزیٰ اور عبدالشمس رکھ دیتے تھے اور آج مسلمان ہونے کے باوجود پیر بخش، علی بخش اور حسین بخش رکھ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ناشکری اور شرک سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۹۱ تا ۱۹۳

معبودانِ باطل کی لاچاری

اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا	کیا وہ شریک بناتے ہیں اُنہیں جو نہیں پیدا کرتے کوئی چیز
وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۱۹۱﴾	بلکہ وہ خود پیدا کیے گئے ہیں۔
وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا	اور نہ وہ طاقت رکھتے ہیں اُن کی مدد کرنے کی
وَّلَاۤ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۲﴾	اور نہ ہی خود اپنی مدد کر سکتے ہیں۔
وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى	اور اگر تم بلاؤ اُنہیں سیدھی راہ کی طرف
لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ؕ	تو وہ پیچھے نہیں آئیں گے تمہارے

سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ	برابر ہے تم پر خواہ تم پکارو انہیں
اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴿۱۹۳﴾	یا تم خاموش رہو۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کے سوا دیگر معبودوں کی لاچاری اور بے بسی کو نمایاں کیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ ہر شے کا خالق ہے جبکہ دیگر معبودوں نے کچھ بھی نہیں بنایا بلکہ اُنہیں تو خود اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔وہ اپنی مدد یا حفاظت نہیں کر سکتے تو کسی اور کی کیا مدد یا حفاظت کریں گے۔اپنے پرستاروں کو سیدھی راہ دکھانا تو درکنار وہ کسی پکارنے والے کی پکار کو نہ سن سکتے ہیں اور نہ اُس کا جواب دے سکتے ہیں۔افسوس ہے ایسے لاچار معبودوں کو پکارنے والوں پر!

آیات ۱۹۴ تا ۱۹۶

تمہارے معبود، تمہاری طرح کی مخلوق ہیں

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ	بے شک جنہیں تم پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ تو بندے ہیں تمہاری طرح
فَادْعُوْهُمْ	تو پھر پکارو انہیں
فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ	پھر چاہیے کہ وہ جواب دیں تمہیں
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾	اگر تم سچے ہو۔
اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ	کیا اُن کے پاؤں ہیں کہ وہ چلتے ہوں اُن سے؟
اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ	یا اُن کے ہاتھ ہیں کہ وہ پکڑتے ہوں اُن سے؟
اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ	یا اُن کی آنکھیں ہیں کہ وہ دیکھتے ہوں اُن سے؟

اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ	یا اُن کے کان ہیں کہ وہ سنتے ہوں اُن سے ؟
قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ	اے نبیؐ ! فرمایئے بلالو اپنے شریکوں کو
ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۱۹۵﴾	پھر سازش کرو میرے خلاف پس نہ مہلت دو مجھے۔
اِنَّ وَلِيِّۦَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ	بے شک میرا حمایتی اللہ ہے جس نے نازل کی ہے کتاب
وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹۶﴾	اور وہی ساتھ دیتا ہے نیک بندوں کا۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ جن ہستیوں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کیا جا رہا ہے وہ بھی شرک کرنے والوں کی طرح مخلوق ہیں۔ اگر اُن کے پاس کوئی اختیار ہوتا تو وہ اپنے پرستاروں کی دعاؤں کا جواب دیتیں۔ اُن کے پرستاروں نے اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ مخلوقات کی نقل کرتے ہوئے اُن کی مورتیاں بنا رکھی ہیں لیکن یہ مورتیاں بے جان و بے حس ہیں۔ وہ اُن کے ایسے پاؤں نہیں بنا سکے جن سے وہ چل سکیں، نہ ایسے ہاتھ کہ جن سے پکڑ سکیں، نہ ایسی آنکھیں کہ جن سے دیکھ سکیں اور نہ ایسے کان کہ جن سے سن سکیں۔ مشرکینِ مکہ ایسے لاچار معبودوں کے حوالے سے آپ ﷺ کو ڈراتے تھے کہ اِن کی بے ادبی کرنا چھوڑ دو ورنہ یہ معبود تم پر کوئی آفت نازل کر دیں گے۔ ارشاد ہوا کہ آپ ﷺ اِن مشرکین سے کہہ دیں کہ تم اپنے تمام معبودوں سے درخواست کرو کہ وہ میرا جو کچھ بگاڑ سکتے ہیں بگاڑ لیں۔ میرا مددگار وہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے مجھ پر کتابِ ہدایت نازل کی ہے۔ اُس نے تو ہمیشہ ہی اپنے نیک بندوں کی باطل پرستوں کے مقابلہ میں مدد کی ہے۔

آیات ۱۹۷ تا ۱۹۸

معبودانِ باطل کی بے بسی

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ	اور جنہیں تم پکارتے ہو اللہ کے سوا
لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ	وہ طاقت نہیں رکھتے تمہاری مدد کرنے کی

وَ لَاۤ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۲﴾	اور نہ ہی خود اپنی مدد کر سکتے ہیں۔
وَ اِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى	اور اگر تم بلاؤ انہیں سیدھی راہ کی طرف
لَا يَسْمَعُوْا ؕ	وہ نہیں سنیں گے
وَ تَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ	اور آپؐ دیکھتے ہیں انہیں کہ وہ تک رہے ہیں آپؐ کی طرف
وَ هُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۹۸﴾	حالاں کہ وہ نہیں دیکھتے سمجھتے ہوئے۔

اِن آیات میں باطل معبودوں کی بے بسی کا بیان ہے۔ ارشاد ہوا کہ جو لاچار معبود اپنے نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتے وہ کسی کی کیا مدد کریں گے؟ اُنہیں پکارا جائے تو سن ہی نہیں سکتے، پکار کا جواب کیا دیں گے۔ مشرکین نے اُن کی مورتیوں میں بڑی بڑی آنکھیں بنائی ہیں۔ بظاہر لگتا ہے کہ یہ مورتیاں دیکھ رہی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ بینائی سے محروم ہیں۔ بلاشبہ معبودِ حقیقی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو اپنی بندگی کرنے والوں کی ہر اعتبار سے مدد اور دستگیری پر قادر ہے۔

آیات ۱۹۹ تا ۲۰۲

دعوتِ دین کے لیے حکمت کے چند اہم نکات

خُذِ الْعَفْوَ	اے نبیؐ! اختیار کیجیے درگزر کرنے کا رویہ
وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ	اور حکم دیجیے نیکی کا
وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۱۹۹﴾	اور اعراض کیجیے جاہلوں سے۔
وَ اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ	اور اگر اکسائے آپؐ کو شیطان کی طرف سے کوئی چھیڑ
فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ	تو پناہ مانگیے اللہ کی

اِنَّهٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۰۰﴾	بے شک وہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔
اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا	بے شک جن لوگوں نے پرہیزگاری اختیار کی
اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ	جب آ لگتی ہے اُنہیں کوئی چھیڑ شیطان کی طرف سے
تَذَكَّرُوْا	تو وہ چونک پڑتے ہیں
فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ﴿۲۰۱﴾	پھر ایک دم وہ حقیقتِ حال دیکھنے والے ہوتے ہیں۔
وَاِخْوَانُهُمْ یَمُدُّوْنَهُمْ فِی الْغَیِّ	اور شیطانوں کے بھائی کھینچتے رہتے ہیں اُنہیں گمراہی میں
ثُمَّ لَا یُقْصِرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾	پھر وہ کمی نہیں کرتے۔

یہ آیات نبی اکرم ﷺ کے توسط سے امت کو دعوتِ دین کے کام کے لیے حکمت کے چند اہم نکات سکھا رہی ہیں:

۱۔ داعیٔ حق کو نرم خو ہونا چاہیے۔ اپنے ساتھیوں کے لیے شفیق، عوام کے لیے رحیم اور مخالفین کے لیے حلیم ہونا چاہیے۔ اُسے اپنے رفقا کی کمزوریوں کو بھی برداشت کرنا چاہیے اور اپنے مخالفین کی سختیوں کو بھی۔ اُسے شدید سے شدید اشتعال انگیز مواقع پر بھی اپنے مزاج کو ٹھنڈا رکھنا چاہیے۔ نہایت ناگوار باتوں کو بھی عالی ظرفی کے ساتھ ٹال دینا چاہیے۔ مخالفین کی طرف سے سخت کلامی، بہتان تراشی اور ایذا رسانی پر درگزر سے کام لینا چاہیے۔ اِس سے مخالفین کے دل نرم ہوتے ہیں اور وہ بھی حق قبول کرنے کے لیے آمادہ ہو جاتے ہیں۔

۲۔ داعی کو فلسفہ طرازی کی بجائے لوگوں کو معروف یعنی اُن سیدھی اور صاف بھلائیوں کی تلقین کرنی چاہیے جنہیں بالعموم سارے ہی انسان بھلا جانتے ہیں۔ اِس طرح اُس کی دعوت عوام و خواص سب کو متاثر کرے گی اور اُن کے دل تک پہنچنے کی راہ نکال لے گی۔

۳۔ داعی کو چاہیے کہ جاہلوں سے نہ الجھے، خواہ وہ الجھنے اور الجھانے کی کتنی ہی کوشش کریں ورنہ اُس کی قوت، اشاعتِ دعوت اور اصلاحِ نفوس میں خرچ ہونے کے بجائے ایک فضول کام میں ضائع ہو جائے گی۔

۴۔ جب کبھی داعی مخالفین کے ظلم، شرارتوں اور جاہلانہ اعتراضات والزامات پر اپنی طبیعت میں اشتعال محسوس کرے تو اُسے فوراً سمجھ لینا چاہیے کہ یہ شیطان کی اکساہٹ ہے۔ اُسے فوراً اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنی چاہیے۔ شیاطین مسلسل اُکساتے رہتے ہیں تاکہ مخالفت کے ردِّ عمل کے طور پر اہلِ حق اقدام کریں اور اِس سے دشمنی کی آگ مزید بھڑکے۔ اہلِ حق ہر دم شیطان کے حملوں یا وسوسوں کے حوالے سے چوکنا رہتے ہیں اور ایسے مواقع کے لیے اللہ تعالیٰ کی دی گئی ہدایات کو یاد رکھتے ہیں۔

آیت ۲۰۳

مشرکین کا طعنہ اور اللہ تعالیٰ کا جواب

وَ اِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ	اور (اے نبیؐ!) جب نہیں لاتے آپؐ اُن کے پاس کوئی (فرمائشی) معجزہ
قَالُوْا لَوْ لَا اجْتَبَيْتَهَا ؕ	وہ کہتے ہیں کیوں نہ بنالیا تم نے خود اُسے؟
قُلْ اِنَّمَاۤ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ	فرمایئے بے شک میں تو پیروی کرتا ہوں اُسی کی جو وحی کیا جاتا ہے میری طرف میرے رب کی طرف سے
هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ	یہ روشن دلائل ہیں تمہارے رب کی طرف سے
وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰۳﴾	اور ہدایت اور رحمت ہیں اُن کے لیے جو ایمان لانا چاہیں۔

مشرکینِ مکہ نبی اکرم ﷺ سے فرمائشی معجزہ دکھانے کا مطالبہ کرتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ مطالبہ پورا کرنے سے منع کر دیا تو مشرکین آپ ﷺ سے کہنے لگے کہ لوگوں کا منہ بند کرنے کے لیے کوئی شعبدہ دکھا دیں۔ اُن کی اِس بات میں طعن کا انداز پایا جاتا تھا۔ اُن کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ جس طرح تم خود سے نبی بن گئے ہو اِسی طرح کوئی معجزہ بھی چھانٹ کر اپنے لیے بنالائے

ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس طعن کا جواب بڑی شان سے دیا۔ فرمایا اے نبی ﷺ اُنہیں بتا دیجیے کہ میرا منصب یہ نہیں ہے کہ جس چیز کی مانگ ہو یا جس کی میں خود ضرورت محسوس کروں اُسے خود ایجاد یا تصنیف کر کے پیش کر دوں۔ میں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کلام کی پیروی کرتا ہوں۔ یہ کلام تمہاری آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہے۔ اِس میں ایمان لانے والوں کے لیے سیدھے راستہ کی ہدایت ہے اور رحمت کی بشارت بھی۔

آیت ۲۰۴

سماعتِ قرآن کے آداب

وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ	اور جب پڑھا جائے قرآن
فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ	تو غور سے سنا کرو اُسے
وَ اَنْصِتُوْا	اور خاموش رہا کرو
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝	تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

مشرکینِ مکہ تعصب اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے قرآنِ حکیم کی آواز سنتے ہی کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے تھے اور شور و غل مچاتے تھے تاکہ کوئی دوسرا بھی اِسے نہ سن سکے۔ اِس آیت میں اُنہیں دعوت دی گئی کہ قرآن دشمنی کی یہ روش چھوڑ دو۔ جب قرآنِ کریم پڑھا جائے تو غور سے سنو اور سمجھو کہ اِس میں کیا تعلیم دی گئی ہے۔ ممکن ہے کہ اِس کی تعلیم سے واقف ہو جانے کے بعد تم خود بھی اِس کی رحمت کے سائے میں آ جاؤ۔ عمومی اعتبار سے یہ آیت ہمیں سماعتِ قرآن کا یہ ادب سکھا رہی ہے کہ جب بھی قرآنِ پاک کی تلاوت کی جا رہی ہو تو پوری توجہ سے سنو اور اِس دوران خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ البتہ قرآنِ کریم کی سماعت کے آداب کا اہتمام اُسی وقت کیا جائے گا جب قرآنِ کریم کی تلاوت کسی مقصد کے تحت سنانے کے لیے کی جا رہی ہو۔

آیات ۲۰۵ تا ۲۰۶

اللہ تعالیٰ کے ذکر کے آداب

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ	اور یاد کرو اپنے رب کو اپنے دل میں
تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً	گڑگڑاتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے
وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ	اور بغیر بلند کیے ہوئے آواز کو
بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ	صبح اور شام کے وقت
وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝۲۰۵	اور مت ہو غافلوں میں سے۔
اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ	بے شک جو قربت رکھتے ہیں تمہارے رب کے پاس
لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ	وہ تکبر نہیں کرتے اُس کی عبادت سے
وَيُسَبِّحُوْنَهٗ	اور پاکی بیان کرتے رہتے ہیں اُس کی
وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ۩ ۝۲۰۶ ع	اور اُسی کو سجدہ کرتے ہیں۔

اِن آیات میں حکم دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہو۔ البتہ ذکر کے حوالے سے آداب یہ ہیں کہ:

۱۔ ذکر دل ہی دل میں کیا جائے یا ہلکی آواز سے کیا جائے اور آواز کو زیادہ بلند نہ کیا جائے۔

۲۔ ذکر کے دوران انسان پر رقت اور اللہ تعالیٰ کا خوف طاری رہے۔

۳۔ صبح و شام اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے۔ صبح و شام سے مراد یہی دونوں اوقات بھی ہیں اور صبح و شام کا لفظ اِس معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے کہ ہمیشہ کسی کام کو کیا جائے یعنی اللہ تعالیٰ کی یاد میں ہر وقت مشغول رہا جائے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کی یاد سے کبھی بھی غفلت نہ برتی جائے۔ دنیا میں جو کچھ گمراہی پھیلی ہے اور انسان کے اخلاق و اعمال میں جو فساد بھی رونما ہوا ہے اِس کا بڑا سبب یہ ہے کہ انسان اِس بات کو بھول جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کا رب ہے اور وہ اُس کا بندہ ہے۔ دنیا میں اُسے آزمائش کے لیے بھیجا گیا ہے اور دنیا کی زندگی ختم ہونے کے بعد اُسے اپنے رب کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔

آخری آیت میں فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کے مقربین ہیں، خواہ فرشتے ہوں، انبیاء کرامؑ یا اولیاء اللہؒ، وہ بڑی عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ ہر وقت اُس کی تسبیح کرتے ہیں اور اُس کے سامنے سجدہ ریز رہتے ہیں۔

وأنزلناه حجة على العالمين
صدق الله العظيم

ترجمہ برائے تدریس
قرآن حکیم

سُورَۃُ الأنفَال

اٰیاتُہا ۷۵ رکوعاتُہا ۱۰

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورۃ الانفال

غزوۂ بدر پر بھرپور تبصرہ

* سورۂ انفال مدنی سورۃ ہے۔ یہ سن ۲ ہجری میں غزوہ بدر کے فوراً بعد نازل ہوئی۔
* اِس سورۂ مبارکہ میں غزوۂ بدر کے حالات پر بھرپور تبصرہ شامل ہے۔

آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۴ ۔ سچے مومنوں کی کیفیت اور رویہ
- آیات ۵ تا ۱۰ معرکہ بدر سے قبل مومنوں کے لیے بشارتیں
- آیات ۱۱ تا ۱۹ میدانِ بدر میں مومنوں کی نصرت
- آیات ۲۰ تا ۲۹ مومنوں کے لیے ہدایات
- آیات ۳۰ تا ۳۷ کافروں پر غضب
- آیات ۳۸ تا ۴۰ کافروں کو باز آنے کی دعوت
- آیات ۴۱ تا ۴۸ مومنوں کے لیے ہدایات
- آیات ۴۹ تا ۵۹ کافروں پر غضب
- آیات ۶۰ تا ۷۵ مومنوں کے لیے ہدایات

آیت ۱

مالِ غنیمت کے حوالے سے فیصلہ

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ	اے نبیؐ وہ سوال کرتے ہیں آپؐ سے مالِ غنیمت کے بارے میں
قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ	فرمایئے مالِ غنیمت تو اللہ اور رسولؐ کے لیے ہے
فَاتَّقُوا اللّٰهَ	پس بچو اللہ کی نافرمانی سے
وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۪	اور صلح کرلو آپس میں
وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ	اور اطاعت کرو اللہ اور اُس کے رسولؐ کی
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝	اگر تم مومن ہو۔

اِس آیت میں اُس تنازع پر فیصلہ دیا گیا جو غزوۂ بدر میں فتح کے بعد مالِ غنیمت کے حوالے سے پیدا ہوا۔ دورِ جاہلیت میں یہ طے تھا کہ جنگ کے دوران جس شخص کے ہاتھ جو مالِ غنیمت لگا وہ اُسی کا ہے۔ غزوۂ بدر میں کچھ صحابہؓ نے دشمن کا تعاقب کیا، کچھ نے آپ ﷺ کی حفاظت کی ذمہ داری ادا کی اور کچھ نے مالِ غنیمت اکٹھا کیا۔ اختلاف یہ پیدا ہوا کہ مالِ غنیمت کس طرح تقسیم کیا جائے؟ اللہ تعالیٰ نے اِس آیت میں حکم دیا کہ اختلاف ختم کرو اور پورا مالِ غنیمت اللہ کے رسول ﷺ کے حوالے کردو۔ اِس آیت میں مالِ غنیمت کے لیے نفل یعنی اضافی شے کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کے دوران مالِ غنیمت کا حصول مقصود نہیں بلکہ اضافی شے ہے۔ اجتماعی اعتبار سے اِس جنگ کا مقصود ہے فتنہ اور ظلم کا خاتمہ اور انفرادی اعتبار سے مقصود ہے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جامِ شہادت نوش کرنا، بقول اقبال ؎

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

آیات ۲ تا ۴

بندۂ مومن کی ظاہری و باطنی صفات

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَ جِلَتْ قُلُوْبُهُمْ	مومن تو بس وہی ہیں کہ جب ذکر کیا جاتا ہے اللہ کا تو کانپ اُٹھتے ہیں اُن کے دل
وَ اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ	اور جب تلاوت کی جاتی ہیں اُن پر اُس کی آیات
زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا	وہ بڑھا دیتی ہیں اُنہیں ایمان میں
وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۚ﴿۲﴾	اور وہ اپنے رب پر ہی بھروسا کرتے ہیں۔
الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ	جو قائم کرتے ہیں نماز
وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳﴾	اور اُس رزق میں سے جو ہم نے دیا ہے اُنہیں، خرچ کرتے ہیں۔
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ	یہی لوگ سچے مومن ہیں
لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ	اِنہی کے لیے درجے ہیں اِن کے رب کے پاس
وَ مَغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ۚ﴿۴﴾	اور بخشش ہے اور عزت والی روزی۔

اِن آیات میں سچے مومنین کی باطنی و ظاہری صفات کا بیان ہے۔ سچے مومن صرف وہی ہیں:

۱۔ جن کے دل اللہ تعالیٰ کا ذکر سن کر لرز اٹھتے ہیں۔

۲۔ آیاتِ قرآنی کی تلاوت کی سماعت جن کے ایمان کو بڑھا دیتی ہیں۔

۳۔ جن کا بھروسا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے۔

۴۔ جو نماز قائم کرتے ہیں۔

۵۔ جو اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے رزق میں سے اُس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

ایسے مومنوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلند درجات، بخشش اور عزت افزائی والے رزق کی بشارت ہے۔

آیات ۵ تا ۸

بدر سے قبل مشاورت

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۪	اے نبیؐ! جس طرح نکالا آپؐ کو آپؐ کے رب نے آپؐ کے گھر سے حق کے ساتھ
وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝۵	اور بے شک ایک گروہ مومنوں میں سے یقیناً ناپسند کرنے والا تھا۔
يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ	وہ جھگڑ رہے تھے آپؐ سے حق میں
بَعْدَمَا تَبَيَّنَ	اِس کے بعد کہ وہ واضح ہو گیا تھا
كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ	گویا کہ وہ ہانکے جا رہے ہوں موت کی طرف
وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝۶	اِس حال میں کہ وہ (اُسے) دیکھ رہے ہیں۔
وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ	اور جب وعدہ فرما رہا تھا تم سے اللہ
اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ	دو گروہوں میں سے ایک کا کہ یقیناً وہ تمہارے لیے ہے
وَتَوَدُّوْنَ	اور تم پسند کرتے تھے

اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ	کہ بغیر کانٹے والا (غیر مسلح) گروہ ہو تمہارے لیے
وَ يُرِيْدُ اللّٰهُ	اور چاہتا تھا اللہ
اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ	کہ حق ثابت کر دے حق کو اپنے ارشادات سے
وَ يَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۙ﴿۷﴾	اور کاٹ دے جڑ کافروں کی۔
لِيُحِقَّ الْحَقَّ	تاکہ وہ سچا کر دے حق کو
وَ يُبْطِلَ الْبَاطِلَ	اور جھوٹا کر دے باطل کو
وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۚ﴿۸﴾	اور اگرچہ ناپسند کریں مجرم۔

یہ آیات غزوۂ بدر سے قبل اللہ کے رسول ﷺ کی صحابہ کرامؓ سے مشاورت کا حال بیان کر رہی ہیں۔ آپ ﷺ نے صحابہؓ کو بتایا کہ ایک طرف شام کی طرف سے قریش کا تجارتی قافلہ آ رہا ہے جس کے ساتھ صرف پچاس محافظ ہیں۔ دوسری طرف مکہ سے ایک ہزار کفار پر مشتمل مسلح لشکر آ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ دونوں میں سے ایک پر فتح حاصل ہو گی۔ اب مشورہ دو کہ ہم کس طرف رُخ کریں۔ چند ساتھیوں کی رائے تھی کہ ہمیں آسان ہدف یعنی قافلہ کی طرف جانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی منشا تھی کہ لشکر سے مقابلہ کیا جائے تاکہ ثابت ہو سکے کہ فیصلہ کن شے تعداد، اسلحہ اور اسباب نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہے۔ بے سروسامان لشکر جب کیل کانٹے سے لیس لشکر پر فتح پائے گا تو ثابت ہو جائے گا کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر؟

آیات ۹ تا ۱۰

اللہ تعالیٰ کی مدد اور فرشتوں کا نزول

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ	جب تم فریاد کر رہے تھے اپنے رب سے

فَاسْتَجَابَ لَكُمْ	تو اُس نے جواب دیا تمہاری دعا کا
اَنِّیْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِیْنَ ۝۹	بے شک میں مدد کرنے والا ہوں تمہاری ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ جو پے در پے اترنے والے ہیں۔
وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰی	اور نہیں بنایا اِس مدد کو اللہ نے مگر خوش خبری
وَلِتَطْمَىِٕنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ	اور تاکہ مطمئن ہو جائیں اِس سے تمہارے دل
وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ	اور نہیں ہے مدد مگر اللہ کی طرف سے
ع ۱۵ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝۱۰ ع	بے شک اللہ زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔

اِن آیات میں غزوۂ بدر کے دوران اللہ تعالیٰ کی مدد اور فرشتوں کے نزول کا ذکر ہے۔ اِس معرکہ میں جب مسلمان اور کفار آمنے سامنے ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ مسلمانوں کی تعداد کفار کے مقابلہ میں ایک تہائی سے بھی کم ہے اور وہ بے سرو سامان بھی ہیں۔ ایسے میں آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کے لیے ہاتھ پھیلا دیے اور گڑگڑا کر مدد کی التجا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی دعا قبول فرمائی اور مدد کے لیے ایک ہزار فرشتے نازل فرمائے۔ بقول اقبال۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

آخر میں مسلمانوں کو آگاہ کر دیا گیا کہ مدد خواہ ظاہری صورت سے ہو یا مخفی انداز سے، سب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ اِس لیے تمہارا بھروسا صرف اُسی پر ہونا چاہیے۔

آیات ۱۱ تا ۱۴

غزوہ بدر میں اللہ تعالیٰ کے مسلمانوں پر احسانات

اِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ	جب طاری کر رہا تھا اللہ تم پر اونگھ سکون دینے کے لیے اپنی طرف سے
وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً	اور اُس نے نازل کیا تم پر آسمان سے پانی
لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ	تاکہ پاک کر دے تمہیں اِس سے
وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ	اور دور کر دے تم سے شیطان کی گندگی
وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ	اور مضبوط کر دے تمہارے دلوں کو
وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ﴿۱۱﴾	اور جما دے اِس سے تمہارے قدموں کو۔
اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ	جب وحی فرمائی آپؐ کے رب نے فرشتوں کی طرف
اَنِّيْ مَعَكُمْ	بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں
فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ	پس ثابت قدم رکھو اُن لوگوں کو جو ایمان لائے
سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ	عنقریب میں ڈال دوں گا اُن لوگوں کے دلوں میں جنہوں نے کفر کیا رعب
فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ	سو تم مارو اُن کی گردنوں پر
وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿۱۲﴾ ؕ	اور ضرب لگاؤ اُن کے ہر ہر پور پر۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ۚ	یہ اِس وجہ سے ہے کہ اُنھوں نے مخالفت کی اللہ اور اُس کے رسولؐ کی
وَ مَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ	اور جو مخالفت کرے گا اللہ اور اُس کے رسولؐ کی
فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۳﴾	تو بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔
ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ	اے کافرو! یہ سزا ہے پس چکھو اِسے
وَ اَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۴﴾	اور بے شک کافروں کے لیے آگ کا عذاب ہے۔

یہ آیات اُن احسانات کا ذکر کر رہی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر غزوۂ بدر کے موقع پر کیے۔ بدر کی رات اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کو پر سکون اور آرام دہ نیند کی لذت عطا فرمائی۔ اِسی رات بارش کا نزول فرمایا تاکہ صحابہ کرامؓ طہارت اور دیگر ضروریات کے لیے پانی جمع کر لیں۔ پھر دورانِ جنگ کافروں پر رعب طاری کر دیا اور مسلمانوں کو فرشتوں کے ذریعہ سے ہمت اور ثابت قدمی سے نوازا۔ کافروں کو بدترین ہزیمت سے دوچار کیا۔ اُن کے ستر افراد جہنم واصل ہوئے اور ستر ہی قیدی بنے۔ یہ کفار کے لیے عذاب کی پہلی قسط تھی۔ اُنہیں اصل عذاب تو آخرت میں دیا جائے گا، جب وہ جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں کئی قسم کی اذیتوں سے دوچار ہوں گے۔

آیات ۱۵ تا ۱۶

دورانِ جنگ کافروں کے سامنے پیٹھ نہ پھیرنا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا	جب تم مقابلہ کرو اُن لوگوں سے جنہوں نے کفر کیا ہے جب کہ وہ ہوں لشکر کی صورت میں

فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ﴿۱۵﴾	تو مت پھیرنا اُن کے سامنے پیٹھیں۔
وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ	اور جو پھیرے گا اُن کی طرف اُس روز اپنی پیٹھ
اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ	سوائے اِس کے کہ پینترا بدلنے والا ہو لڑائی کے لیے
اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ	یا پلٹ کر آنے والا ہو اپنی جماعت کی طرف
فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ	تو یقیناً وہ لوٹا غضب لے کر اللہ کی طرف سے
وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ	اور اُس کا ٹھکانا جہنم ہے
وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶﴾	اور وہ بہت بری لوٹنے کی جگہ ہے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ جب دشمن سے میدانِ جنگ میں مد بھیڑ ہو جائے تو بزدلی کی وجہ سے ہر گز پسپائی اختیار نہ کرنا۔ جس نے ایسا کیا اُس کی تمام نیکیاں ضائع ہو جائیں گی۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ تین گناہ ایسے ہیں کہ اُن کے ساتھ کوئی نیکی فائدہ نہیں دیتی، شرک، والدین کی حق تلفی اور میدانِ جنگ سے فرار۔ اِن آیات میں خبردار کیا گیا کہ میدانِ جنگ سے بھاگنے والے اللہ تعالیٰ کے غضب کا شکار ہوں گے اور جہنم کا نوالہ بنیں گے۔ البتہ جنگی تدبیر کے طور پر یا اپنے کسی دستے سے ملنے کے لیے پیچھے آیا جا سکتا ہے۔

آیات ۱۷ تا ۱۹

ہاتھ ہے اللہ کا، بندۂ مومن کا ہاتھ

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ	پس تم نے قتل نہیں کیا اُنہیں
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪	اور لیکن اللہ نے قتل کیا ہے اُنہیں

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ	اور اے نبیؐ! نہیں پھینکی آپؐ نے (وہ مشت بھر کنکریاں) جب آپؐ نے پھینکی
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ	اور لیکن (وہ) اللہ نے پھینکی تھی
وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ۭ	اور تاکہ اللہ آزمائے مومنوں کو اِس سے بہترین آزمائش سے گزار کر
اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾	بے شک اللہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔
ذٰلِكُمْ	یہ تو ہوا
وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۸﴾	اور بلاشبہ اللہ کمزور کرنے والا ہے کافروں کی تدبیر کو۔
اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا	اے کافرو! اگر تم فیصلہ چاہتے تھے
فَقَدْ جَاۗءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ	تو یقیناً آ چکا ہے تمہارے پاس فیصلہ
وَاِنْ تَنْتَهُوْا	اور اگر تم باز آ جاؤ
فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ	تو وہ بہتر ہے تمہارے لیے
وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ	اور اگر تم وہی (کفر) کروگے تو ہم بھی وہی (بدر جیسا معاملہ) کریں گے
وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْـــًٔا	اور ہرگز کام نہ آئے گی تمہارے تمہاری جماعت کچھ بھی
وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ	اور اگرچہ وہ کتنی ہی زیادہ ہو

وَ اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹﴾ ع ۲ ۱۶	اور بے شک اللہ مومنوں کے ساتھ ہے۔

میدانِ بدر میں جب لڑائی نے شدت اختیار کرلی تو نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مشت بھر کنکریاں کفار کی طرف پھینکیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے یہ کنکریاں کافروں کی آنکھوں میں داخل ہو گئیں۔ وہ آنکھیں ملنے لگے اور مسلمانوں نے یک بارگی حملہ کر کے اُن میں سے بہت سوں کو قتل کر دیا۔ اِن آیات میں مسلمانوں کو احساسِ بڑائی سے بچانے اور اللہ تعالیٰ ہی کے فاعلِ حقیقی ہونے کو واضح کرنے کے لیے آگاہ کیا گیا کہ بظاہر کفار کو مسلمانوں نے قتل کیا ہے لیکن درحقیقت اُنہیں اللہ تعالیٰ نے قتل کیا ہے۔ اِسی طرح کفار کی طرف آپ ﷺ نے جو مشت بھر کنکریاں پھینکیں تھیں وہ بھی درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی نے پھینکی تھیں۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے ؎

ہاتھ ہے اللہ کا، بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں، کارکشا و کارساز
خاکی و نوری نہاد، بندۂ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی اُس کا دلِ بے نیاز

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہلِ ایمان کی بڑی اچھی آزمائش تھی کہ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر شے قربان کرنے کا عزم کیا اور اللہ تعالیٰ نے اُن کی بھرپور مدد کی۔ بقول جگر مرادآبادی ؎

بیدار عزائم ہوتے ہیں ، اسرار نمایاں ہوتے ہیں
جتنے وہ ستم فرماتے ہیں ، سب عشق پہ احسان ہوتے ہیں

مشرکین سے کہا گیا کہ بدر کے معرکہ نے تم پر واضح کر دیا ہے کہ حق پر کون ہے اور اللہ تعالیٰ کس کے ساتھ ہے؟ اب بھی اگر تم باز آجاؤ تو تمہارے پچھلے جرائم معاف کر دیے جائیں گے۔ لیکن اگر تم کفر پر اڑے رہے تو پھر برے انجام کا سامنا کرنے کے لیے تیار رہو۔

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ	اور اے نبیؐ! نہیں پھینکی آپؐ نے (وہ مشت بھر کنکریاں) جب آپؐ نے پھینکی
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ	اور لیکن (وہ) اللہ نے پھینکی تھی
وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ۭ	اور تاکہ اللہ آزمائے مومنوں کو اس سے بہترین آزمائش سے گزار کر
اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ⑰	بے شک اللہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔
ذٰلِكُمْ	یہ تو ہوا
وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ⑱	اور بلاشبہ اللہ کمزور کرنے والا ہے کافروں کی تدبیر کو۔
اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا	اے کافرو! اگر تم فیصلہ چاہتے تھے
فَقَدْ جَاۗءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ	تو یقیناً آ چکا ہے تمہارے پاس فیصلہ
وَاِنْ تَنْتَهُوْا	اور اگر تم باز آ جاؤ
فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ	تو وہ بہتر ہے تمہارے لیے
وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ	اور اگر تم وہی (کفر) کرو گے تو ہم بھی وہی (بدر جیسا معاملہ) کریں گے
وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْـــًٔا	اور ہرگز کام نہ آئے گی تمہارے تمہاری جماعت کچھ بھی
وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ	اور اگرچہ وہ کتنی ہی زیادہ ہو

وَ اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹﴾ ع ۲ ۱۲	اور بے شک اللہ مومنوں کے ساتھ ہے۔

میدانِ بدر میں جب لڑائی نے شدت اختیار کرلی تو نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مشت بھر کنکریاں کفار کی طرف پھینکیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے یہ کنکریاں کافروں کی آنکھوں میں داخل ہوگئیں۔ وہ آنکھیں ملنے لگے اور مسلمانوں نے یک بارگی حملہ کرکے اُن میں سے بہت سوں کو قتل کردیا۔ اِن آیات میں مسلمانوں کو احساسِ بڑائی سے بچانے اور اللہ تعالیٰ ہی کے فاعلِ حقیقی ہونے کو واضح کرنے کے لیے آگاہ کیا گیا کہ بظاہر کفار کو مسلمانوں نے قتل کیا ہے لیکن درحقیقت اُنہیں اللہ تعالیٰ نے قتل کیا ہے۔ اِسی طرح کفار کی طرف آپ ﷺ نے جو مشت بھر کنکریاں پھینکیں تھیں وہ بھی درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی نے پھینکی تھیں۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے ؎

ہاتھ ہے اللہ کا، بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب وکار آفریں، کارکشاو کارساز
خاکی ونوری نہاد، بندۂ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی اُس کا دلِ بے نیاز

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہلِ ایمان کی بڑی اچھی آزمائش تھی کہ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر شے قربان کرنے کا عزم کیا اور اللہ تعالیٰ نے اُن کی بھرپور مدد کی۔ بقول جگر مرادآبادی ؎

بیدار عزائم ہوتے ہیں ، اسرار نمایاں ہوتے ہیں
جتنے وہ ستم فرماتے ہیں ، سب عشق پہ احسان ہوتے ہیں

مشرکین سے کہا گیا کہ بدر کے معرکہ نے تم پر واضح کردیا ہے کہ حق پر کون ہے اور اللہ تعالیٰ کس کے ساتھ ہے؟ اب بھی اگر تم باز آجاؤ تو تمہارے پچھلے جرائم معاف کردیے جائیں گے۔ لیکن اگر تم کفر پر اڑے رہے تو پھر برے انجام کا سامنا کرنے کے لیے تیار رہو۔

آیات ۲۰ تا ۲۳

اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ	اطاعت کرو اللہ اور اُس کے رسولؐ کی
وَ لَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَ اَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ۝۲۰	اور منہ نہ پھیرو اِس سے جب کہ تم سن رہے ہو۔
وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا	اور نہ ہو جاؤ اُن لوگوں کی طرح جنہوں نے کہا ہم نے سنا
وَ هُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝۲۱	حالاں کہ وہ نہیں سنتے۔
اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝۲۲	بے شک سب جانداروں میں سے بدتر اللہ کے نزدیک بہرے گونگے لوگ ہیں جو سمجھتے نہیں ہیں۔
وَ لَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا	اور اگر اللہ جانتا اُن میں کوئی بھلائی
لَّاَسْمَعَهُمْ ؕ	تو ضرور سنوا دیتا اُنہیں
وَ لَوْ اَسْمَعَهُمْ	اور اگر وہ سنوا بھی دے اُنہیں
لَتَوَلَّوْا	تو ضرور منہ پھیر لیں گے
وَّ هُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝۲۳	اور وہ بے رخی کرنے والے ہوں گے۔

اِن آیات میں مسلمانوں کو تلقین کی گئی کہ بدر سے جنگ کا مرحلہ شروع ہو گیا ہے اور اِس کٹھن مرحلے میں بھی اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت پر کاربند رہو۔ اُن منافقین کی طرح نہ ہو جاؤ جن کو جان بڑی عزیز ہے اور وہ اِس سخت مرحلہ میں اللہ تعالیٰ

اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے گریز کر رہے ہیں۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں انسان نہیں بلکہ بدترین جانور ہیں۔ اِس لیے کہ وہ حق بات سننے، سمجھنے، ماننے اور حق کے مطابق ایک بامقصد زندگی گزارنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اُن کی زندگی جانوروں کی طرح بے مقصد ہے۔ وہ حیوانی تقاضوں کے دباؤ تلے جی رہے ہیں۔ وہ زندگی نہیں گزار رہے بلکہ زندگی اُنہیں گزار رہی ہے۔

آیات ۲۴ تا ۲۵

اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی پکار پر لبیک کہو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ	لبیک کہو اللہ اور رسولؐ کی پکار پر
اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ	جب رسولؐ پکاریں تمہیں اُس کی طرف جو زندگی بخشتی ہے تمہیں
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ	اور جان لو کہ بے شک اللہ حائل ہو جایا کرتا ہے بندے اور اُس کے دل کے درمیان
وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾	اور بے شک اُسی کی طرف تم جمع کیے جاؤ گے۔
وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاۗصَّةً ۚ	اور بچو اُس فتنے سے جو نہیں آئے گا صرف اُن لوگوں پر جنہوں نے ظلم کیا ہے تم میں سے خاص طور پر
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۵﴾	اور جان لو بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

یہ آیات مسلمانوں کو تلقین کر رہی ہیں کہ وہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی پکار پر لبیک کہیں۔ مراد یہ ہے کہ وہ ذاتی زندگی میں پورے کے پورے اسلام پر عمل کریں، اللہ تعالیٰ کے دین کی تعلیمات دوسروں تک پہنچائیں اور اللہ تعالیٰ کے دین کو غالب کرنے

کے لیے تن من دھن لگادیں۔ اُنہیں خبردار کیا گیا کہ اگر تم نے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی پکار کو اہمیت نہ دی تو اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں پر مہر لگادے گا اور تمہیں حق کا ساتھ دینے کی سعادت سے محروم کردے گا۔ یہ بھی جان لو کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب صرف بالفعل جرائم کرنے والوں پر نہیں آتا بلکہ اُن پر بھی آتا ہے جو اِن جرائم کے خلاف جہاد نہیں کرتے۔ پھر آخرت کا عذاب تو دنیا کے عذاب سے بھی زیادہ شدید ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نہ صرف برائیوں سے بچنے بلکہ اُن سے روکنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۶ تا ۲۸

قرآنِ حکیم میں مسلمانانِ پاکستان کا ذکر

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ	اور یاد کرو جب تم تعداد میں کم تھے
مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ	کمزور سمجھے جاتے تھے زمین میں
تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ	تم ڈرتے تھے کہ مٹا نہ دیں تمہیں لوگ
فَاٰوٰىكُمْ	پھر اللہ نے پناہ دی تمہیں
وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ	اور قوت دی تمہیں اپنی مدد سے
وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ	اور عطا کیں تمہیں پاکیزہ چیزیں
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۶﴾	تاکہ تم شکر کرو۔
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ	خیانت نہ کرو اللہ اور اُس کے رسولؐ سے

وَ تَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ	اور نہ خیانت کرو اپنی امانتوں میں
وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾	جب کہ تم جانتے ہو۔
وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ	اور جان لو بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد تو آزمائش ہی ہیں
وَّ اَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ ع	اور بے شک اللہ ہے جس کے پاس عظیم بدلہ ہے۔

اِن آیات میں اصلاً تو ذکر مہاجرینِ مکہ کا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے مکہ میں قریش کے ظلم و ستم سے نجات دی' مدینہ میں بہت عمدہ ٹھکانا دیا اور پاکیزہ رزق عطا فرمایا۔ اِن احسانات کا بیان اِس لیے کیا گیا تاکہ مہاجرین اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ اِن آیات کا اطلاق ہم مسلمانانِ پاکستان پر بھی ہوتا ہے۔ متحدہ ہندوستان میں ہمیں ہندو اکثریت سے حقوق غصب کرنے کا اندیشہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرتِ خاص سے پاکستان دیا اور پاکستان میں ہر طرح کی نعمتوں سے نوازا۔ اِن آیات میں ارشاد ہوا کہ یہ نعمتیں اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں۔ نعمتوں کا شکر ادا کرنے اور امانتوں کی پاسداری کا تقاضا ہے کہ اللہ اور رسول ﷺ کے ساتھ وفاداری کی روش اختیار کی جائے اور اُس کی عطا کردہ نعمتوں کا شریعت کے مطابق استعمال کیا جائے۔ مال و اولاد کی بجائے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کو مطلوب و مقصود بنایا جائے۔ محنت سے کمایا ہوا مال کسی حادثہ میں یا بیماری میں ہاتھ سے نکل جاتا ہے اور اولاد بھی بعض اوقات نافرمانی کرتی ہے یا کسی وجہ سے انسان اُن سے خدمت لینے سے محروم ہو جاتا ہے۔ صرف اخلاص سے کی گئی نیکیاں ہیں جن کا بھرپور اجر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنا یقینی ہے۔ بدقسمتی سے ہم نے پاکستان جیسی نعمت کی ناقدری کی اور یہاں شریعت کا بول بالا نہیں کیا۔ آج اِسی ناشکری کی سزا ہمیں مختلف عذابوں کی صورت میں مل رہی ہے۔

آیت ۲۹

تقویٰ کی برکات

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ	اگر تم اللہ کی نافرمانی سے بچو گے
يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا	وہ کر دے گا تمہارے حق میں حق و باطل کا فرق
وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ	اور دور کر دے گا تم سے تمہاری برائیاں
وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ	اور بخش دے گا تمہیں
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾	اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

اِس آیت میں اہلِ ایمان کو آگاہ کیا گیا کہ باطل کے ساتھ مقابلہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی مدد اور کامیابی اُسی وقت حاصل ہو گی جب تم تقویٰ یعنی اللہ کی نافرمانی سے بچنے کی روش اختیار کرو گے۔ جو لوگ تقویٰ اختیار کر کے اپنی ذات پر دین غالب کریں گے، وہی اللہ کی زمین پر بھی دین غالب کرنے میں کامیاب ہو سکیں گے۔ تقویٰ سے اللہ تعالیٰ کی مدد، برائیوں کو چھوڑ کر نیکیاں کرنے کی توفیق اور گناہوں کی بخشش جیسے انعامات حاصل ہوتے ہیں اور انسان اللہ تعالیٰ کے بڑے فضل سے بھی نوازا جاتا ہے۔

آیت ۳۰

مشرکینِ مکہ کی ناپاک سازش

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اور اے نبیؐ! جب خفیہ تدبیر کر رہے تھے آپؐ کے خلاف وہ لوگ کہ جنہوں نے کفر کیا

لِيُثْبِتُوْكَ	تاکہ قید کردیں آپؐ کو
اَوْ يَقْتُلُوْكَ	یا شہید کردیں آپؐ کو
اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ	یا جلاوطن کردیں آپؐ کو
وَ يَمْكُرُوْنَ وَ يَمْكُرُ اللّٰهُ	وہ خفیہ تدبریں کر رہے تھے اور اللہ بھی خفیہ تدبیر فرما رہا تھا
وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝۳۰	اور اللہ سب سے بہتر خفیہ تدبیر کرنے والا ہے۔

مکی دور کے آخر میں سردارانِ قریش نے دارالندوہ میں نبی اکرم ﷺ کے خلاف آخری اقدام کے لیے مشاورت کی۔ آپ ﷺ کے خلاف تین تجاویز پر غور کیا گیا۔ پہلی یہ کہ آپ ﷺ کو قید کر دیا جائے۔ دوسری یہ کہ آپ ﷺ کو مکہ سے نکال دیا جائے۔ تیسری یہ کہ قریش کے تمام خاندانوں میں سے ایک ایک نوجوان لیا جائے اور وہ سب مل کر آپ ﷺ کو شہید کر دیں۔ اب خاندانِ بنی ہاشم کے لیے تمام خاندانوں سے بدلہ لینا ممکن نہ ہوگا۔ تیسری تجویز کو منظور کر لیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ ﷺ کو قریش کی اِس سازش سے آگاہ فرما دیا۔ آپ ﷺ ایک کڑکتی دوپہر میں، جب لوگ عموماً آرام کر رہے ہوتے ہیں، حضرت ابو بکر صدیقؓ کے گھر گئے اور اُنہیں ساتھ لے کر مکہ سے ہجرت فرما گئے۔ یوں اللہ تعالیٰ نے کافروں کی ناپاک سازش کو ناکام بنا دیا۔

آیت ۳۱

مشرکینِ مکہ کا جھوٹا دعویٰ

وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا	اور جب پڑھی جاتی ہیں اُن کے سامنے ہماری آیات
قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا	تو کہتے ہیں ہم سن چکے

لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ ۙ	اگر ہم چاہیں تو یقیناً کہہ دیں اِس جیسا کلام
اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۱﴾	یہ نہیں ہے مگر کہانیاں پہلے لوگوں کی۔

مشرکینِ مکہ قرآنِ حکیم سن کر بڑے تکبر سے کہتے تھے ہم نے یہ کلام سن لیا ہے اور سن سن کر ہمارے کان پک گئے ہیں۔ ہم جب چاہیں ایسا کلام بنا کر لا سکتے ہیں۔ اِس میں ہے کیا بس پرانے لوگوں کے قصے اور کہانیاں۔ البتہ جب قرآنِ حکیم نے ایک مرتبہ نہیں کئی مرتبہ مشرکین کو چیلنج دیا کہ اپنے تمام خطیبوں اور شاعروں کو جمع کر لو قرآن جیسی ایک ہی سورت بنا لاؤ تو اُن سب نے عاجزی کا اظہار کر دیا اور اُن کا قرآن جیسا کلام پیش کرنے کا دعویٰ کھوکھلا ثابت ہوا۔

آیات ۳۲ تا ۳۵

مشرکینِ مکہ اور اللہ تعالیٰ کا عذاب

وَ اِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ	اور جب اُنہوں نے کہا اے اللہ !
اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ	اگر ہے یہ قرآن ہی حق تیری طرف سے
فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ	تو برسا ہم پر پتھر آسمان سے
اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۲﴾	یا لے آ ہم پر کوئی دردناک عذاب ۔
وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ	اور اے نبیؐ ! نہیں ہے اللہ کہ عذاب دے اُنہیں
وَ اَنْتَ فِيْهِمْ ۚ	جب کہ آپؐ اُن میں موجود ہیں
وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ	اور نہیں ہے اللہ عذاب دینے والا اُنہیں
وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۳۳﴾	جب کہ وہ بخشش طلب کر رہے ہوں۔

وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ	اور کیا ہے اُنہیں کہ عذاب نہ دے اُنہیں اللہ
وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	جب کہ وہ روکتے ہیں مسجدِ حرام سے
وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ	اور نہیں ہیں وہ اُس کے متولی
اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ	نہیں ہیں اُس کے متولی مگر پرہیزگار
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾	اور لیکن اُن میں سے اکثر نہیں جانتے۔
وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ	اور نہیں ہوتی اُن کی نماز بیت اللہ کے پاس
اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ؕ	سوائے سیٹیاں بجانے اور تالیاں پیٹنے کے
فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۵﴾	سو چکھو عذاب اُس کفر کی وجہ سے جو تم کیا کرتے تھے۔

مشرکینِ مکہ کے سردار عوام پر اپنے خلوص کا تاثر قائم کرنے کے لیے اپنے خلاف بددعا کرتے تھے کہ اے اللہ! اگر قرآن حق ہے اور ہم اِس پر ایمان نہیں لا رہے تو ہم پر دردناک عذاب نازل فرما۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ جب تک نبی اکرم ﷺ اُن کے درمیان اصلاح کا کام کر رہے ہیں اور مکہ میں بسنے والوں میں سے چند لوگ بخشش کی دعائیں کر رہے ہیں، ہم عذاب نازل نہیں کریں گے۔ جب ہمارے نبی ﷺ کو مجرمین ہجرت پر مجبور کر دیں گے تو اُس وقت ہم شہرِ مکہ پر نہیں بلکہ مجرمین کو اِس شہر سے نکال کر اُن پر عذاب نازل کریں گے۔ بدر میں ایسا ہی کیا گیا۔ مشرکین، اہلِ حق کو تو بیت اللہ میں آکر عبادت کرنے سے روکتے ہیں لیکن خود اللہ کے اِس گھر کی حرمت اور نماز کا تقدس پامال کر رہے ہیں۔ وہ بیت اللہ کے پاس نماز کے دوران تالیاں پیٹتے اور سیٹیاں بجاتے ہیں۔ اب بدر کے میدان میں اُنہیں اُن کے جرائم کی سزا کا مزہ چکھایا گیا ہے۔

آیات ۳۶ تا ۳۷

کافروں کا عبرت ناک خسارہ

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا	بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ	وہ خرچ کرتے ہیں اپنے مال
لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ	تاکہ روکیں اللہ کی راہ سے
فَسَیُنْفِقُوْنَهَا	سو بھی اور خرچ کریں گے اِسے
ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَیْهِمْ حَسْرَةً	پھر بنیں گے یہ مال اُن پر حسرت
ثُمَّ یُغْلَبُوْنَ ؕ	پھر وہ مغلوب کر دیے جائیں گے
وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا	اور جن لوگوں نے کفر کیا
وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى جَهَنَّمَ یُحْشَرُوْنَ ۙ﴿۳۶﴾	وہ جہنم کی طرف اکٹھے کیے جائیں گے۔
لِیَمِیْزَ اللّٰهُ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ	تاکہ جدا کر دے اللہ ناپاک کو پاک سے
وَ یَجْعَلَ الْخَبِیْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ	اور رکھ دے سب ناپاکوں کو ایک دوسرے کے اوپر
فَیَرْكُمَهٗ جَمِیْعًا	پھر ڈھیر بنا دے اُسے اکٹھا
فَیَجْعَلَهٗ فِیْ جَهَنَّمَ ؕ	پھر ڈال دے اُسے جہنم میں
ع ۹/۱۸ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۳۷﴾	وہی لوگ خسارے میں جانے والے ہیں۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ کافر لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنے اور مسلمانوں کے خلاف جنگی تیاریوں کے لیے اپنے مالی وسائل صرف کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ ایک وقت ایسا آئے گا کہ اسلام دشمنی کے لیے خرچ کیا ہوا مال، لگایا ہوا وقت، اٹھائی ہوئی جسمانی مشقت اور ہلاک کی ہوئی جانیں اُن کے لیے حسرت کا باعث بن جائیں گی۔ وہ دنیا میں بھی ذلت کا سامنا کریں گے اور آخرت میں بھی جہنم کی آگ کا ایندھن بنیں گے۔ اِس سے بڑھ کر خسارہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ انسان جس راہ میں اپنا تمام وقت، تمام محنت، تمام قابلیت، اور پورا سرمایہ زندگی کھپا دے، اُس کی انتہا پر پہنچ کر اُسے معلوم ہو کہ وہ اُسے سیدھی تباہی کی طرف لے آئی ہے۔ اِس راہ میں جو کچھ اُس نے کھپایا ہے اُس پر کوئی منافع پانے کی بجائے اُسے الٹا جرمانہ بھگتنا پڑے گا۔ کاش کافر لوگ اپنی اسلام دشمنی سے باز آجائیں۔

آیت ۳۸

مشرکینِ مکہ کو اصلاحِ عمل کی دعوت

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا	اے نبیؐ! کہہ دیجیے اُن لوگوں سے جنہوں نے کفر کیا
اِنْ يَّنْتَهُوْا	اگر وہ باز آجائیں
يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ	تو معاف کر دیا جائے گا اُنہیں جو ہو چکا
وَاِنْ يَّعُوْدُوْا	اور اگر اُنہوں نے وہی کچھ کیا
فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾	تو گزر چکا ہے پہلے لوگوں کے ساتھ ہونے والا دستور۔

اِس آیت میں مشرکینِ مکہ کو دعوت دی گئی کہ اُن کی خیر اِسی میں ہے کہ اپنے سابقہ جرائم پر سچی توبہ کریں اور دینِ حق یعنی اسلام کو قبول کر لیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے تمام سابقہ جرائم معاف فرما دے گا۔ اگر وہ اپنے جرائم سے باز نہ آئے تو پھر اُن کا بھی ویسا ہی بدترین

انجام ہو گا جیسا ماضی میں کئی سرکش قوموں کا ہوا۔ گویا اللہ تعالیٰ کی اوّلین ترجیح لوگوں کو ہلاک کرنا نہیں بلکہ اُنہیں توبہ کی طرف مائل کر کے بخش دینا ہے۔

آیت ۳۹ تا ۴۰

دین کا مغلوب ہونا فتنہ ہے

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ	اور لڑتے رہو اُن سے یہاں تک کہ نہ رہے کوئی فتنہ
وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ	اور ہو جائے (غالب) دین پورے کا پورا اللہ کا
فَاِنِ انْتَهَوْا	پھر اگر وہ باز آ جائیں
فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۳۹﴾	تو بے شک اللہ اُس کو جو وہ عمل کر رہے ہیں خوب دیکھنے والا ہے۔
وَاِنْ تَوَلَّوْا	اور اگر وہ رخ پھیر لیں
فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۭ	تو جان لو بے شک اللہ تمہارا حمایتی ہے
نِعْمَ الْمَوْلٰى	کیا ہی بہترین حمایتی ہے
وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۴۰﴾	اور کیا ہی بہترین مددگار ہے۔

اِن آیات میں حکم دیا گیا کہ اے مسلمانو! اِن مشرکینِ مکہ سے اُس وقت تک جنگ کرتے رہو جب تک دین یعنی اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا نظام غالب نہ ہو جائے اور فتنہ بالکل ختم نہ ہو جائے۔ فتنہ سے مراد ہر وہ مزاحمت اور قوت ہے جو اسلام کی تبلیغ اور نفاذ کی راہ میں آڑے آئے۔ جس سے اللہ تعالیٰ کے دین کے مطابق زندگی بسر کرنا ممکن نہ رہے۔ یہ آیات رہنمائی دے رہی ہیں کہ اسلام صرف مدافعانہ جنگ کا قائل نہیں بلکہ اسلام کی اشاعت و نفاذ میں جو قوت رکاوٹ بنے اُس سے جارحانہ جنگ کرنا ضروری ہے۔ یہ

جنگ جاری رہے گی یہاں تک کہ تمام رکاوٹیں ختم ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کا دین غالب ہو جائے۔ آج ہم بھی فتنہ سے دوچار ہیں اور دنیا میں کہیں بھی اسلام غالب نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین کے غلبہ کے لیے مال اور جان سے محنت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! اِن آیات میں مشرکین کو ایک بار پھر دعوت دی گئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین کی مخالفت سے باز آجائیں۔ اگر اُنہوں نے اپنی روش نہ چھوڑی تو مسلمانوں کا حامی و ناصر اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ کیا خوب حامی ہے اور کیا خوب نصرت کرنے والا ہے!

آیت ۴۱

مال غنیمت کی تقسیم کا حکم

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ	اور جان لو کہ تم غنیمت میں حاصل کرو جو کوئی چیز
فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ	تو بے شک اللہ کے لیے ہے اُس کا پانچواں حصہ
وَلِلرَّسُوْلِ	اور رسولؐ کے لیے
وَلِذِی الْقُرْبٰی	اور (رسولؐ کے) رشتہ داروں کے لیے
وَالْیَتٰمٰی	اور یتیموں کے لیے
وَالْمَسٰکِیْنِ	اور مسکینوں کے لیے
وَابْنِ السَّبِیْلِ	اور مسافروں کے لیے
اِنْ کُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ	اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر
وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا	اور اُس پر جو ہم نے نازل کیا ہے اپنے بندے پر
یَوْمَ الْفُرْقَانِ	فیصلے کے دن

يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ؕ	جس دن مقابل ہوئے دو لشکر
وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۱﴾	اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مالِ غنیمت کی تقسیم کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔ مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے لیے مخصوص ہوگا۔ اِس حصہ کو اللہ کے رسول ﷺ اپنے قرابت داروں اور اِس کے علاوہ یتیموں، محتاجوں اور مسافروں کی امداد کے لیے خرچ کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد یہ حصہ بیت المال میں جمع ہوگا اور ریاست اِسے مستحقین پر خرچ کرے گی۔ باقی چار حصے مجاہدین میں تقسیم کیے جائیں گے۔ جو مجاہد اپنی سواری لائے گا اُسے سواری کا حصہ بھی دیا جائے گا۔ آخر میں تلقین کی گئی کہ اگر تمہیں یقین ہے کہ فتح اللہ تعالیٰ کی نصرت سے حاصل ہوئی ہے تو پھر فتح کے ثمرات یعنی مالِ غنیمت کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کو خوش دلی سے قبول کرو۔

آیت ۴۲

معرکۂ بدر نے حجت تمام کر دی

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا	جب تم تھے وادی کے قریبی کنارے پر
وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى	اور وہ (مشرکین) تھے وادی کے دور والے کنارے پر
وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ	اور قافلہ نیچے کی طرف تھا تم سے
وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ	اور اگر تم (جنگ کے لیے) وقت طے کرتے
لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ	تو ضرور اختلاف کرتے وقتِ مقرر میں
وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۙ	اور لیکن (جنگ اِس لیے ہوئی) تاکہ اللہ پورا کر دے اُس کام کو جو ہو کر رہنا تھا

لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ	تاکہ ہلاک ہو جسے ہلاک ہونا ہے دلیل سے
وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ	اور زندہ رہے جسے زندہ رہنا ہے دلیل سے
وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۴۲﴾	اور بے شک اللہ یقیناً خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔

مسلمان جب مدینہ سے نکلے تھے تو تجارتی قافلہ کو روکنے کے لیے نکلے تھے نہ کہ کسی لشکر سے جنگ کے لیے۔ دوسری طرف کفار بھی جنگ کے لیے نہیں بلکہ اپنے قافلہ کو بچانے کے لیے آئے تھے۔ اب اللہ تعالیٰ کا کرنا یہ ہوا کہ وہ قافلہ تو بچ کر نکل گیا لیکن مسلمان اور کافر باہم ٹکرا گئے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے ایسے حالات پیدا فرما دیے کہ جنگ واقع ہو کر رہی۔ پھر اِس جنگ میں مسلمانوں کے بے سروسامان لشکر کی کافروں کے کئی گنا بڑے مسلح لشکر پر فتح نے ثابت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد مسلمانوں کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حجت پوری ہو گئی۔ لہٰذا اب بھی جس نے کفر پر رہنا ہے وہ برباد ہو جان بوجھ کر اور جس نے حق کا ساتھ دینا ہے وہ کامیابی کی راہ پائے پورے شعور کے ساتھ۔

آیات ۴۳ تا ۴۴

اہمیت اسباب کی نہیں، اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ہے

اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ؕ	اے نبیؐ! جب دکھا رہا تھا آپؐ کو اللہ وہ کافر آپؐ کے خواب میں کم کر کے
وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا	اور اگر وہ دکھاتا آپؐ کو اُنہیں زیادہ
لَّفَشِلْتُمْ	تو اے مسلمانو! تم ضرور ہمت ہار جاتے
وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ	اور باہم جھگڑتے (جنگ کے) معاملہ میں
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ	اور لیکن اللہ نے بچا لیا

اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۴۳﴾	بے شک وہ خوب جاننے والا ہے سینوں کی بات کو۔
وَ اِذْ یُرِیْكَهُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَیْتُمْ فِیْٓ اَعْیُنِكُمْ قَلِیْلًا	اور جب وہ دکھا رہا تھا تمہیں اُن کافروں کو جب تم باہم ملے تمہاری آنکھوں میں کم کرکے
وَّ یُقَلِّلُكُمْ فِیْٓ اَعْیُنِهِمْ	اور وہ کم کر رہا تھا تمہیں اُن کی آنکھوں میں
لِیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ؕ	تاکہ پورا کردے اللہ اُس کام کو جو ہو کر رہنا تھا
ع وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۴۴﴾	اور اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں تمام معاملات۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ بدر کے معرکہ کے وقت اللہ تعالیٰ نے دونوں فریقوں کو ایک دوسرے کی تعداد کم دکھائی۔ دونوں پر ایک دوسرے کی مرعوبیت ختم ہوگئی، وہ آمنے سامنے صف آرا ہوگئے اور معرکہ برپا ہوگیا۔ اِس کے بعد سورہ آلِ عمران کی آیت ۱۳ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے کافروں کی نگاہوں میں مسلمانوں کی تعداد کو دگنا کرکے دکھایا۔ اب اُن پر مسلمانوں کا رعب طاری ہوا، وہ ہمت ہار گئے، مسلمانوں کے ہاتھوں اُن کے ۷۰ افراد جہنم واصل ہوئے اور ۷۰ ہی قیدی بنے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ جو کام کرنا چاہتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ اِس جنگ کا مقصود تھا اسباب کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی برتری ثابت کرنا۔ مسلمانوں کو قلت و بے سامانی کے باوجود شاندار فتح دے کر اللہ تعالیٰ نے یہ مقصود پورا کر دکھایا۔

آیات ۴۵ تا ۴۷

دورانِ جنگ مسلمانوں کے لیے ہدایات

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا	جب تم مقابل ہو کسی لشکر کے تو ثابت قدم رہو
وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۴۵﴾ ج	اور ذکر کرو اللہ کا کثرت سے تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ	اور اطاعت کرو اللہ کی اور اُس کے رسولؐ کی
وَ لَا تَنَازَعُوْا	اور آپس میں نہ جھگڑو
فَتَفْشَلُوْا	ورنہ تم کم ہمت ہو جاؤ گے
وَ تَذْهَبَ رِيْحُكُمْ	اور اکھڑ جائے گی تمہاری ہوا
وَ اصْبِرُوْا ؕ	اور صبر کرو
اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۴۶﴾	بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔
وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا	اور نہ ہو جاؤ اُن کی طرح جو نکلے اپنے گھروں سے اکڑتے ہوئے
وَّ رِئَآءَ النَّاسِ	اور دکھاتے ہوئے لوگوں کو
وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ	اور وہ روکتے تھے اللہ کی راہ سے
وَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۴۷﴾	اور اللہ اُس کا جو وہ کر رہے ہیں احاطہ کرنے والا ہے۔

اِن آیات میں اہلِ ایمان کو ہدایت دی گئی کہ جب دشمن سے مڈبھیڑ ہو جائے تو مقابلہ پر ڈٹ جاؤ اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرتے رہو تاکہ اُس کی مدد شاملِ حال ہو اور دشمن پر فتح حاصل ہو سکے۔ مزید یہ کہ نظم کی پابندی کرو اور اپنے امراء کی حکم عدولی نہ کرو ورنہ دشمن پر تمہارا رعب ختم ہو جائے گا۔ امراء کے ساتھ نزع سے بچنے کا گر یہ ہے کہ آدمی خلافِ طبع امور پر صبر کرنے اور نظر انداز کرنے کا عادی ہو۔ اپنی رائے پر اتنا اصرار نہ ہو کہ اگر اُسے قبول نہ کیا جائے تو لڑنا شروع کر دے۔ اِسی صفت کا دوسرا نام صبر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اُن ہی کو حاصل ہوتی ہے جو دشمن کے مقابلہ میں اور نظم کی پابندی کے حوالے سے ثابت قدمی دکھائیں اور صبر کا مظاہرہ کریں۔ اِس کے برعکس جو لوگ اپنی قوت اور اسباب پر ناز کرتے ہیں اور لوگوں کے سامنے بڑائی کا اظہار کرتے

ہیں' اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذلت ورسوائی کا شکار ہو کر عبرت کا نمونہ بن جاتے ہیں۔ معرکہ بدر میں مشرکین کے لشکر کے ساتھ ایسا ہی ہوا۔

آیت ۴۸

شیطان کی دھوکا دہی

وَ اِذْ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ	اور جب خوش نما کر دیے اُن کے لیے شیطان نے اُن کے اعمال
وَ قَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْیَوْمَ مِنَ النَّاسِ	اور کہا کوئی غالب آنے والا نہیں تم پر آج لوگوں میں سے
وَ اِنِّیْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ	اور بے شک میں حمایتی ہوں تمہارا
فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ	پھر جب دیکھا ایک دوسرے کو دونوں جماعتوں نے
نَكَصَ عَلٰى عَقِبَیْهِ	وہ بھاگ گیا اُلٹے پاؤں
وَ قَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكُمْ	اور کہا بے شک میں بری الذمہ ہوں تم سے
اِنِّیْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ	بے شک میں دیکھ رہا ہوں وہ کچھ جو تم نہیں دیکھ رہے
اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ	بے شک میں تو ڈرتا ہوں اللہ سے
ع وَ اللّٰهُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۴۸﴾	اور اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

اِس آیت میں اُس دھوکے کا ذکر ہے جو شیطان نے قریش کے لشکر کو دیا۔ ابنِ کثیر نے اِس کی تفصیل یوں بیان کی ہے کہ شیطان بنو کنانہ کے رئیس سراقہ بن مالک کی شکل میں قریش کے لشکر میں شامل ہو گیا۔ اُنہیں جھوٹی تسلی دی کہ آج تمہاری فتح یقینی ہے اور میں

بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ جب میدانِ کارزار گرم ہوا تو اُس نے مسلمانوں کی مدد کے لیے فرشتے اترتے دیکھ لیے اور یہ اندازہ کر لیا کہ اب مشرکین کی شکست یقینی ہے۔ اب وہ الٹے قدموں بھاگنے لگا اور کفار سے کہہ دیا کہ میرا تم سے کوئی تعلق نہیں۔ میں مسلمانوں کی مدد کے لیے ایسی قوتوں کو دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے۔ میں اُس اللہ سے ڈرتا ہوں جس کا عذاب بڑا شدید ہے۔

آیت ۴۹

یہ غرور نہیں، اللہ تعالیٰ پر توکل ہے

اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ	جب کہہ رہے تھے منافق
وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ	اور وہ لوگ کہ جن کے دلوں میں (شک کی) بیماری تھی
غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ ؕ	مغرور کر دیا ہے اِنہیں اِن کے دین نے
وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ	اور جو بھروسا کرتا ہے اللہ پر
فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۹﴾	تو بے شک اللہ زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔

اِس آیت میں منافقین اور کمزور ایمان والے مسلمانوں کی ایک غلط فہمی کو دور کیا گیا ہے۔ اِن لوگوں نے جب سنا کہ نہتے مسلمان انتہائی دلیری و شجاعت کے ساتھ ایک ہزار مسلح کفار کے ساتھ ٹکرا گئے ہیں تو تبصرہ کیا کہ مسلمان اپنے دین کی حقانیت کے خیال پر مغرور ہیں۔ اِسی لیے تو اِس طرح اپنے آپ کو موت کے منہ میں ڈال دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ یہ غرور نہیں، توکل ہے۔ جو شخص بھی اسباب پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی زبردست قدرت پر بھروسا اور یقین رکھتا ہے تو وہ حق کے معاملہ میں ایسا ہی بے جگر اور دلیر ہو جاتا ہے۔

آیات ۵۰ تا ۵۲

اذیت ناک موت

وَ لَوْ تَرٰٓی اِذْ یَتَوَفَّی الَّذِیْنَ کَفَرُوا الْمَلٰٓئِکَۃُ	اور کاش تم دیکھو جب جان نکالتے ہیں اُن لوگوں کی جنہوں نے کفر کیا ہے فرشتے
یَضْرِبُوْنَ وُجُوْھَھُمْ وَ اَدْبَارَھُمْ ۚ	وہ مارتے ہیں اُن کے چہروں پر اور اُن کی پیٹھوں پر
وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ﴿۵۰﴾	اور (کہتے ہیں) چکھو جلنے کا عذاب۔
ذٰلِکَ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْکُمْ	یہ بدلہ ہے اُس کا جو آگے بھیجا ہے تمہارے ہاتھوں نے
وَ اَنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ﴿۵۱﴾	اور بے شک اللہ نہیں ہے کچھ بھی ظلم کرنے والا بندوں پر۔
کَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ	جیسے روش تھی فرعونیوں کی
وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ ؕ	اور اُن لوگوں کی جو اِن سے پہلے تھے
کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ	اُنہوں نے انکار کیا اللہ کی آیات کا
فَاَخَذَھُمُ اللّٰہُ بِذُنُوْبِھِمْ ؕ	تو پکڑ لیا اُنہیں اللہ نے اُن کے گناہوں کی وجہ سے
اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۵۲﴾	بے شک اللہ نہایت طاقتور، سخت سزا دینے والا ہے۔

اِن آیات میں کافروں کی اذیت ناک موت کا منظر بیان کیا گیا ہے۔ جب فرشتے کافروں کی جان نکالتے ہیں تو اُن کے منہ اور پیٹھوں پر ضربیں لگاتے ہیں اور ڈانٹتے ہوئے کہتے ہیں کہ بھون دینے والے عذاب کا مزہ چکھو۔ یہ بدلہ ہے تمہارے جرائم کا اور اللہ تعالیٰ

بلاوجہ کسی کو عذاب نہیں دیتا۔ تم آلِ فرعون اور سابقہ مجرم قوموں کی روش پر چلتے رہے۔ اُنہیں بھی کفر اور جرائم کی پاداش میں ایسی ہی عبرت ناک اور سخت سزا دی گئی تھی۔

آیات ۵۳ تا ۵۴

اللہ تعالیٰ کب نعمتوں سے محروم کرتا ہے؟

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ	یہ اِس لیے کہ بے شک اللہ کبھی نہیں بدلنے والا کسی نعمت کو، اُس نے عطا کیا ہو جسے کسی قوم کو
حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ	یہاں تک کہ وہ بدل ڈالیں اپنے آپ کو
وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۳﴾ ۙ	اور بے شک اللہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔
كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ	جیسے روش تھی فرعونیوں کی
وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ	اور اُن کی جو اُن سے پہلے تھے
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ	اُنہوں نے جھٹلایا اپنے رب کی آیات کو
فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ	تو ہم نے ہلاک کر دیا اُنہیں اُن کے گناہوں کی وجہ سے
وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ	اور ہم نے غرق کر دیا فرعونیوں کو
وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵۴﴾	اور وہ سب تھے ظالم۔

یہ آیات اللہ تعالیٰ کے انعام واکرام کے قائم اور باقی رہنے کا ایک ضابطہ بیان کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تو اُس کے رب العالمین اور رحمان ورحیم ہونے کے نتیجہ میں خود بخود عطا کی جاتی ہیں۔ البتہ جس قوم کو اللہ تعالیٰ کوئی نعمت دیتا ہے، اُس سے اُس وقت تک واپس نہیں لیتا جب تک کہ وہ اپنے حالات اور اعمال کو خراب کر کے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت نہ دے۔ ماضی میں جب آلِ

فرعون اور دیگر مجرم قوموں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری کی اور سرکشی کی انتہا کر دی تو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں نعمتوں سے محروم کر کے ہلاک کر دیا تھا۔ اِسی طرح مشرکینِ مکہ نے نبی اکرم ﷺ، قرآنِ کریم، دینِ اسلام اور کئی دیگر روحانی و مادی نعمتوں کی ناقدری کرتے ہوئے سنگین جرائم کیے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اُنہیں بدر میں بدترین شکست سے دوچار کر کے نشانِ عبرت بنا دیا۔ بلاشبہ یہ سب بڑے ہی بے انصاف لوگ تھے۔

آیات ۵۵ تا ۵۷

یہود کی عہد شکنی

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	بے شک سب جان داروں میں سے بدتر اللہ کے نزدیک وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا
فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۵﴾	سو وہ ایمان نہیں لا رہے۔
اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ	وہ لوگ کہ اے نبیؐ! آپ نے معاہدہ کیا تھا جن سے
ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ	پھر وہ توڑ دیتے ہیں اپنا عہد ہر بار
وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۶﴾	اور وہ نہیں ڈرتے (اللہ سے)۔
فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ	پس اگر آپؐ پائیں اُنہیں جنگ میں
فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ	تو تتر بتر کر دیں اُن (پرکاری ضرب) کے ساتھ اُنہیں بھی جو اُن کے پیچھے ہیں
لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾	تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔

اِن آیات میں اُن عہد شکنیوں کا ذکر ہے جو یہودِ مدینہ بار بار کرتے رہے۔ نبی اکرم ﷺ نے مدینہ آتے ہی یہود کے تمام قبائل سے میثاقِ مدینہ کے عنوان سے ایک معاہدہ کیا تھا۔ اِس معاہدہ کی رُو سے تمام فریقوں پر مدینہ میں ہنگامہ آرائی اور ایک دوسرے کے خلاف منفی سرگرمیاں ممنوع تھیں۔ یہودیوں نے اپنی موروثی عادت کے مطابق بارہا اِس معاہدہ کی خلاف ورزی کی۔ وہ اوس و خزرج کے درمیان دورِ جاہلیت کی عداوت دوبارہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ منافقین کے ساتھ مل کر خفیہ سازشوں میں مصروف رہے۔ غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی شاندار فتح نے اُن کی جلن اور حسد میں اور اضافہ کر دیا۔ اب اُن کی منفی سرگرمیاں اور بڑھ گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اِن آیات میں عہد شکنی کرنے والوں کو بدترین مخلوق قرار دیا اور کہا کہ اگر کوئی گروہ عہد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تمہارے خلاف میدانِ جنگ میں آجائے تو اُسے ایسی عبرت ناک سزا دو کہ پیچھے بیٹھے ہوئے عہد شکنی کرنے والے سرداروں کے ہوش ٹھکانے آجائیں۔

آیت ۵۸

عہد یافتہ فریق کے خلاف کاروائی نہ کی جائے

وَ اِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً	اور اے نبیؐ! اگر آپؐ اندیشہ محسوس کریں کسی قوم سے خیانت کا
فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ	تو پھینک دیں اُن کی طرف (اُن کا عہد) مساوی طور پر
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ۝۵۸ ع	بے شک اللہ پسند نہیں کرتا خیانت کرنے والوں کو۔ ع

اِس آیت میں مسلمانوں کو ہدایت دی گئی کہ اگر تم نے کسی فریق سے عہد کر رکھا ہے تو اُس کا پاس کرو۔ اگر اُس فریق کی طرف سے عہد شکنی ہو تو پھر برملا عہد کو توڑنے کا اعلان کر دو اور اِس کے بعد ہی اُس کے خلاف عہد شکنی کی وجہ سے کوئی کاروائی کی جا سکتی ہے۔ یہ جائز نہیں ہے کہ اگر کسی شخص یا گروہ یا ملک سے ہمارا معاہدہ ہو، ہمیں اُس سے شکایت ہو کہ وہ عہد کی پابندی نہیں کر رہا ہے، یا خدشہ ہو کہ وہ موقع پاتے ہی ہمارے ساتھ غداری کر بیٹھے گا، تو ہم اپنی جگہ خود فیصلہ کر لیں کہ ہمارے اور اُس کے درمیان معاہدہ

نہیں رہا۔ پھر اُس کے ساتھ وہ طرزِ عمل اختیار کریں جو معاہدہ نہ ہونے کہ صورت ہی میں کیا جاسکتا ہو۔ اِس کے برعکس ہمیں اِس بات کا پابند کیا گیا ہے کہ جب ایسی صورت پیش آئے تو ہم کوئی مخالفانہ کاروائی شروع کرنے سے پہلے فریقِ ثانی کو صاف صاف بتا دیں کہ ہمارے اور تمہارے درمیان اب معاہدہ باقی نہیں رہا تاکہ وہ کسی غلط فہمی میں نہ رہے۔

آیت ۵۹

کافر اللہ کی پکڑ سے بچ نہیں سکیں گے

وَ لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَبَقُوْا ؕ	اور ہر گز نہ خیال کریں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا کہ وہ بچ کر نکل گئے
اِنَّهُمْ لَا یُعْجِزُوْنَ ﴿۵۹﴾	یقیناً وہ (اللہ کو) بے بس نہیں کر سکیں گے۔

اس آیت میں کفار کو خبردار کیا گیا کہ اگر وہ بدر کے میدان سے جان بچا کر نکل بھاگے ہیں تو کہیں یہ نہ سمجھیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے محفوظ ہو گئے ہیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں مہلت دی ہے کہ شاید کافرانہ اور باغیانہ روش سے باز آجائیں۔ اگر مہلت سے فائدہ نہ اٹھایا تو اُن کا برا انجام ہو گا۔

آیت ۶۰

جنگ کے لیے بھرپور تیاری کرنے کا حکم

وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ	اور اے مسلمانو! تیاری کرو تم اُن (سے لڑنے) کے لیے جتنی تم سے ہو سکے قوت سے
وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَیْلِ	اور پلے ہوئے گھوڑوں سے
تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ	ڈراتے رہو تم اِس سے اللہ کے دشمن کو اور اپنے دشمن کو

وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ	اور کچھ دوسروں کو اُن کے علاوہ
لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ	تم نہیں جانتے اُنہیں
اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۭ	اللہ جانتا ہے اُنہیں
وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	اور جو تم خرچ کرو گے کوئی چیز اللہ کی راہ میں
يُوَفَّ اِلَيْكُمْ	پوری پوری لوٹا دی جائے گی تمہاری طرف
وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝۶۰	اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ کفار سے مقابلہ کے لیے ہر ممکن جنگی قوت اور اسباب فراہم کریں۔ بھرپور جنگی تیاری کے ذریعہ اپنے اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو دہشت زدہ کریں۔ اِس مقصد کے لیے وہ جو بھی مال خرچ کریں گے، اُس کا اُنہیں بہترین بدلہ عطا کیا جائے گا۔

آیات ۶۱ تا ۶۲

دشمن کی طرف سے صلح کی پیشکش قبول کر لی جائے

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ	اے نبیؐ! اور اگر کفار مائل ہوں صلح کی طرف
فَاجْنَحْ لَهَا	تو آپؐ بھی مائل ہو جایئے اُس کی طرف
وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ	اور بھروسا کیجیے اللہ پر
اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۶۱	بے شک وہی خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔
وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ	اور اگر وہ ارادہ کریں کہ دھوکا دیں آپؐ کو

فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ؕ	تو بے شک کافی ہے آپؐ کے لیے اللہ
هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾	وہی ہے جس نے قوت دی آپؐ کو اپنی مدد سے اور مومنوں سے۔

یہ آیات رہنمائی دے رہی ہیں کہ اگر دشمن صلح کی پیشکش کرے تو اُسے قبول کر لیا جائے تاکہ پُرامن فضا میں اُس تک دعوتِ دین پہنچانے کا فریضہ ادا کیا جا سکے۔ اِس فضا میں شاید دشمن قوم کے افراد بھی ٹھنڈے دل سے اسلام کی دعوت پر غور کریں اور اِس دعوت کو قبول کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ گویا اسلام کی ترجیح لوگوں سے جنگ کرنا یا اُنہیں ہلاک کرنا نہیں بلکہ اُن کو ہدایت کی راہ پر لانا ہے۔ البتہ اگر دشمن صلح کے ذریعہ مسلمانوں کو دھوکا دینے کا ارادہ رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اُس کی نیت اور ارادوں سے واقف ہے۔ وہ دشمن کے ناپاک عزائم کو ناکام فرما دے گا۔ اِس کے لیے اُس نے مسلمانوں کو بھی حکم دیا ہے کہ صلح ہو یا جنگ، وہ جنگی صلاحیت کی فراہمی سے کبھی غافل نہ ہوں۔

آیات ۶۳ تا ۶۴

ساتھیوں کے درمیان الفت، اللہ کے فضل ہی سے ممکن ہے

وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ	اور اللہ نے الفت پیدا کر دی اُن (صحابہؓ) کے دلوں میں
لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا	اے نبیؐ! اگر آپؐ خرچ کرتے وہ جو زمین میں ہے سب کا سب
مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ	آپؐ الفت پیدا نہیں کر سکتے تھے اُن کے دلوں میں
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ	اور لیکن اللہ نے الفت پیدا کر دی اُن کے درمیان
اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۳﴾	بے شک وہ زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ	اے نبیؐ! کافی ہے آپؐ کے لیے اللہ
وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٤﴾ ع ۸	اور اُن کے لیے جو پیروی کریں آپؐ کی مومنوں میں سے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو آگاہ فرمایا کہ اُس نے آپ ﷺ کو نصرت کے لیے ایسے ساتھی عطا کیے ہیں جو باہم محبت واخوت کے جذبات سے سرشار ہیں۔اِن ساتھیوں کے درمیان محبت والفت کا یہ بندھن اللہ تعالیٰ ہی نے باندھا ہے۔زمین کے تمام خزانے لٹا کر بھی ساتھیوں کے دلوں میں محبت کا رشتہ قائم نہیں کیا جاسکتا۔یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت اور نصرت وتائید کا کرشمہ ہے کہ اُس نے باطل کی سرکوبی کے لیے مسلمانوں کو اِس طرح متحد و متفق بنا دیا ہے۔اللہ تعالیٰ کی یہ مدد آئندہ بھی نبی اکرم ﷺ اور اُن کے جاں نثار ساتھیوں کے شاملِ حال رہے گی۔اتباعِ رسول ﷺ کا انعام ہے کہ اس سے ہمیں اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہو جائے گی یہ حقیقت ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی مدد ہی کامیابیوں کے حصول کے لیے فیصلہ کن عامل ہے۔

آیات ۶۵ تا ۶۶

قوتِ ایمان، قلیل مومنوں کو کثیر کافروں پر غالب کر دیتی ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ	اے نبیؐ! شوق دلایئے مومنوں کو جنگ کا
اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ	اگر ہوں تم سے بیس صبر کرنے والے
يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ	وہ غالب آئیں گے دو سو پر
وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ	اور اگر ہوں تم میں سے ایک سو
يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	وہ غالب آئیں گے ایک ہزار پر اُن لوگوں میں سے جنہوں نے کفر کیا
بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾	اِس لیے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو سمجھتے نہیں ہیں۔

اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ	اب ہلکا کر دیا ہے اللہ نے تم سے بوجھ
وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ	اور وہ جانتا ہے کہ تم میں کمزوری ہے
فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ	پس اگر ہوں تم میں سے ایک سو صبر کرنے والے
يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ	وہ غالب آئیں گے دو سو پر
وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ	اور اگر ہوں تم میں سے ایک ہزار
يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ	وہ غالب آئیں دو ہزار پر اللہ کے حکم سے
وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝۶۶	اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

نبی اکرم ﷺ کو اِن آیات میں تلقین کی گئی کہ اہلِ ایمان میں شوقِ جہاد و قتال ابھارتے رہیں۔ قوتِ ایمان اور صبر واستقامت کی وجہ سے بیس مسلمان دو سو کافروں پر اور ایک سو مسلمان ایک ہزار کافروں پر بھاری ہوں گے۔ البتہ کچھ عرصہ بعد مسلمان تعداد کے اعتبار سے کثیر ہو گئے لیکن اب اوسطاً قوتِ ایمان میں کمزوری پیدا ہو گئی۔ لہٰذا اب آیت ۶۶ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ اِس صورتِ حال میں ایک سو مسلمان دو سو کافروں پر بھاری ہوں گے اور ایک ہزار مسلمان دو ہزار کافروں پر غالب ہوں گے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کا یہ خوش کن وعدہ اُن مسلمانوں سے ہے جو شوقِ شہادت سے سرشار ہو کر دشمن کے مقابلے میں ڈٹ جائیں اور پامردی کا مظاہرہ کریں۔

آیات ۶۷ تا ۶۹

کافروں کو قیدی بنانے پر اظہارِ ناراضی

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى	نہیں ہے مناسب کسی نبی کے لیے کہ ہوں اُس کے پاس قیدی

حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ؕ	یہاں تک کہ وہ خوں ریزی نہ کرلے زمین میں (حق کے دشمنوں کی)
تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ	تم چاہتے ہو دنیا کا سامان
وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ	اور اللہ چاہتا ہے آخرت
وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٧﴾	اور اللہ زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔
لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ	اگر نہ ہوتا حکم اللہ کی طرف سے جو پہلے سے طے ہو چکا
لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٦٨﴾	یقیناً پہنچتا تمہیں اُس کے بدلے میں جو تم نے لیا ہے بہت بڑا عذاب۔
فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ	سو کھاؤ اُس میں سے جو تم نے غنیمت حاصل کی ہے
حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ	اِس حال میں کہ وہ ہے حلال، پاکیزہ
وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ	اور بچو اللہ کی نافرمانی سے
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٦٩﴾ ع ۵	بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِن آیات میں بدر کے معرکہ میں ستر کافروں کو قیدی بنانے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اظہارِ ناراضی کیا گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے باہمی مشاورت کے بعد گرفتار شدہ کافروں کو فدیہ لے کر رہا کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ آپ ﷺ نے یہ فیصلہ سورۂ محمد کی آیت ۴ میں وارد شدہ حکم کی روشنی میں کیا۔ اِس آیت میں اجازت دی گئی ہے کہ کافر قیدیوں کو فدیہ لے کر رہا کیا جا سکتا ہے۔ البتہ یہ اجازت اُس وقت کے لیے دی گئی تھی جب کافروں کے خلاف جنگ فیصلہ کن فتح تک پہنچ جائے۔ اِس وقت تو کفر کی کمر توڑنے کی ضرورت

کی ضرورت تھی اور مناسب یہی تھا کہ اِن قیدیوں کو قتل کر دیا جاتا۔ بہر حال چوں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو سمجھنے میں خطا ہوئی لہٰذا اللہ تعالیٰ نے معافی کا اعلان فرمایا اور قیدیوں سے لیے گئے فدیہ کے استعمال کی اجازت مرحمت فرمائی۔

آیات ۷۰ تا ۷۱

قیدیوں سے اظہارِ شفقت

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى ۙ	اے نبیؐ! فرمایئے اُن سے جو تمہارے قبضہ میں ہیں قیدی
اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا	اگر جانتا ہے اللہ تمہارے دلوں میں کوئی بھلائی
يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ	وہ عطا فرمائے گا تمہیں بہتر اُس سے جو (فدیہ) لیا گیا ہے تم سے
وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ	اور بخش دے گا تمہیں
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝	اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔
وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ	اور اگر وہ چاہتے ہیں خیانت کرنا آپؐ سے
فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ	تو یقیناً وہ خیانت کر چکے ہیں اللہ سے اِس سے پہلے
فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ۭ	پھر اللہ نے پکڑوا دیا تھا اُنہیں
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝	اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ اِن آیات میں بدر کے قیدیوں سے اظہارِ شفقت فرما رہا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے توسط سے اُنہیں پیغام دیا گیا کہ اگر واقعی اُن کے باطن میں خیر اور اخلاص ہے تو جو فدیہ اُن سے لیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ اُس سے بہتر اُنہیں عطا فرما دے گا اور اُن کے گناہوں کو

معاف فرمادے گا۔ البتہ اگر اُنہوں نے نبی اکرم ﷺ کے فدیہ لے کر رہا کر دینے کے احسان کو فراموش کر دیا اور مسلمانوں کے خلاف دوبارہ میدانِ جنگ میں آ گئے تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بدترین سزا کے مستحق ہوں گے۔

آیات ۷۲ تا ۷۳

دوستی کا معیار رشتہ ایمان کو بناؤ

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے
وَ هَاجَرُوْا	اور ہجرت کی
وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ	اور جہاد کیا اپنے مال اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں
وَ الَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْٓا	اور وہ لوگ کہ جنہوں نے ٹھکانا دیا اور مدد کی (مہاجرین کی)
اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ؕ	یہی لوگ ایک دوسرے کے دوست ہیں
وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	اور وہ لوگ جو ایمان لائے
وَ لَمْ یُهَاجِرُوْا	اور اُنہوں نے ہجرت نہیں کی
مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَایَتِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ	نہیں ہے تمہارے لیے اُن سے دوستی کا کچھ بھی تعلق
حَتّٰى یُهَاجِرُوْا ۚ	یہاں تک کہ وہ ہجرت کریں
وَ اِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ	اور اگر وہ مدد طلب کریں تم سے دین کے معاملہ میں
فَعَلَیْكُمُ النَّصْرُ	تو لازم ہے تم پر مدد کرنا

اِلَّا عَلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ؕ	سوائے ایسی قوم کے خلاف کہ تمہارے درمیان اور اُس کے درمیان کوئی عہد ہو
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۷۲﴾	اور اللہ اُسے جو تم کر رہے ہو خوب دیکھنے والا ہے۔
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ	اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں
اِلَّا تَفْعَلُوْهُ	اگر تم نے نہ کیا ایسا
تَكُنْ فِتْنَةٌ فِى الْاَرْضِ	تو ہوگا فتنہ زمین میں
وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ﴿۷۳﴾ ؕ	اور بہت بڑا فساد۔

اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ اہلِ ایمان کی دوستی اور دلی محبت صرف اُن اہلِ ایمان سے ہونی چاہیے جو دین کی خاطر مال و جان کی قربانیاں دینے والے ہیں۔ اِس کے مقابلہ میں ایک کافر کا دوست کوئی کافر ہی ہو سکتا ہے۔ اگر دوستی کا یہ معیار اختیار نہ کیا گیا تو معاشرے سے فتنہ و فساد کبھی ختم نہ ہوگا۔ اگر اہلِ حق کی ہمدردیاں کسی نسلی، لسانی، کاروباری یا کسی اور تعلق کی وجہ سے کفار کے ساتھ ہوں گی تو وہ مقابلہ کے وقت کفار کے خلاف بھرپور وار نہ کر سکیں گے اور اِن اہلِ باطل کی کمر نہ توڑ سکیں گے۔ بقول جگر مرادآبادی۔

میں زخم بھی کھاتا جاتا ہوں، قاتل سے بھی کہتا جاتا ہوں
تو ہین ہے دست و بازو کی، وہ وار کہ جو بھرپور نہیں

اِن آیات میں اہلِ ایمان کو یہ ہدایت بھی دی گئی کہ ایسے مسلمانوں سے دوستی نہ رکھیں جو ہجرت کر کے مدینہ آنے کو تیار نہ ہوں۔ ہاں اگر اُن کی قوم اُنہیں ہجرت سے روک رہی ہے تو پھر اُس قوم کے خلاف اُن کی مدد کریں۔ البتہ اگر اُن کی قوم کے ساتھ کوئی معاہدہ ہے تو پھر اُس معاہدہ کا احترام کریں۔

آیات ۷۴ تا ۷۵

سچے مومن کون ہیں؟

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اور وہ لوگ ایمان لائے
وَهَاجَرُوْا	اور ہجرت کی
وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں
وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا	اور وہ لوگ کہ جنہوں نے ٹھکانا دیا اور مدد کی (مہاجرین کی)
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ	یہی لوگ سچے مومن ہیں
لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۴﴾	اِنہی کے لیے بخشش ہے اور عزت والی روزی۔
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ	اور وہ لوگ جو ایمان لائے بعد میں
وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ	اور ہجرت کی اور جہاد کیا تمہارے ساتھ مل کر
فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ؕ	تو وہ بھی تمہی میں سے ہیں
وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ	اور رشتہ دار ایک دوسرے (کی میراث) کے زیادہ حق دار ہیں اللہ کی شریعت میں
اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۵﴾ ع ۱۴	بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا ہے۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ حقیقی مومن وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت و جہاد کے ذریعہ جان و مال کی قربانیاں دیں اور دین کی خاطر قربانی دینے والوں کی ہر طرح سے مدد کریں۔ ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخشش اور عزت والے اجر کی بشارت ہے۔

البتہ دُنیا میں احکام شریعت کی رُو سے قرابت دار اہلِ ایمان کو اوّلیت حاصل ہے۔ مثلاً وراثت کے حق دار وہی اہلِ ایمان ہوں گے جو قرابت دار ہیں اور دیگر اہلِ ایمان ساتھیوں کو وراثت میں سے حصہ نہیں ملے گا خواہ وہ دین کے لیے قربانیاں دینے کے اعتبار سے کتنے ہی آگے ہوں۔

ترجمہ برائے تدریس
قرآن حکیم

سورۃ التوبۃ

اٰیاتہا ۱۲۹ رکوعاتہا ۱۶

سورۃ التوبہ

کفار اور منافقین کو رسوا کرنے والی سورت

اِس سورۂ مبارکہ کا اسلوب انتہائی جلالی ہے۔ تفسیرِ قرطبیؒ میں حضرت علیؓ کا یہ قول نقل ہوا ہے کہ یہ سورۃ ہاتھ میں ننگی تلوار لے کر نازل ہوئی ہے لہٰذا اِس سورۃ کی تلاوت کے آغاز میں اللہ کی رحمت کے اظہار کا کلمہ یعنی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نہیں پڑھا جاتا۔ البتہ یہ ضرور یاد رکھنا چاہیے کہ اگر تلاوت کا آغاز ہی سورۃ توبہ کے درمیان سے کر رہے ہوں تو تعوذ کے بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم بھی پڑھی جائے گی۔

سورۂ توبہ کا نزول چار مراحل میں ہوا :

۱۔ رکوع ۱، ۴ اور ۵ سن ۹ ہجری میں حج کے موقع پر نازل ہوئے۔

۲۔ رکوع ۲ اور ۳ سن ۸ ہجری میں فتح مکہ سے قبل نازل ہوئے۔

۳۔ رکوع ۶ تا ۱۱ غزوۂ تبوک کے لیے روانگی سے قبل اور دورانِ سفر نازل ہوئے۔

۴۔ رکوع ۱۲ تا ۱۶ غزوۂ تبوک سے مدینہ واپسی کے بعد نازل ہوئے۔

آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۶ سن ۹ ہجری میں مشرکینِ عرب کے لیے فیصلہ کن اعلان
- آیات ۷ تا ۲۴ سن ۸ ہجری میں مکہ پر حملہ کے لیے مسلمانوں کی ذہن سازی
- آیات ۲۵ تا ۳۷ سن ۹ ہجری میں مشرکینِ عرب اور اہلِ کتاب کے لیے رسواکن احکام
- آیات ۳۸ تا ۱۲۹ غزوۂ تبوک کے حالات و واقعات پر بھرپور تبصرہ اور منافقین کے لیے رسواکن احکام

آیات ۱ تا ۳

مشرکینِ عرب کے لیے اعلانِ بیزاری

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖٓ	اعلانِ بیزاری ہے اللہ اور اُس کے رسولؐ کی طرف سے
اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۱	اُن کے لیے جن سے تم نے عہد کر رکھا تھا مشرکوں میں سے۔
فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ	اے مشرکو! پس چل پھر لو زمین میں چار مہینے
وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ	اور جان لو کہ بے شک تم بے بس کرنے والے نہیں ہو اللہ کو
وَ اَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ۝۲	اور یقیناً اللہ رسوا کرنے والا ہے کافروں کو۔
وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖٓ	اور اعلانِ عام ہے اللہ اور اُس کے رسولؐ کی طرف سے
اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ	لوگوں کے لیے بڑے حج کے دن
اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَ رَسُوْلُهٗ ؕ	بے شک اللہ بیزار ہے مشرکوں سے اور اُس کا رسولؐ بھی
فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ	پس اگر تم توبہ کر لو تو وہ بہتر ہے تمہارے لیے
وَ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ	اور اگر تم نے رخ پھیر لیا
فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ؕ	تو جان لو کہ بے شک تم بے بس کرنے والے نہیں ہو اللہ کو
وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۳	اور اے نبیؐ! خوش خبری سنا دیں اُن لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا دردناک عذاب کی۔

اِن آیات میں مشرکینِ عرب کے لیے اُس بیزاری کا بیان ہے جس کا اعلان اُن کے سامنے سن ۹ ہجری میں حج کے موقع پر کیا گیا۔ اُنہیں بتا دیا گیا کہ اُن تک نبی اکرم ﷺ نے دینِ اسلام کا پیغام پہنچانے کا حق ادا کر دیا ہے اور حجت تمام کر دی ہے۔ اب وہ چار مہینہ کی مدت کے اندر اندر کفر و شرک سے توبہ کر لیں اور اسلام قبول کر لیں، اِسی میں اُن کی دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ اگر اسلام قبول نہیں کرتے تو پھر اِس مدت میں اسلامی ریاست کی حدود سے نکل جائیں۔ اگر اُنہوں نے ایسا نہیں کیا تو مدت گزرنے کے بعد اسلامی ریاست کی سرزمین پر اُن کے ناپاک وجود کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ یہ چار مہینے کی مدت اُن مشرکین کے لیے مقرر کی گئی تھی جن سے مسلمانوں کا کوئی معاہدہ نہیں تھا یا معاہدہ تھا لیکن معاہدہ کے لیے کوئی مدت طے نہ تھی۔

آیات ۴ تا ۵

مشرکینِ عرب کے لیے فیصلہ کن اعلان

اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ	سوائے اُن کے جن سے تم نے عہد کیا مشرکوں میں سے
ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا	پھر اُنہوں نے کمی نہیں کی عہد میں تمہارے ساتھ کچھ بھی
وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا	اور نہ مدد کی تمہارے خلاف کسی کی
فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ	تو پورا کرو اُن کے ساتھ اُن کا عہد اُن کی مدت تک
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝	بے شک اللہ پسند فرماتا ہے پرہیزگاروں کو۔
فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ	پھر جب گزر جائیں حرمت والے مہینے
فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ	تو قتل کرو مشرکین کو جہاں بھی تم پاؤ اُنہیں
وَخُذُوْهُمْ	اور پکڑو اُنہیں
وَاحْصُرُوْهُمْ	اور گھیرے میں لو اُنہیں

وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ	اور بیٹھو اُن کی تاک میں ہر گھات کی جگہ
فَاِنْ تَابُوْا	پھر اگر وہ توبہ کرلیں
وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ	اور قائم کریں نماز
وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ	اور ادا کریں زکوۃ
فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ؕ	تو چھوڑ دو اُن کا راستہ
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝	بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

یہ آیات مشرکینِ عرب کے لیے آخری فیصلہ کا اعلان کر رہی ہیں۔ ارشاد ہوا کہ جن مشرکین سے ایک طے شدہ مدت کے لیے معاہدہ تھا اور اُنہوں نے کبھی بھی معاہدہ کی خلاف ورزی نہیں کی، اُنہیں معاہدہ کی طے شدہ مدت تک مہلت دی جائے۔ اصول پسندی اور تقویٰ کا یہی تقاضا ہے۔ البتہ جن مشرکین سے معاہدہ تھا اور اُنہوں نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی، اُن کے لیے حرمت والے مہینوں تک کی مہلت ہے یعنی حج کے بعد ذی الحجہ کے بقیہ دن اور محرم کا مہینہ۔ مہلت کی مدت ختم ہونے کے بعد جو مشرکین اسلامی ریاست کی حدود میں پائے جائیں اُنہیں قتل کر دیا جائے۔ ہاں اگر کوئی مشرک توبہ کرکے ایمان لے آئے، نماز قائم کرے اور زکوۃ ادا کرے تو اُس کی جان کی حفاظت کی جائے۔

آیت ۶

پناہ طلب کرنے والے مشرک کو پناہ دو

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ	اور اے نبیؐ! اگر کوئی مشرکوں میں سے پناہ مانگے آپؐ سے
فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ	تو پناہ دیں اُسے یہاں تک کہ وہ سن لے اللہ کا کلام
ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ؕ	پھر پہنچا دیں اُسے اُس کی امن کی جگہ

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝ ع	اِس لیے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو نہیں جانتے۔

یہ آیت ہدایت دے رہی ہے کہ اگر مشرکینِ عرب میں سے کوئی شخص اسلامی ریاست میں رہنے یا نہ رہنے کا فیصلہ کرنے سے قبل قرآنِ حکیم کی تعلیمات جاننے کی خواہش کرے تو اُسے یہ تعلیمات سنائی جائیں۔ پھر اُسے اُس کے محفوظ مقام تک پہنچا دیا جائے۔ اب وہ آزاد ہوگا، چاہے تو اسلام قبول کرے اور اسلامی ریاست کا شہری بن جائے اور یا اپنی جان بچانے کے لیے اسلامی ریاست کی حدود سے باہر نکل جائے۔

آیات ۷ تا ۸

حق و باطل میں صلح نہیں ہو سکتی

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ	کیسے ہو سکتا ہے مشرکوں کے لیے کوئی عہد اللہ اور اُس کے رسولؐ کے نزدیک؟
اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	سوائے اُن کے جن سے تم نے عہد کیا تھا مسجدِ حرام کے پاس
فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ	سو جب تک وہ سیدھے رہیں تمہارے لیے
فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ۭ	تو تم بھی سیدھے رہو اُن کے لیے
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝	بے شک اللہ پسند فرماتا ہے پرہیزگاروں کو۔
كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ	کیسے (اُن سے عہد ہو سکتا ہے؟) حالاں کہ اگر وہ غالب آجائیں تم پر
لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ	وہ لحاظ نہیں کریں گے تمہارے بارے میں کسی رشتہ داری کا اور نہ کسی عہد کا

يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ	وہ راضی کرتے ہیں تمہیں اپنے مونہوں سے
وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ	اور انکار کر رہے ہیں اُن کے دل
وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝	اور اُن میں سے اکثر نافرمان ہیں۔

اِن آیات میں اُن مغالطہ آمیز دلائل کی اصلاح کی گئی ہے جو چند لوگ اہلِ مکہ کے ساتھ جنگ نہ کرنے والے کے حق میں پیش کر رہے تھے۔ وہ دلائل یہ تھے کہ صلح جنگ سے بہتر ہے۔ مشرکینِ مکہ نے صلحِ حدیبیہ توڑی ہے لیکن ہمیں چاہیے کہ ہم پھر سے اِس صلح کی تجدید کرلیں۔ پھر اُن سے ہمارے خون کے رشتے بھی تو ہیں۔ ہمیں صلۂ رحمی اور قرابت داری کا خیال کرنا چاہیے۔ اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ اصولاً حق و باطل میں سمجھوتا ہو ہی نہیں سکتا۔

باطل دوئی پسند ہے حق لاشریک ہے
شرکت میانہ حق و باطل نہ کر قبول

جب تک برائی کو ہاتھ سے روکنے کی قوت نہ تھی، مشرکین سے صلح تھی۔ اب جب کہ اُنہوں نے خود ہی صلح کو توڑ دیا ہے تو باوجود برائی کو ہاتھ سے روکنے کی قوت فراہم ہونے کے کیسے اُن سے صلح کرلی جائے؟ مسلمان تو اُن سے قرابت داری کا لحاظ رکھنے کا مشورہ دے رہے ہیں جب کہ اُنہیں اگر موقع ملے تو وہ ہرگز نہ کسی صلح کو خاطر میں لائیں گے اور نہ کسی قرابت داری کا پاس کریں گے۔ منہ سے چکنی چپڑی باتیں کرکے مسلمانوں کو راضی رکھنا چاہتے ہیں لیکن اِن فاسقوں کے دل مسلمانوں کے خلاف نفرت سے بھرے ہوئے ہیں۔

آیات ۹ تا ۱۱

مشرکینِ مکہ کے جرائم

اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا	اُنہوں نے سودا کیا اللہ کی آیات کا تھوڑی سی قیمت میں
فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ	پھر روکا اُس کی راہ سے

اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۹	بے شک یہ لوگ برا ہے جو کچھ کرتے رہے ہیں۔
لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً	وہ لحاظ نہیں کرتے کسی مومن کے بارے میں کسی رشتہ داری کا اور نہ کسی عہد کا
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۝۱۰	اور یہی لوگ حد سے گزرنے والے ہیں۔
فَاِنْ تَابُوْا	پس اگر وہ توبہ کرلیں
وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ	اور قائم کریں نماز
وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ	اور ادا کریں زکوٰۃ
فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ؕ	تو تمہارے بھائی ہیں دین میں
وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۱۱	اور ہم واضح کرتے ہیں آیات اُن کے لیے جو جاننا چاہیں۔

یہ آیات مسلمانوں کو آگاہ کر رہی ہیں کہ وہ مشرکین کے بارے میں کوئی نرم گوشہ اپنے دلوں میں نہ رکھیں۔ اُنہوں نے دنیا کی وقتی چودھراہٹ اور مفاد کو اللہ تعالیٰ کی آیات پر ترجیح دی۔ نہ صرف خود حق قبول کرنے سے باز رہے بلکہ دوسروں کو بھی اللہ تعالیٰ کی راہ سے بد ظن کرتے رہے۔ مسلمانوں پر ظلم و ستم کرتے ہوئے تمام حدود سے تجاوز کر گئے، نہ اُن سے قرابت کا کبھی پاس کیا اور نہ ہی کسی عہد کی پابندی کی۔ اِس سب کے باوجود اگر وہ اپنے جرائم پر نادم ہو کر توبہ کریں، اسلام قبول کریں اور نماز و زکوٰۃ ادا کرنے کا اہتمام کریں تو اللہ تعالیٰ اُنہیں معاف فرما دے گا۔ وہ اسلامی برادری کا حصہ بن جائیں گے اور تمام حقوق میں دیگر مسلمانوں کے برابر ہو جائیں گے۔

آیات ۱۲ تا ۱۵

جنگ کرو بازنہ آنے والے مشرکوں سے

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ	اور اگر وہ (مشرکین) توڑ دیں اپنی قسمیں اپنے عہد کے بعد
وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ	اور عیب نکالیں تمہارے دین میں
فَقَاتِلُوْٓا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ ۙ	تو جنگ کرو کفر کے سرداروں سے
اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ	بے شک یہ لوگ ہیں کہ نہیں ہیں کوئی قسمیں اِن کی
لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ⑫	تاکہ وہ باز آ جائیں (اپنے جرائم سے)۔
اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ	کیا تم نہیں لڑو گے اُن لوگوں سے جنہوں نے توڑ دیں اپنی قسمیں
وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ	اور اُنہوں نے منصوبہ بنایا رسولؐ کو (مکہ سے) نکالنے کا
وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ	اور اُنہوں نے ہی ابتدا کی تھی تمہارے ساتھ پہلی مرتبہ (زیادتی کی)؟
اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ	کیا تم ڈرتے ہو اُن سے؟
فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ	پس اللہ زیادہ حق رکھتا ہے کہ تم ڈرو اُس سے
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ⑬	اگر تم مومن ہو۔
قَاتِلُوْهُمْ	جنگ کرو اُن سے

يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ	عذاب دے گا انہیں اللہ تمہارے ہاتھوں سے
وَيُخْزِهِمْ	اور رسوا کرے گا انہیں
وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ	اور مدد کرے گا تمہاری اُن کے مقابلے میں
وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴﴾	اور ٹھنڈا کرے گا مومنوں کے سینوں کو۔
وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ	اور دور کر دے گا غصہ اُن کے دلوں کا
وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ	اور نظر کرم فرمائے گا اللہ جس پر چاہے گا
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۵﴾	اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔

اِن آیات میں مسلمانوں کو مشرکینِ مکہ کے خلاف جنگ کرنے کا واشگاف الفاظ میں حکم دیا جارہا ہے۔ آگاہ کیا گیا کہ وہ درحقیقت پورے عرب میں کفر کے سردار ہیں۔ اُنہوں نے دینِ حق کی بے بنیاد مخالفت کرکے لوگوں کو حق قبول کرنے سے روکا، مکہ میں مسلمانوں پر تشدد و زیادتی میں پہل ہی نہیں کی بلکہ اُن پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے، نبی اکرم ﷺ کو مکہ سے جلاوطن کرنے کے ناپاک منصوبے بنائے اور حدیبیہ کے مقام پر صلح کرنے کے بعد اُسے توڑ دیا۔ لہٰذا اِن مجرموں اور کفر کے سرغنوں سے لڑو۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں اپنی قدرت سے تمہارے ہاتھوں سزا دے گا جس سے اُن مظلوموں کی دادرسی ہوگی جن پر وہ مکہ میں ظلم و ستم کرتے رہے ہیں۔ البتہ مشرکین میں سے اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا توبہ کرنے اور اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔

آیت ۱۶

جنت کسے عطا کی جائے گی؟

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا	کیا تم نے سمجھ لیا ہے کہ تم چھوڑ دیے جاؤ گے؟

وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ	حالاں کہ ابھی ظاہر نہیں کیا اللہ نے اُن لوگوں کو جنہوں نے جہاد کیا تم میں سے
وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ	اور اُنہوں نے نہیں بنایا سوائے اللہ کے اور اُس کے رسولؐ کے اور مومنوں کے کسی کو ہم راز
ع ۸ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾	اور اللہ خوب باخبر ہے اُس سے جو تم کر رہے ہو۔

اِس آیت میں واضح کیا گیا کہ جہنم سے خلاصی اور جنت کا حصول اُن ہی لوگوں کے لیے ممکن ہوگا جن کی استقامت اور خلوص کو اللہ تعالیٰ آزما کر اور ٹھوک بجا کر دیکھ لے گا۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کا حق ادا کر دیں گے اور اللہ، اُس کے رسول ﷺ اور مخلص اہلِ ایمان کے سوا کسی اور کو عزیز نہ رکھیں گے وہی جنت کی دائمی اور خوش گوار لذتوں سے سرفراز ہوں گے۔ گویا مشرکینِ مکہ تمہارے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں، اگر توبہ نہیں کرتے تو اُن سے تمہارا کوئی دلی تعلق نہیں ہونا چاہیے۔ اُن کے خلاف جہاد کرکے ثابت کرو کہ تمہارے نزدیک اہمیت خون کے رشتوں کی نہیں بلکہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ پر ایمان کی ہے۔

آیات ۱۷ تا ۱۹

محدود مذہبی تصور کی زوردار نفی

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ	نہیں ہے حق مشرکین کو کہ وہ آباد کریں اللہ کی مسجدوں کو
شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ	وہ گواہی دینے والے ہیں اپنے اوپر کفر کی
اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚ	یہ وہی لوگ ہیں کہ ضائع ہوگئے اُن کے اعمال
وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾	اور آگ میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ	بے شک وہی آباد کرتا ہے اللہ کی مسجدوں کو
مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	جو ایمان رکھتا ہے اللہ اور آخرت کے دن پر
وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ	اور جس نے قائم کی نماز
وَاٰتَى الزَّكٰوةَ	اور ادا کی زکوٰۃ
وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ	اور جو نہیں ڈرا مگر اللہ سے
فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۸﴾	پس امید ہے کہ یہ لوگ ہوں گے ہدایت پانے والوں میں سے۔
اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ	کیا کر دیا ہے تم نے حاجیوں کو پانی پلانا
وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	اور مسجدِ حرام کو آباد کرنا
كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	برابر اُس کے جو ایمان لایا اللہ اور آخرت کے دن پر
وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ	اور جس نے جہاد کیا اللہ کی راہ میں؟
لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ	وہ برابر نہیں ہوں گے اللہ کے نزدیک
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾	اور اللہ ہدایت نہیں دیتا ظالم لوگوں کو۔

اِن آیات میں اہلِ مکہ سے جنگ نہ کرنے کے حوالے سے ایک اور گمراہ کن سوچ کی زوردار نفی کی گئی ہے۔ گمراہ کن سوچ یہ تھی کہ قریشِ مکہ نے مسجدِ حرام کو آباد کر رکھا ہے اور وہ حاجیوں کی خدمت کرتے ہیں۔ اِن کے خلاف جنگ کرنا مناسب نہیں۔ اِس سوچ کی نفی اِن الفاظ میں کی گئی کہ مشرکین اِس قابل ہی نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے گھر کو آباد کریں۔ اللہ تعالیٰ کے گھروں کو آباد کرنے والے درحقیقت وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اُس کی توحید کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں، آخرت پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے

نہیں ڈرتے۔ پھر حاجیوں کی خدمت اور مسجدِ حرام کو آباد کرنا کیا ایمان لانے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کے مساوی عمل ہے؟ ہر گز نہیں!!!

آیات ۲۰ تا ۲۲

اللہ تعالیٰ کے نزدیک عظیم اور کامیاب لوگ کون ہیں؟

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	وہ لوگ جو ایمان لائے
وَهَاجَرُوْا	اور اُنھوں نے ہجرت کی
وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ	اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے
اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ	وہ زیادہ عظیم ہیں درجے میں اللہ کے نزدیک
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝۲۰	اور وہی لوگ ہیں کامیاب ہونے والے۔
يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ	خوش خبری دیتا ہے اُنہیں اُن کا رب اپنی طرف سے رحمت اور رضامندی کی
وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۝۲۱	اور اُن کے لیے ایسے باغ کی جن میں دائمی نعمت ہو گی۔
خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ	وہ رہنے والے ہیں اُن میں ہمیشہ ہمیشہ
اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۲۲	بے شک اللہ ہی کے پاس شاندار بدلہ ہے۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عظمتوں کے حامل اور کامیاب لوگ وہ ہیں جو ایمان لائے، اُنھوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کی اور مال و جان سے جہاد کیا۔ اُن کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت، رضامندی اور دائمی نعمتوں

والی ابدی جنت کی بشارت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت تو ایمان کی وجہ سے عطا ہو گی کیوں کہ آخرت میں یہ نعمت صرف اُسی کو ملے گی جو ایمان لایا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی رضامندی جہاد فی سبیل اللہ کا انعام ہو گی کیوں کہ اعمال میں سب سے افضل اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان اور مال کی قربانی پیش کرنا ہے، اِسی طرح اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے بڑی نعمت اُس کی رضامندی ہے۔ ہجرت کے بدلہ میں اُنہیں جنت میں ہمیشہ ہمیش کا قیام نصیب ہو گا۔ اُنہوں نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنا گھر اور وطن چھوڑا تو اب اللہ تعالیٰ اُنہیں ایسا بہتر گھر دے گا جس کی نعمتیں اعلیٰ اور نہ ختم ہونے والی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اعمال اور انعامات کی یہ سعادتیں عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۲۳

دوستی کی بنیاد صرف اور صرف ایمان پر رکھو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ	مت بناؤ اپنے باپ دادا اور بھائیوں کو دلی دوست
اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ	اگر وہ پسند کریں کفر کو ایمان پر
وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ	اور جو دوست بنائے گا اُنہیں تم میں سے
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾	تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں۔

اِس آیت میں ایسے لوگوں کے لیے نصیحت ہے جو مشرکینِ مکہ کے ساتھ رشتہ داریوں کی بنیاد پر اُن سے جنگ نہ کرنے کا مشورہ دے رہے تھے۔ اُنہیں تلقین کی گئی کہ اب تمہاری دوستی اور دشمنی کی بنیاد خونی، نسلی، لسانی یا علاقائی تعلقات نہیں بلکہ ایمان ہے۔ اگر تمہارے باپ دادا اور بھائی ایمان کے مقابلہ میں کفر کو ترجیح دیں تو اُنہیں ہرگز عزیز نہ رکھو۔ مشرکینِ مکہ مومنوں کے ساتھ مسلسل ظلم کر رہے ہیں۔ اُن کے لیے نرم گوشہ رکھنا گویا اُنہیں ظلم سے روکنے کی بجائے اُن کے ظلم کو تحفظ دینا ہے۔ لہٰذا ایسے ظالموں سے دلی دوستی اور محبت رکھنے والے بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ظالم ہیں۔

آیت ۲۴

دنیوی محبتوں کو دینی محبتوں پر ترجیح دینے والے فاسق ہیں

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ	اے نبیؐ! فرمایئے اگر ہیں تمہارے باپ دادا
وَ اَبْنَآؤُكُمْ	اور تمہارے بیٹے
وَ اِخْوَانُكُمْ	اور تمہارے بھائی
وَ اَزْوَاجُكُمْ	اور تمہاری بیویاں
وَ عَشِيْرَتُكُمْ	اور تمہارے دیگر رشتہ دار
وَ اَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا	اور وہ اموال تم نے خود کمایا ہے جنہیں
وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا	اور وہ کاروبار کہ تم ڈرتے ہو جس کے نقصان سے
وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ	اور وہ گھر تم پسند کرتے ہو جنہیں
اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ	زیادہ محبوب تمہیں اللہ سے
وَ رَسُوْلِهٖ	اور اُس کے رسولؐ سے
وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ	اور جہاد کرنے سے اُس کی راہ میں
فَتَرَبَّصُوْا	تو تم انتظار کرو
حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ	یہاں تک کہ لے آئے اللہ اپنا حکم

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾	اور اللہ ہدایت نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو۔ ع ۳

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آٹھ دنیوی محبتیں بیان کیں اور تین دینی محبتیں۔اِس کے بعد دعوت دی کہ اپنے باطن میں ایک ترازو نصب کرو۔ایک پلڑے میں دنیا کی آٹھ محبتیں یعنی والدین، بیٹوں، بھائیوں، بیویوں، رشتہ داروں، مال، کاروبار اور گھر کی محبت رکھو اور دوسرے پلڑے میں دین کی تین محبتیں یعنی اللہ تعالیٰ، اُس کے رسول ﷺ اور اُس کی راہ میں جہاد کی محبت رکھو۔اب دیکھو کہ اگر دنیوی محبتوں والا پلڑا وزنی ہے اور دینی محبتوں والا پلڑا ہلکا ہے تو پھر جاؤ اور موت کا انتظار کرو۔انسان کی ترجیح تو دنیا ہو لیکن ضمیر کی تسلی کے لیے جزوی نیکی کر کے سمجھے کہ شاید اللہ تعالیٰ اِس سے راضی ہو جائے گا۔ہر گز نہیں!۔دنیوی محبتوں کو دینی محبتوں پر ترجیح دینے والے در حقیقت فاسق ہیں۔اللہ تعالیٰ ایسے فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

آیات ۲۵ تا ۲۷

فیصلہ کن شے اسباب نہیں اللہ تعالیٰ کی مدد ہے

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ	یقیناً مدد کر چکا ہے اللہ تمہاری بہت سے جنگی میدانوں میں
وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ	اور حنین کے روز بھی
اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ	جب خوش فہمی میں ڈال دیا تھا تمہیں تمہاری کثرت نے
فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا	پس کام نہ آئی وہ کثرت تمہارے کچھ بھی
وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ	اور تنگ ہو گئی تم پر زمین باوجود اِس کے کہ وہ کشادہ تھی
ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ﴿۲۵﴾	پھر تم پھرے پیٹھ دکھانے والے ہو کر۔
ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ	پھر نازل فرمائی اللہ نے اپنی طرف سے تسکین اپنے رسولؐ پر

وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ	اور مومنوں پر
وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا	اور اُس نے نازل کیے وہ لشکر کہ تم نہ دیکھ سکے جنہیں
وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ	اور اُس نے سزا دی اُن لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا
وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶﴾	اور یہی کافروں کا بدلہ ہے۔
ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ	پھر نظر کرم فرمائے گا اللہ اِس کے بعد جس پر چاہے گا
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۷﴾	اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِن آیات میں غزوۂ حنین کا ذکر ہے جو فتح مکہ کے بعد طائف کے قبائل کے ساتھ ہوا۔ اِس غزوہ میں مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ کچھ لوگوں کو اپنی کثرتِ تعداد پر ناز ہو گیا تھا اور وہ فتح کو یقینی سمجھنے لگے تھے۔ ایسے میں دشمن کی طرف سے تیروں کی ایسی بوچھاڑ ہوئی کہ بارہ ہزار کا لشکر منتشر ہو گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد آئی، فرشتوں کا نزول ہوا، کافروں کو اللہ تعالیٰ نے ہزیمت سے دوچار کیا اور اہلِ ایمان کو فتح و کامرانی سے نوازا۔ حقیقت یہی ہے کہ فیصلہ کن شے اسباب نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہے۔ غزوۂ حنین میں فتح حاصل کرنے کے بعد نبی اکرم ﷺ نے شکست خوردہ دشمنوں کے ساتھ ایسا حسنِ سلوک کیا کہ اُن میں سے بیشتر افراد مسلمان ہو گئے۔

آیت ۲۸

مشرکین کے مسجدِ حرام میں داخلہ پر پابندی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ	بلاشبہ مشرکین تو ہیں ہی ناپاک
فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ	سو وہ قریب نہ آئیں مسجدِ حرام کے اپنے اِس سال کے بعد

وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً	اور اگر تم ڈرتے ہو تنگ دستی سے
فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ۭ	تو جلد ہی غنی کر دے گا تمہیں اللہ اپنے فضل سے اگر اُس نے چاہا
اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۲۸	بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔

اِس آیت میں مشرکین کو اُن کے خبیث عقائد کی وجہ سے ناپاک قرار دے کر اُن پر پابندی لگا دی گئی کہ وہ ۹ ہجری کے حج کے بعد اب مسجدِ حرام میں داخل نہیں ہو سکیں گے۔ مفسرین نے مسجدِ حرام سے مراد صرف مسجد نہیں بلکہ پوری حدودِ حرم لی ہیں۔ حدودِ حرم میں شامل علاقہ جہاں ایک مقدس مقام تھا وہیں ایک بڑا تجارتی مرکز بھی تھا۔ یہ تجارت زیادہ تر مشرکین کے ہاتھ میں تھی۔ لہٰذا مکہ اور اِس کے آس پاس بسنے والے نو مسلموں کو خدشہ لاحق ہوا کہ اب ضروریات کیسے پوری ہوں گی؟ نیز ذرائع روزگار بھی متاثر ہونے کا اندیشہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اِن مسلمانوں کو تسلی دی کہ وہ عنقریب اُنہیں غنی کر دے گا اور پھر وہ اپنی معیشت کے لیے مشرکین کے محتاج نہیں رہیں گے۔

آیت ۲۹

اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کی حیثیت

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	جنگ کرو اُن سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور نہ ہی آخرت کے دن پر
وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ	اور حرام نہیں سمجھتے اُسے جسے حرام کیا ہے اللہ اور اُس کے رسولؐ نے
وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ	اور قبول نہیں کرتے ہیں سچے دین کو
مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ	اُن لوگوں میں سے جنہیں دی گئی ہے کتاب

حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ	یہاں تک کہ وہ دیں جزیہ ہاتھ سے
ع وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۲۹﴾	اِس حال میں کہ وہ ذلیل ہوں۔

اِس آیت میں اسلامی ریاست میں اہلِ کتاب کی حیثیت کا تعین کر دیا گیا۔ ابتداءً یہ حکم اہلِ کتاب کے لیے تھا لیکن بعد ازاں اِس کا اطلاق دورِ نبوی ﷺ کے مشرکینِ عرب کے سوا تمام غیر مسلموں کے لیے کر دیا گیا۔ فرمایا کہ غیر مسلموں سے اُس وقت تک جنگ جاری رہے گی جب تک وہ ریاست میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اپنے لیے ثانوی درجہ کی شہریت قبول نہ کر لیں۔ اُنہیں جزیہ دینا پڑے گا تاکہ ریاست اُن کے جان و مال، املاک اور عبادت گاہوں کی حفاظت کی ذمہ داری ادا کر سکے۔ اِس آیت میں ایک اہم نکتہ یہ بھی بیان ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حلال و حرام ٹھہرانے کا اختیار رسول ﷺ کو بھی دیا ہے۔ آپ ﷺ کے طے کردہ حلال و حرام کی تفصیل احادیثِ مبارکہ سے حاصل ہو گی۔ گویا احادیثِ مبارکہ بھی دین میں ایک حجت رکھتی ہیں اور اُن کے بغیر دین پر عمل ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں انکارِ حدیث کے فتنہ سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۰ تا ۳۲

یہودیوں اور عیسائیوں کا شرک

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ	اور کہا یہودیوں نے عزیرؑ اللہ کے بیٹے ہیں
وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ	اور کہا نصرانیوں نے مسیحؑ اللہ کے بیٹے ہیں
ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ	یہ اُن کا کہنا ہے اپنے مونہوں سے
يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ	یہ نقل کر رہے ہیں اُن لوگوں کے قول کی جنہوں نے کفر کیا اِن سے پہلے
قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۰﴾	ہلاک کرے اِنہیں اللہ کہاں سے بہکائے جا رہے ہیں۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ	اُنہوں نے بنالیا ہے اپنے علما اور اپنے راہبوں کو رب اللہ کے سوا
وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ	اور مسیح ابن مریمؑ کو بھی
وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ	حالاں کہ اُنہیں حکم نہیں دیا گیا تھا مگر یہ کہ عبادت کریں ایک معبود کی
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ	نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے
سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۳۱	پاک ہے وہ اُن سے جنہیں وہ شریک بناتے ہیں۔
يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـــُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ	وہ چاہتے ہیں کہ بجھادیں اللہ کے نور کو اپنے مونہوں (کی پھونکوں) سے
وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ	اور نہیں قبول کرے گا اللہ مگر یہ کہ پورا کرے اپنا نور
وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝۳۲	اور اگرچہ ناپسند کریں کافر۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ یہودیوں نے حضرت عزیرؑ کو اللہ کا بیٹا قرار دے کر شرک کیا اور عیسائیوں نے یہی ظلم حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ کیا۔ یہ دونوں گروہ اُن گمراہ قوموں کی راہ پر چل پڑے جنہوں نے ماضی میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اولاد منسوب کرنے کا سنگین جرم کیا۔ عیسائیوں نے مزید ظلم یہ کیا کہ حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ اپنے علماء اور صوفیاء کو بھی رب بنالیا۔ جس شے کو وہ حلال قرار دیتے اُسے حلال سمجھتے اور جس شے کو وہ حرام قرار دیتے اُسے حرام سمجھتے، حالاں کہ حلال و حرام قرار دینے کا اختیار اللہ تعالیٰ کا ہے یا اللہ کے رسولوںؑ کا۔ حضرت عیسیٰؑ نے یہودیوں اور عیسائیوں دونوں کو تلقین کی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی بندگی نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ واحد ہے اور وہ اِس کمزوری سے پاک ہے کہ کوئی اُس کے ساتھ شریک ہو۔

آیت ۳۲ میں آگاہ کیا گیا کہ اہلِ کتاب اپنی سازشوں کے ذریعہ دینِ اسلام کی ترقی اور غلبہ کو روکنا چاہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اِس نورِ عدل ورحمت کو غالب کر کے رہے گا خواہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

آیت ۳۳

نبی اکرم ﷺ کی بعثت کا مقصد غلبۂ دین تھا

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ	وہی ہے اللہ جس نے بھیجا اپنے رسولؐ کو
بِالْهُدٰى	کامل ہدایت کے ساتھ
وَدِیْنِ الْحَقِّ	اور برحق دین کے ساتھ
لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ ۙ	تاکہ وہ غالب کردیں اُسے تمام دینوں پر
وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾	اور اگرچہ ناپسند کریں مشرکین۔

اِس آیت میں واضح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو کامل ہدایت یعنی قرآنِ حکیم اور دینِ حق یعنی اسلام کا عادلانہ نظام دے کر بھیجا تاکہ آپ ﷺ اِس نظام کو کل نظامِ زندگی پر غالب کر دیں۔ آپ ﷺ یہ مقصد حاصل کر کے رہیں گے خواہ شرک کرنے والوں کو کتنا ہی ناپسند ہو۔ ایک واضح مقصد کا شعور انسان کو حیوان سے جدا کرتا ہے۔ حیوانوں کا اپنا کوئی مقصدِ زندگی نہیں ہوتا بلکہ انسان اُنہیں اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتا ہے۔ انسان کہلانے کا حق دار وہی ہے جس کا حیوانی تقاضوں سے اُوپر کوئی پاکیزہ مقصدِ زندگی ہو۔ اعلیٰ ترین مقصد وہ ہے جو مقصد تھا نبی اکرم ﷺ کا یعنی دنیا سے ظلم واستحصال کا خاتمہ اور عادلانہ نظام کا قیام۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اِسی مقصد کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین !

میری زندگی کا مقصد تیرے دیں کی سرفرازی
میں اِسی لیے مسلماں میں اِسی لیے نمازی

آیات ۳۴ تا ۳۵

علماء اور صوفیاء کی اکثریت لوگوں کا مال ناحق کھاتی ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ	بے شک بہت سے علماء اور صوفیاء
لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ	یقیناً کھا جاتے ہیں لوگوں کے مال ناحق
وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ	اور وہ روکتے ہیں اللہ کی راہ سے
وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ	اور وہ لوگ جو جمع کر کے رکھتے ہیں سونا اور چاندی
وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ	اور خرچ نہیں کرتے انہیں اللہ کی راہ میں
فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ﴿۳۴﴾	تو اے نبیؐ! خوش خبری سنا دیجیے انہیں دردناک عذاب کی۔
يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ	جس دن تپایا جائے گا اُس سونے چاندی کو جہنم کی آگ میں
فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ	پھر داغی جائیں گی اِس سے اُن کی پیشانیاں
وَجُنُوْبُهُمْ	اور اُن کے پہلو
وَظُهُوْرُهُمْ ؕ	اور اُن کی پشتیں
هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ	(کہا جائے گا) یہ ہے جو تم نے جمع کر رکھا تھا اپنے لیے

فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝	تو چکھو (مزہ اُس کا) جو تم جمع کیا کرتے تھے۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے اکثر علماء اور صوفیاء دنیادار ہوتے ہیں۔ وہ حق کو چھپا کر یا حق میں تحریف کر کے یا لوگوں کو اُن کے من پسند فتوے دے کر اُن سے قیمت وصول کرتے ہیں۔ پھر یہ دنیادار مذہبی پیشوا لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں تاکہ اُن کا مکروہ کردار بے نقاب نہ ہو۔ یہ لوگ دین کے خادمین کا لبادہ اوڑھ کر سونا اور چاندی نذرانے کے طور پر وصول کرتے ہیں اور اُس کے ڈھیر لگاتے ہیں۔ روزِ قیامت اِس جمع شدہ سونے اور چاندی کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا اور اِس سے اُن کی پیشانیاں، پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی۔ کہا جائے گا چکھو اُس خزانے کا مزہ جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا۔ بد قسمتی سے مسلمانوں میں بھی ایسے دنیادار علماء اور صوفیاء ہیں جنہوں نے دین کو کمائی ہی نہیں عیاشی کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِن کے شر سے بچائے اور دین کے سچے خادموں سے فیض حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۳۶

سال میں ۱۲ مہینے اللہ تعالیٰ کے طے کردہ ہیں

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ	بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہے اللہ کی تقویم میں
يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ	جس روز سے اُس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو
مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ	اِن میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں
ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ	یہی سیدھا دین ہے
فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ	تو ظلم نہ کرو اِن میں اپنی جانوں پر
وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً	اور لڑو مشرکوں سے ہر حال میں

كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً	جیسے وہ لڑتے ہیں تم سے ہر حال میں
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۶﴾	اور جان لو کہ بے شک اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

اِس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق کے ساتھ ہی طے کر دیا تھا کہ سال کی تقویم بارہ ماہ پر مشتمل ہو گی۔ اِن میں سے چار مہینے (رجب، ذی القعدہ، ذی الحجہ اور محرم) حرمت والے ہوں گے جن میں جنگ کرنا حرام ہو گا۔ البتہ اجازت دی گئی کہ اگر دشمن اِن مہینوں میں مسلمانوں پر حملہ کر دے تو پھر اِس کا بھرپور جواب دیا جائے۔

آیت ۳۷

نسی کے قاعدہ کی منسوخی کا اعلان

اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ	درحقیقت مہینوں کو آگے پیچھے کرنا زیادتی ہے کفر میں
يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	گمراہ کیے جاتے ہیں اِس سے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا	حلال کر دیتے ہیں ایک ماہ کو ایک سال اور حرام کر دیتے ہیں اُسی کو دوسرے سال
لِّيُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ	تاکہ پوری کر لیں گنتی اُن مہینوں کی جنہیں حرام کیا ہے اللہ نے
فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ؕ	تو وہ حلال کر لیتے ہیں اُسے جسے حرام کیا اللہ نے
زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ ؕ	خوشنما کر دی گئی ہے اُن کے لیے اُن کے اعمال کی برائی
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾ ع ۵ ۱۱	اور اللہ ہدایت نہیں دیتا کافر لوگوں کو۔

نسی کے باطل قاعدہ کے تحت سردارانِ قریش اپنی مصلحت کی خاطر حرمت والے مہینے کو آگے پیچھے کر لیتے تھے۔ کسی قبیلہ کے ساتھ جنگ کرنی ہوتی تو حرام مہینے کو حلال قرار دے دیتے۔ پھر اُس کے بدلے میں کسی حلال مہینے کو حرام کر کے حرام مہینوں کی تعداد پوری کر لیتے۔ اِس طرح سے گویا وہ اصل حرمت والے مہینے کو جنگ کرنے کے لیے حلال کر لیتے تھے۔ حج ہمیشہ ایک ہی موسم میں رکھنے کے لیے سال میں مہینوں کی تعداد بڑھا دیتے تھے۔ اِس طرح کئی سال تک حج اپنے اصلی وقت کی بجائے دوسری تاریخوں میں ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ تو یہ چاہتا تھا کہ اُس کے بندے زمانے کی تمام گردشوں میں، ہر قسم کے حالات اور کیفیات میں اُس کے احکام کی اطاعت کے خوگر ہوں۔ کبھی گرمی میں حج کریں اور کبھی سردی میں لیکن قریش نے اپنی سہولت دیکھتے ہوئے حج کو کسی خوش گوار موسم کے لیے مخصوص کر دیا تھا۔ اِس آیت میں نسی کو حرام اور ممنوع قرار دے کر قریش کی باطل اغراض کا خاتمہ کر دیا گیا۔ نسی کی منسوخی کا اعلان سن ۹ ہجری کے حج کے موقع پر کیا گیا۔ اگلے سال سن ۱۰ ہجری کا حج ٹھیک اُن تاریخوں میں ہوا جو قمری حساب کے مطابق تھیں۔ اُس کے بعد سے آج تک حج اپنی صحیح تاریخوں میں ہو رہا ہے۔

آیات ۳۸ تا ۳۹

اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنے سے جی نہ چراؤ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	کیا ہے تمہیں کہ جب کہا جاتا ہے تم سے نکلو اللہ کی راہ میں
اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ	تم بوجھل ہو جاتے ہو زمین کی طرف؟
اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ	کیا تم راضی ہو گئے ہو دنیا کی زندگی پر آخرت کے مقابلے میں؟
فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۳۸﴾	پس نہیں ہے دنیوی زندگی کا فائدہ آخرت کے مقابلے میں مگر بہت تھوڑا۔

اِلَّا تَنْفِرُوْا	اگر تم نہیں نکلو گے
يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ	اللہ عذاب دے گا تمہیں دردناک عذاب
وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ	اور بدل کر لے آئے گا کسی اور قوم کو تمہارے سوا
وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ۭ	اور تم نہ بگاڑ سکو گے اُس کا کچھ بھی
وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝	اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

اِن آیات میں منافقین کی اُس بزدلی کو نمایاں کیا گیا جو غزوۂ تبوک کے موقع پر سامنے آئی۔ اِس موقع پر وقت کی بڑی طاقت سلطنتِ روم سے ٹکراؤ تھا۔ موسم شدید گرم تھا، خوراک اور اسباب کی انتہائی قلت تھی اور سفر بے حد طویل تھا۔ اِن مشکلات کی وجہ سے منافقین اللہ کی راہ میں نکلنے سے جی چرا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے متوجہ فرمایا کہ کیوں تمہیں دنیا کی زندگی اور یہاں کا عارضی عیش و آرام زیادہ عزیز ہے؟ آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی کوئی حقیقت نہیں۔ یہ تو تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ وہ تمہیں اپنے دین کی خدمت کا موقع دے رہا ہے۔ اگر تم اپنی نادانی سے اِس موقع کو کھو دو گے تو وہ تمہیں دردناک عذاب سے دوچار کرے گا اور اپنے دین کی نصرت کی سعادت کسی اور قوم کو عطا فرما دے گا۔ تمہاری خیر اِسی میں ہے کہ نامرادی و محرومی سے بچو اور اللہ کی راہ میں نکل کر مال و جان کی قربانیاں پیش کرو۔

آیات ۴۰ تا ۴۱

بھلائی اللہ کی راہ میں نکلنے ہی میں ہے

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ	اگر تم نے مدد نہیں کی اللہ کے رسولؐ کی
فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ	تو یقیناً مدد کر چکا ہے اُن کی اللہ
اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اُس وقت جب نکال دیا تھا اُنہیں اُن لوگوں نے جنہوں

	نے کفر کیا
ثَانِیَ اثْنَیْنِ	آپؐ دوسرے تھے دو میں سے
اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ	جب وہ دونوں غار میں تھے
اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ	جب وہ فرما رہے تھے اپنے ساتھی سے
لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ	غم نہ کرو بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے
فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ	پھر نازل کی اللہ نے اپنی تسکین اُن پر
وَ اَیَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا	اور مدد فرمائی اُن کی ایسے لشکروں سے، نہیں دیکھا تم نے جنہیں
وَ جَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِیْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰی ؕ	اور کر دیا اُن لوگوں کی بات کو جنہوں نے کفر کیا پست
وَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا ؕ	اور اللہ کی بات ہی سب سے بلند ہے
وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۴۰﴾	اور اللہ زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔
اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا	نکلو (اللہ کی راہ میں) خواہ ہلکے ہو یا بوجھل
وَّ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ	اور جہاد کرو اپنے مال اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں
ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾	یہ بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم جانتے ہو۔

یہ آیات مسلمانوں کو ترغیب دے رہی ہیں کہ تبوک کے اِس کٹھن موقع پر اللہ کے نبی ﷺ کا ساتھ دینے میں ہی تمہارے لیے سعادت ہے۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اُن کی مدد اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اُس نے تو اُس وقت بھی اُن کی مدد کی تھی جب کفارِ مکہ اُن کی جان کے دشمن بن گئے تھے اور اُنہیں مکہ سے ہجرت پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ غارِ ثور میں صرف ایک ساتھی ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ

تھے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسے کی کامل مثال قائم کرتے ہوئے اپنے ساتھی کو تسلی دے رہے تھے کہ "غم نہ کرو! بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے"۔ مشرکین نے تو آپ ﷺ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنالیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کی مدد سے آپ ﷺ کو محفوظ رکھا اور مدینہ پہنچادیا۔ کافروں کا منصوبہ ناکام ہوا اور اللہ تعالیٰ کا بول بالا ہوا۔ آئندہ بھی اُسی کا ہی بول بالا ہوگا، لہٰذا اے مسلمانو! بھلائی اِسی میں ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلو خواہ تمہاری طبیعت آمادہ ہو یا نہ ہو اور مال و جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔

آیت ۴۲

منافقانہ طرزِ عمل

لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا	اگر ہوتا مالِ غنیمت جلدی مل جانے ولا
وَّسَفَرًا قَاصِدًا	اور سفر ہوتا درمیانہ
لَّاتَّبَعُوْكَ	اے نبیؐ! یقیناً وہ (منافقین) پیروی کرتے آپؐ کی
وَلٰكِنْۢ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ	اور لیکن دور معلوم ہوتی ہے انہیں مسافت
وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ	اور عنقریب وہ قسمیں کھائیں گے اللہ کی
لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ	اگر ہم استطاعت رکھتے تو ضرور نکلتے تمہارے ساتھ
يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ	وہ ہلاک کر رہے ہیں اپنے آپ کو
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۴۲﴾ ع ۱۲	اور اللہ جانتا ہے کہ بے شک وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔

اِس آیت میں منافقانہ طرزِ عمل کو واضح کیا گیا ہے۔ فرمایا کہ اگر سفر مختصر ہوتا اور کمزور دشمن سے مقابلہ ہوتا جہاں سے مالِ غنیمت ہاتھ آنے کا یقین ہوتا تو منافقین ضرور ساتھ چلتے۔ لیکن یہ دیکھ کر کہ سفر طویل ہے، سواریاں کم ہیں، گرمی شدید ہے، خوراک

قلیل ہے، نئے سال کی فصلوں کی کٹائی قریب ہے اور مقابلہ روم جیسی دبدبے والی طاقت سے ہے، منافقین کے لیے تبوک کا سفر بہت بھاری ہو گیا ہے۔ اب وہ قسمیں کھا کھا کر نہ نکلنے کے لیے عذر تراش رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔

آیات ۴۳ تا ۴۵

اللہ کی راہ میں مال و جان لگانے والے ہی مومن ہیں

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ	اے نبیؐ! در گزر فرمایا اللہ نے آپؐ سے
لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ	کیوں اجازت دی آپؐ نے انہیں
حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا	یہاں تک کہ ظاہر ہو جاتے آپؐ پر وہ لوگ جنہوں نے سچ کہا
وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۴۳﴾	اور آپؐ جان لیتے جھوٹوں کو۔
لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	نہیں اجازت مانگتے آپؐ سے وہ لوگ جو ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور آخرت کے دن پر
اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ	اِس سے کہ وہ جہاد کریں اپنے مال اور اپنی جانوں سے
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۴﴾	اور اللہ خوب جاننے والا ہے پرہیزگاروں کو۔
اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	بے شک صرف وہی اجازت مانگتے ہیں آپؐ سے جو ایمان نہیں رکھتے اللہ پر اور آخرت کے دن پر
وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ	اور شک میں پڑے ہوئے ہیں اُن کے دل
فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿۴۵﴾	سو وہ اپنے شک ہی میں بھٹک رہے ہیں۔

سفرِ تبوک پر روانگی کے وقت بعض منافقین نے بناوٹی عذر پیش کر کے نبی اکرم ﷺ سے رخصت مانگی تھی۔ آپ ﷺ نے اپنی طبعی نرمی کی وجہ سے یہ جاننے کے باوجود کہ وہ محض بہانے کر رہے ہیں اُن کو رخصت عطا فرما دی تھی۔ اِس پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو متوجہ فرمایا کہ ایسی نرمی مناسب نہیں۔ رخصت دے دینے کی وجہ سے اِن منافقین کو اپنے نفاق پر پردہ ڈالنے کا موقع مل گیا۔ اگر اُنہیں رخصت نہ دی جاتی اور پھر وہ گھر بیٹھے رہتے تو اُن کا منافقانہ کردار بے نقاب ہو جاتا۔ حقیقی مومن اللہ کی راہ میں مال و جان لگانے سے کبھی نہیں کتراتے۔ اللہ کی راہ میں نکلنے کا عذر وہی لوگ پیش کرتے ہیں جو حقیقت میں اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔

آیات ۴۶ تا ۴۸

بہانے کرنے والوں کو اللہ نے نکلنے سے محروم کر دیا

وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ	اور اگر منافقین ارادہ کرتے نکلنے کا
لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً	تو ضرور تیار کرتے اُس کے لیے کچھ سامان
وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ	اور لیکن ناپسند کیا اللہ نے اُن کا اٹھنا
فَثَبَّطَهُمْ	پھر روک دیا اُنہیں
وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۴۶﴾	اور کہہ دیا گیا بیٹھے رہو، بیٹھے رہنے والوں کے ساتھ۔
لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ	اگر وہ نکلتے تم میں شامل ہو کر
مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا	تو نہ بڑھاتے تمہیں مگر خرابی میں
وَّلَاْ اَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ ۚ	اور ضرور گھوڑے دوڑاتے تمہارے درمیان

يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ	چاہتے تم میں فتنہ اٹھانا
وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ؕ	اور تم میں کچھ کان لگا کر سننے والے ہیں اُن کی باتوں کو
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝۴۷	اور اللہ خوب جاننے والا ہے ظالموں کو۔
لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ	یقیناً اُنہوں نے چاہا ہے فتنہ اٹھانا اِس سے پہلے بھی
وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ	اور تلپٹ کیے ہیں اے نبیؐ! آپؐ کے لیے معاملات
حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ	یہاں تک کہ آگیا حق
وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ	اور غالب ہو گیا اللہ کا حکم
وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ۝۴۸	حالاں کہ وہ ناپسند کرنے والے تھے۔

یہ آیات سفرِ تبوک کے لیے منافقین کے نہ نکلنے پر مسلمانوں کو تسلی دے رہی ہیں۔ ارشاد ہوا کہ اُنہوں نے نکلنا تھا ہی نہیں۔ اگر نکلنا ہوتا تو اُس کی تیاری کرتے۔ نہ نکلنے کے لیے اُن کے عذر جھوٹے ہیں اور بطورِ سزا اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اپنی راہ میں نکلنے کی سعادت سے محروم کر دیا ہے۔ بالفرض اگر وہ نکل بھی جاتے تو پورے لشکر میں بزدلی، بددلی، انتشار اور باہم پھوٹ ڈالنے کی کوشش کرتے۔ اِن کا کردار ماضی میں بھی سازشی اور تخریبی ہی رہا ہے۔ کبھی یہودیوں سے ساز باز کی ہے، کبھی مہاجرین اور انصار کو لڑانے کی کوشش کی ہے، کبھی مہاجرین کو مدینہ سے نکالنے کی پکار لگائی ہے اور کبھی نبی ﷺ اور اُن کے گھر والوں پر بہتان لگائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی ہر سازش کو ناکام کیا اور فتحِ مکہ کے ذریعہ اسلام کو غالب کر دیا جب کہ یہ جلن کے مارے پیچ و تاب ہی کھاتے رہے۔

آیات ۴۹ تا ۵۰

تقویٰ کے پردے میں لپٹا ہوا بہانہ

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ	اور منافقین میں سے وہ بھی ہے جو کہتا ہے
ائْذَنْ لِّيْ	اجازت دے دیجیے مجھے
وَلَا تَفْتِنِّيْ ؕ	اور فتنے میں نہ ڈالیے مجھے
اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ؕ	سنو! فتنے میں تو وہ گر چکے ہیں
وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ ۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۹﴾	اور بے شک جہنم ضرور گھیرنے والی ہے کافروں کو۔
اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ	اے نبیؐ! اگر پہنچتی ہے آپؐ کو کوئی بھلائی وہ بری لگتی ہے انہیں
وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ	اور اگر پہنچتی آپؐ کو کوئی مصیبت
يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ	وہ کہتے ہیں یقیناً ہم نے درست کر لیا تھا اپنا معاملہ پہلے ہی
وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۰﴾	اور وہ لوٹتے ہیں خوشیاں مناتے ہوئے۔

اِن آیات میں ایک منافق جد بن قیس کے تقویٰ کے پردے میں لپٹے ہوئے جھوٹے بہانہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اُس نے اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے عذر پیش کیا کہ آپ ﷺ روم کی طرف جا رہے ہیں۔ وہاں کی عورتیں بڑی حسین ہیں۔ حسین عورت میری کمزوری ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں رومی عورتوں کے فتنہ میں مبتلا ہو جاؤں۔ مجھے رخصت دیجیے اور فتنہ میں نہ ڈالیے۔ اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ گھر کی ٹھنڈی چھاؤں کو اللہ کی راہ کی تپتی دھوپ پر ترجیح دے کر وہ فتنہ میں تو پڑ چکا ہے۔

اب اُس کا ٹھکانا جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔ اِس کردار کے منافقین مسلمانوں کی کامیابیوں پر جلتے ہیں اور اُن کی ناکامی پر خوش ہوتے ہیں کہ ہم گھر بیٹھ کر نقصان سے بچ گئے۔

آیات ۵۱ تا ۵۲

ہارے بھی تو بازی مات نہیں

قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ	اے نبیؐ! فرمایئے ہر گز نہیں پہنچے گا ہمیں کوئی نقصان مگر جو لکھ دیا ہے اللہ نے ہمارے لیے
هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ	وہ ہمارا کارساز ہے
وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾	اور اللہ ہی پر پس بھروسا کرنا چاہیے مومنوں کو۔
قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ	فرمایئے تم کس کا انتظار کر رہے ہو ہمارے بارے میں
اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ۭ	مگر دو بھلائیوں میں سے ایک کا
وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ	اور ہم انتظار کر رہے ہیں تمہارے بارے میں
اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ	کہ پہنچائے تمہیں اللہ عذاب اپنی طرف سے
اَوْ بِاَيْدِيْنَا ۭ	یا ہمارے ہاتھوں سے
فَتَرَبَّصُوْٓا	تو انتظار کرو
اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ﴿۵۲﴾	بے شک ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والے ہیں۔

یہ آیات خوشخبری دے رہی ہیں کہ اللہ کی راہ میں نکلنا ہر حال میں خیر کا موجب ہے۔ کامیاب ہو کر لوٹے تو بھی خیر ہے اور اگر جامِ شہادت نوش کیا تو اور بڑی خیر ہے۔

یہ بازی عشق کی بازی ہے، جو چاہو لگا دو ڈر کیسا
گر جیت گئے تو کیا کہنے، ہارے بھی تو بازی مات نہیں

اہلِ ایمان اللہ کی راہ میں پیش آنے والے ہر طرح کے حالات پر راضی ہوتے ہیں۔ اُن کا ایمان ہے کہ یہ حالات اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمارا ہم سے بڑھ کر خیر خواہ ہے۔ اِس کے برعکس اللہ کی راہ میں نہ نکلنے والوں کے لیے ذلت ہی ذلت ہے۔ وہ دنیا میں اہلِ ایمان کے ہاتھوں ذلیل ہوں گے یا اللہ تعالیٰ کے عذاب کا شکار ہوں گے اور آخرت میں جہنم کے ہولناک عذاب کا سامنا کریں گے۔

آیات ۵۳ تا ۵۴

منافقین کا انفاق قبول نہ کیا جائے

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا	اے نبیؐ! فرمایئے خرچ کرو خوشی سے یا ناخوشی سے
لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ؕ	ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا تم سے
اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۳﴾	بے شک تم نافرمان لوگ ہو۔
وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ	اور نہیں روکا اُنہیں کہ قبول کیے جائیں اُن سے اُن کے صدقات
اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ	مگر اِس نے کہ اُنہوں نے کفر کیا اللہ اور اُس کے رسولؐ کے ساتھ
وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى	اور وہ نہیں آتے نماز کی طرف مگر اِس حال میں کہ وہ ہوتے ہیں بے ذوق
وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۵۴﴾	اور خرچ نہیں کرتے مگر اِس حال میں کہ وہ ہوتے ہیں ناخوش۔

منافقین غزوۂ تبوک کے دوران سفر کی صعوبتیں برداشت کرنے اور اللہ کی راہ میں جان دینے کے لیے تو تیار نہ تھے لیکن کچھ چندہ دے کر اپنی کمزوری چھپانے کی کوشش کر رہے تھے۔ اِن آیات میں حکم دیا گیا کہ منافقین کی طرف سے مالی تعاون قبول نہ کیا جائے۔ وہ اللہ کی راہ میں نکلنے سے کنی کترا کر کفر کا ارتکاب کر چکے ہیں۔ وہ چندہ دیتے ہیں انتہائی ناگواری سے اور نمازیں پڑھتے ہیں ٹوٹے دل سے۔ اِن جرائم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اپنی راہ میں خرچ کرنے کی سعادت سے محروم کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جوش و جذبہ سے اپنے دین کی نصرت کے لیے نکلنے، ذوق و شوق سے نمازیں ادا کرنے اور کھلے دل سے اپنی راہ میں انفاق کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۵ تا ۵۷

منافقین کی اذیت ناک زندگی

فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ؕ	سو نہ متاثر کریں تمہیں اُن کے مال اور نہ ہی اُن کی اولاد
اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	بے شک یہی چاہتا ہے اللہ کہ عذاب دے اِنہیں اِن کے ذریعہ دنیوی زندگی میں
وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۵۵﴾	اور نکلیں اِن کی جانیں اِس حال میں کہ وہ کافر ہوں۔
وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ؕ	اور وہ قسمیں اٹھاتے ہیں اللہ کی کہ بے شک وہ ضرور تم میں سے ہیں
وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ	حالاں کہ وہ نہیں ہیں تم میں سے
وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ﴿۵۶﴾	اور لیکن وہ ایسے لوگ ہیں جو ڈرتے رہتے ہیں۔
لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً	اگر وہ پائیں کوئی پناہ گاہ

اَوْ مَغٰرٰتٍ	یا کوئی غار
اَوْ مُدَّخَلًا	یا کوئی گھس بیٹھنے کی جگہ
لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ	تو ضرور لوٹ جائیں اُس کی طرف
وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ۝۵۷	اِس طرح جیسے وہ رسیاں تڑا رہے ہوں۔

منافقین کی اکثریت مالدار اور صاحبِ اولاد تھی۔ مال اور اولاد کی حد سے زیادہ محبت ہی نے اُنہیں منافق بنا دیا تھا۔ مسلمانوں کو تلقین کی گئی کہ اُن کے مال اور اولاد کی کثرت سے متأثر نہ ہوں۔ یہ اُن کے لیے نعمتیں نہیں ہیں۔ اِن ہی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اُنہیں عذاب دے گا۔ مال کسی حادثہ یا بیماری میں یا اُن کی موت کے نتیجہ میں ہاتھ سے نکل جائے گا اور اولاد سچی مومن بن کر اُن کی مرضی کے خلاف طرزِ عمل اختیار کر کے اُن کو اذیت دے گی۔ پھر یہ عملی اعتبار سے کفر کی حالت ہی میں موت سے دوچار ہوں گے۔ وہ قسمیں کھا کر مسلمانوں سے وابستہ ہونے کا یقین دلاتے ہیں۔ حقیقت میں وہ مسلمانوں کے ساتھ نہیں ہیں۔ نقصانات کے خوف نے اُنہیں زبردستی مسلمانوں کے ساتھ باندھ دیا ہے۔ اگر وہ مدینہ میں رہتے ہوئے علانیہ غیر مسلم بن کر رہیں تو مسلمان بیوی بچوں سے تعلقات ختم ہو جائیں گے۔ مدینہ کو چھوڑ دیں تو اپنی جائیدادوں اور تجارت سے محروم ہو جائیں گے۔ لہٰذا وہ مجبوراً مدینہ میں بیٹھے ہوئے ہیں، دل پر جبر کر کے نمازیں پڑھتے ہیں اور جرمانہ سمجھ کر زکوٰۃ دیتے ہیں۔ آئے دن جہاد کی پکار اُن کے لیے مصیبت ہے۔ وہ اِس قدر بے چین ہیں کہ اگر کوئی سوراخ یا بل بھی ایسا نظر آجائے جس میں اُنہیں پناہ مل جائے تو فوراً مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ کر فرار ہو جائیں گے۔

آیات ۵۸ تا ۵۹

نبی اکرم ﷺ پر عدل نہ کرنے کا بہتان

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ	اے نبیؐ! اِن میں سے وہ بھی ہیں جو الزام دیتے ہیں آپؐ کو صدقات کے بارے میں

فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا	پھر اگر انہیں دیا جائے اُن میں سے تو خوش ہو جاتے ہیں
وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ	اور اگر انہیں نہ دیا جائے اُن میں سے
اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ﴿۵۸﴾	تو اُسی وقت وہ ناراض ہو جاتے ہیں۔
وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ	اور اگر واقعی وہ خوش ہو جاتے اُس سے جو دیا تھا انہیں اللہ اور اُس کے رسولؐ نے
وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ	اور کہتے کافی ہے ہمیں اللہ
سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ	عطا فرمائے گا ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اُس کا رسولؐ
ع ۱۳ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴿۵۹﴾ ع	بے شک ہم اللہ ہی کی طرف رغبت کرنے والے ہیں۔

اِن آیات میں اُس بہتان کا ذکر ہے جو منافقین نبی اکرم ﷺ پر لگاتے تھے۔ زکوٰۃ کا مال دیکھ کر اُن کے منہ میں پانی بھر آتا تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ اُنہیں اِس مال میں سے خوب دیا جائے۔ نبی اکرم ﷺ کی طرف سے مستحقین کے سوا کسی اور کو دینے کا امکان ہی نہیں تھا۔ اگر کبھی منافقین کو زکوٰۃ میں سے بطورِ حق کچھ دے دیا جائے تو خوش ہوتے تھے۔ البتہ جب نہ دیا جاتا تو وہ بہتان لگاتے تھے کہ آپ ﷺ زکوٰۃ کی تقسیم میں عدل نہیں کرتے بلکہ جانب داری سے کام لیتے ہیں۔ پسندیدہ روش تو یہ تھی کہ جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی طرف سے مل جاتا اُس پر راضی رہتے۔ اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسا کرتے اور اُس سے مزید فضل عطا کرنے کی دعا کرتے۔ اللہ تعالیٰ ضرور اُن کی دعا قبول فرماتا اور اُنہیں نعمتوں سے مالا مال فرما دیتا۔

آیت ۶۰

زکوٰۃ کے مصارف

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ	بے شک زکوٰۃ تو ہے ہی فقراء کے لیے

وَالْمَسٰكِيْنِ	اور مساکین کے لیے
وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا	اور زکوٰۃ کی تحصیل و تقسیم پر مامور کارکنان کے لیے
وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ	اور اُن کے لیے الفت ڈالنا مقصود ہو جن کے دلوں میں
وَفِي الرِّقَابِ	اور گردنوں کی آزادی کے لیے
وَالْغٰرِمِيْنَ	اور اُن کے لیے جن پر مالی بوجھ آگیا ہو
وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	اور اللہ کی راہ میں لگانے کے لیے
وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ	اور مسافروں کے لیے
فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ	یہ فرض ہے اللہ کی طرف سے
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝٦٠	اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔

منافقین نبی اکرم ﷺ سے زکوٰۃ کے مال میں سے دینے کا مطالبہ کرتے رہتے تھے۔اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کے مصارف بیان فرمادیے اور فیصلہ فرمادیا کہ زکوٰۃ صرف اُن کو دی جائے گی جو اِن مصارف کے تحت آئیں گے۔زکوٰۃ کے مصارف آٹھ ہیں :

١۔ ایسے فقراء جو کسی بھی معذوری کی وجہ سے اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے محنت کرنے سے قاصر ہوں۔

٢۔ ایسے مساکین جو باوجود کوشش کے اپنی ضروریات پوری نہ کر سکتے ہوں۔

٣۔ ایسے خادمین جو حکومت کی طرف سے زکوٰۃ کی وصولی کے کام میں مختلف امور انجام دے رہے ہوں۔

٤۔ ایسے غیر مسلم جن کی دلجوئی کرنا مقصود ہو تاکہ وہ اسلام قبول کرنے کی طرف مائل ہوں۔

٥۔ غلاموں اور کنیزوں کو آزاد کرانے کے لیے۔

۶۔ ایسے مجبور لوگ جن پر قرض یا کوئی اور مالی بوجھ آ گیا ہو۔

۷۔ ایسے امور کے لیے جن کا مقصود باطل نظام کو مٹانا اور اللہ تعالیٰ کے دین کو غالب کرنا ہو۔

۸۔ ایسے مسافر جن کے پاس اپنی منزل تک پہنچنے اور دیگر ضروریات کے لیے دورانِ سفر بقدرِ ضرورت مال نہ ہو۔

آیت ۶۱

منافقین کی گستاخی

وَ مِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ	اور منافقین میں سے وہ بھی ہیں جو دکھ دیتے ہیں نبیؐ کو
وَ يَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ	اور کہتے ہیں کہ یہ تو نرے کان ہی ہیں
قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ	فرمایئے وہ بھلائی کے کان ہیں تمہارے لیے
يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ	ایمان رکھتے ہیں اللہ پر
وَ يُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ	اور بات مانتے ہیں مومنوں کی
وَ رَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ	اور رحمت ہیں اُن کے لیے جو ایمان لائے تم میں سے
وَ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ	اور جو لوگ دکھ پہنچاتے ہیں اللہ کے رسولؐ کو
لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۱﴾	اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔

منافقین نبی اکرم ﷺ کے پاس آ کر اللہ کی راہ میں قربانی دینے سے بچنے کے جھوٹے عذر پیش کرتے تھے۔ آپ ﷺ یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ جھوٹے ہیں اُنہیں شرمندہ نہیں کرتے تھے بلکہ اُن کے بہانے قبول کر لیتے تھے۔ اب وہ بدبخت گستاخی کرتے تھے کہ نبی تو نرے کان ہی کان ہیں۔ فہم نہیں رکھتے اور ہمارے جھوٹ پر بھی یقین کر لیتے ہیں۔ جواب میں ارشاد ہوا نبی اکرم ﷺ سراپا رحمت ہیں۔ اُن کے کان صرف اُنہی باتوں پر توجہ کرتے ہیں جن میں امت کے لیے خیر اور بھلائی ہے۔ وہ ایمان

رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کے احکام پر اور اعتماد کرتے ہیں صرف سچے مومنوں کی باتوں پر۔ اگر منافقین اپنی گستاخیوں سے باز نہ آئے تو اُن کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔

آیات ۶۲ تا ۶۴

منافقین کے لیے ذلت ورسوائی

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ	منافقین قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی تمہارے سامنے
لِيُرْضُوْكُمْ ۚ	تاکہ وہ راضی کریں تمہیں
وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ	حالاں کہ اللہ اور اُس کے رسولؐ زیادہ حق دار ہیں کہ وہ راضی کریں اُنہیں
اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾	اگر وہ مومن ہیں۔
اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ	کیا وہ نہیں جانتے کہ بے شک جو کوئی مخالفت کرتا ہے اللہ اور اُس کے رسولؐ کی
فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ	تو اُس کے لیے جہنم کی آگ ہے
خَالِدًا فِيْهَا ؕ	ہمیشہ رہنے والا ہے اُس میں
ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۳﴾	یہی بہت بڑی رسوائی ہے۔
يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ	ڈرتے رہتے ہیں منافق کہ کہیں نازل کر دی جائے مومنوں پر کوئی سورت
تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ	جو آگاہ کر دے اُنہیں اُس سے جو منافقوں کے دلوں میں ہے

قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ	اے نبیؐ! فرمایئے مذاق کرتے رہو
اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ﴿۶۴﴾	بے شک اللہ ظاہر کرنے والا ہے وہ جس سے تم ڈرتے ہو۔

منافقین اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال و جان کی قربانیاں دینے سے راہِ فرار اختیار کرتے تھے۔ اپنے جی میں دینی ذمے داریاں ادا کرتے ہوئے شدید گھٹن محسوس کرتے تھے۔ تنہائی میں ایک دوسرے سے دینی تقاضوں کے خلاف اپنے جذبات کا اظہار کر کے گویا اللہ اور رسول ﷺ کے احکام کی مخالفت کرتے تھے۔ البتہ سچے مومنوں کے سامنے قسمیں کھا کر اپنے مخلص ہونے کا اظہار کرتے تھے تاکہ وہ راضی رہیں۔ منافقین کو آگاہ کیا گیا کہ مومنوں کی بجائے اللہ اور رسول ﷺ کو راضی کرو۔ کان کھول کر سن لو کہ جس نے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی مخالفت کی تو وہ روزِ قیامت بری طرح رسوا کر کے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ تم ڈرتے ہو کہ کہیں اللہ تعالیٰ قرآن میں تمہاری اسلام کے خلاف باطنی خباثت کو بے نقاب نہ کر دے۔ خبردار ہو جاؤ کہ اگر تم باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ تمہاری اسلام دشمنی کو ضرور ظاہر کرے گا اور تمہیں دنیا میں بھی رسوا کر دے گا۔

آیات ۶۵ تا ۶۶

شعائرِ دینی کا مذاق اڑانا کفر ہے

وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ	اور اے نبیؐ! اگر آپؐ پوچھیں منافقین سے
لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ ؕ	تو وہ ضرور کہیں گے کہ ہم تو صرف گپ شپ اور دل لگی کر رہے تھے
قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶۵﴾	فرمایئے کیا اللہ اور اُس کی آیات اور اُس کے رسولؐ کے ساتھ تم مذاق کر رہے تھے۔
لَا تَعْتَذِرُوْا	مت پیش کرو عذر

قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ	یقیناً تم نے کفر کیا ہے اپنے ایمان کے بعد
اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآىِٕفَةٍ مِّنْكُمْ	اگر ہم معاف بھی کر دیں ایک گروہ کو تم میں سے
نُعَذِّبْ طَآىِٕفَةًۢ	تو ہم عذاب دیں گے دوسرے گروہ کو
بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۶۶﴾ ع ۱۴	اِس لیے کہ وہ مجرم ہیں۔

بد بخت منافقین اللہ تعالیٰ کے احکام و آیات کا مذاق اڑاتے اور رسول اللہ ﷺ کی شان میں نازیبا کلمات کہتے۔ جواب طلبی پر کہتے کہ ہم تو ایسے ہی شغل اور ہنسی کھیل کر رہے تھے۔ ارشاد ہوا کی تمہیں شغل اور ہنسی کے لیے اللہ، اُس کی آیات اور اُس کے رسول ﷺ ہی نظر آئے ہیں۔ جھوٹے عذر مت تراشو۔ تم یہ گستاخیاں کر کے کفر کا ارتکاب کر چکے ہو۔ اگر اب بھی تم نے اپنے جرائم پر نادم ہو کر سچی توبہ نہ کی تو بدترین عذاب کا سامنا کرنے کے لیے تیار رہو۔

آیات ۶۷ تا ۶۸

منافقین مرد اور عورتیں نیکی سے روکتے اور برائی پھیلاتے ہیں

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ	منافق مرد اور منافق عورتیں ایک دوسرے کی طرح ہیں
يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ	وہ حکم دیتے ہیں برائی کا اور روکتے ہیں نیکی سے
وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ؕ	اور بند رکھتے ہیں اپنے ہاتھ
نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ؕ	اُنہوں نے بھلا دیا اللہ کو تو اللہ نے نظر انداز کر دیا اُنہیں
اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۶۷﴾	بے شک منافق ہیں ہی نافرمان۔
وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ	وعدہ کیا ہے اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں

	اور کافروں سے
نَارَ جَهَنَّمَ	جہنم کی آگ کا
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ	ہمیشہ رہنے والے ہیں اُس میں
هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ	وہ کافی ہے اُن کے لیے
وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ	اور لعنت کی اُن پر اللہ نے
وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۶۸﴾	اور اُن کے لیے دائمی عذاب ہے۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ منافق مرد اور عورتیں باہم مل کر نیک کاموں سے روکتے اور برائیوں کو عام کرتے ہیں۔ برائی کے لیے اُن کی ہمدردیاں، مشورے، ہمت افزائی، ترغیب اور مدح سرائی وقف ہوتی ہے۔ اِس کے پروان چڑھنے سے اُن کے دل کو راحت اور آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی ہے۔ بھلا کام ہو رہا ہو تو اِس کی خبر سے اُن کو صدمہ ہوتا ہے۔ اِس کی طرف کسی کو بڑھتا دیکھتے ہیں تو ہر ممکن طریقہ سے اُس کی راہ میں روڑے اٹکاتے ہیں۔ نیکی کے کام میں خرچ کرنے کے لیے اُن کا ہاتھ کبھی نہیں کھلتا۔ برائی کے لیے چاہے وہ اپنے وقت کے قارون ہوں مگر نیکی کے لیے اُن سے زیادہ مفلس کوئی نہیں ہوتا۔ دوسروں کو بھی کسی کارِ خیر کے لیے خرچ کرنے سے منع کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں جہنم میں کافروں کے ساتھ جمع کر دے گا۔ دنیا میں وہ مسلمان سمجھے جاتے ہیں لیکن آخرت میں اُن کا انجام کافروں اور باغیوں کے ساتھ ہوگا۔ اُن پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت ہوگی اور وہ دائمی عذاب سے دوچار ہوں گے۔ آج ہماری اکثریت بھی برائی، بے حیائی اور حرام خوری کی ترغیب دینے اور شرعی پردہ، دینی شعائر پر عمل اور غلبۂ دین کے لیے عملی جدوجہد سے روکنے کے جرائم میں ملوث ہے۔ گویا ہمارا کردار بھی منافقانہ ہے۔

آیات ۶۹ تا ۷۰

گذشتہ قوموں کا طرزِ عمل اور انجام بطورِ عبرت

كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ	(اے منافقو! تم ہو) اُن لوگوں کی طرح جو تم سے پہلے تھے
كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً	وہ زیادہ سخت تھے تم سے قوت میں
وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ؕ	اور زیادہ تھے مال اور اولاد میں
فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ	تو وہ فائدہ حاصل کر چکے اپنے حصے سے
فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ	پھر تم نے فائدہ حاصل کیا اپنے حصے سے
كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ	جس طرح فائدہ حاصل کیا اُنہوں نے جو تم سے پہلے تھے اپنے حصے سے
وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ؕ	اور تم بھی فضول باتوں میں پڑے جس طرح وہ فضول باتوں میں پڑے تھے
اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ	یہی وہ لوگ ہیں ضائع ہوگئے جن کے اعمال دُنیا اور آخرت میں
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۹﴾	اور یہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں۔
اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ	کیا نہیں آئی اِن کے پاس خبر اُن لوگوں کی جو اِن سے پہلے تھے؟
قَوْمِ نُوْحٍ	قومِ نوحؑ کی
وَّعَادٍ	اور عاد کی

وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۙ	اور ثمود کی
وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ	اور قومِ ابراہیمؑ کی
وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ	اور مدین والوں کی
وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ	اور الٹی ہوئی بستیوں کی
اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ	آئے تھے اُن کے پاس اُن کے رسول واضح دلائل کے ساتھ
فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ	پھر نہ تھا اللہ کہ ظلم کرتا اُن پر
وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝۷۰	اور لیکن وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

اِن آیات میں گذشتہ قوموں کا طرزِ عمل بطورِ عبرت پیش کیا گیا ہے۔ اِس دنیا میں کئی قومیں آئیں جنہوں نے اپنے اپنے دور میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے استفادہ کیا۔ وہ مال، اولاد اور قوت میں موجودہ قوموں سے کہیں آگے تھیں۔ بدقسمتی سے اُن میں سے اکثر نے اللہ تعالیٰ کے احکام سے پہلو تہی کی اور اُن کا مذاق اڑایا۔ اِس روش کی وجہ سے اُن کی نیکیاں برباد ہو گئیں اور وہ لوگ ہمیشہ ہمیش کے لیے خسارے کا سودا کر کے دنیا سے چلے گئے۔ گذشتہ اقوام میں سے قومِ نوح، قومِ عاد، قومِ ثمود، قومِ ابراہیم، قومِ لوط اور قومِ شعیب کی عبرتناک داستانیں قرآنِ حکیم میں بیان کر دی گئی ہیں۔

آیات ۷۱ تا ۷۲

مومن مرد اور خواتین نیکی پھیلاتے اور برائی سے روکتے ہیں

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ	اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں
يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ	وہ حکم دیتے ہیں نیکی کا

وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ	اور روکتے ہیں برائی سے
وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ	اور قائم کرتے ہیں نماز
وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ	اور ادا کرتے ہیں زکوٰۃ
وَ يُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ	اور اطاعت کرتے ہیں اللہ اور اُس کے رسولؐ کی
اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ	یہی لوگ ہیں کہ عنقریب رحم فرمائے گا اُن پر اللہ
اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾	بے شک اللہ زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔
وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ	وعدہ کیا ہے اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	ایسے باغوں کا کہ بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا	وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اُن میں
وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ	اور پاکیزہ گھروں کا بسنے والے باغوں میں
وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ	اور رضامندی اللہ کی طرف سے جو سب سے بڑھ کر ہے
ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۷۲﴾ ع ۹ ۶ ۱۵	وہی ہے شاندار کامیابی۔

اِن آیات میں مومن مردوں اور خواتین کو ایک دوسرے کا پشت پناہ اور مددگار قرار دیا گیا ہے۔ دونوں باہم مل کر نیکیوں کو عام کرتے، برائیوں سے روکتے، نماز قائم کرتے، زکوٰۃ ادا کرتے اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں۔ عنقریب یہ خوش نصیب اللہ تعالیٰ کی رحمت سے سرفراز ہوں گے۔ جنت میں اُنہیں دائمی رہنے والے پاکیزہ گھر ملیں گے اور

سب سے بڑی نعمت یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا اُنہیں حاصل ہو گی۔ بلاشبہ یہی اصل کامیابی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اوپر بیان کیا گیا مومنانہ کردار اور اوپر ذکر کی گئی نعمتیں عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۷۳ تا ۷۴

منافقین و کفار کے خلاف جہاد کا حکم

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ	اے نبیؐ! جہاد کیجیے کافروں اور منافقوں سے
وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ	اور سختی کیجیے اُن پر
وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ	اور اُن کا ٹھکانا جہنم ہے
وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۳﴾	اور وہ بری لوٹنے کی جگہ ہے۔
يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ۗ	منافقین قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی کہ اُنہوں نے نہیں کہی کوئی بات
وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ	حالاں کہ یقیناً اُنہوں نے کہی تھی کفر کی بات
وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ	اور اُنہوں نے کفر کیا اپنے اسلام لانے کے بعد
وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ	اور اُنہوں نے ارادہ کیا اُس کا جو وہ حاصل نہیں کر سکے
وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ	اور اُنہوں نے دشمنی نہیں کی مگر اِس لیے کہ غنی کر دیا اُنہیں اللہ اور اُس کے رسولؐ نے اپنے فضل سے
فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ	سو اگر وہ توبہ کر لیں تو یہ بہتر ہو گا اُن کے لیے

وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا	اور اگر وہ رُخ پھیر لیں گے
يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ	تو عذاب دے گا اُنہیں اللہ دردناک عذاب دنیا اور آخرت میں
وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۷۴﴾	اور نہ ہو گا اُن کا زمین میں کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ منافقین و کفار کے خلاف جہاد کیجیے۔ یہاں جہاد جنگ کے معنی میں نہیں ورنہ نبی اکرم ﷺ منافقین کے خلاف جنگ کرتے۔ بلکہ اِس سے مراد یہ ہے کہ اُن کی منافقانہ روش سے اب مزید چشم پوشی نہ برتی جائے۔ اُن کی سازشوں کو بے نقاب کر کے کھلم کھلا اُن کی مذمت کی جائے تاکہ معاشرے میں اُن کے لیے عزت و احترام باقی نہ رہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کو یہ تلقین بھی کی گئی کہ منافقین اور کفار کے خلاف سخت رویہ اختیار کریں۔ منافقین آپ ﷺ کی نرمی سے فائدہ اٹھا کر گستاخیاں کرتے ہیں اور پھر قسمیں کھا کر اِس جرم کے ارتکاب کا انکار کر دیتے ہیں۔ کیا وہ دیکھتے نہیں کہ نبی ﷺ کی ہجرت سے پہلے مدینہ ایک معمولی سا قصبہ تھا۔ اب وہ تمام عرب کا دارالسلطنت بن گیا ہے۔ ہر طرف سے فتوحات، غنائم اور تجارت کی برکات اِس مرکزی شہر پر بارش کی طرح برسنے لگی ہیں جس نے مدینہ والوں کو کتنا خوش حال بنا دیا ہے۔ منافقین کے لیے شرم کا مقام ہے کہ جس نبی ﷺ کی بدولت اُنہیں یہ نعمتیں بخشی گئی ہیں وہ اُن ہی کے خلاف سازشیں اور گستاخیاں کر رہے ہیں۔ اُنہیں دھمکی دی گئی کہ اگر وہ باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ اُنہیں دنیا و آخرت میں شدید عذاب سے دوچار کرے گا اور کوئی اُن کی مدد کے لیے نہ آ سکے گا۔

آیات ۷۵ تا ۷۷

اللہ تعالیٰ سے وعدہ خلافی کی سزا ... منافقت

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ	اور اِن میں سے وہ بھی ہیں جنہوں نے عہد کیا اللہ سے
لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ	اگر اُس نے دیا ہمیں اپنے فضل سے

لَنَصَّدَّقَنَّ	تو ہم ضرور صدقہ کریں گے
وَ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾	اور ضرور ہو جائیں گے نیک لوگوں میں سے۔
فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ	پھر جب دیا اللہ نے اُنہیں اپنے فضل میں سے
بَخِلُوْا بِهٖ	بخل کرنے لگے اُس میں
وَ تَوَلَّوْا	اور پھر گئے اپنے عہد سے
وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۶﴾	اور وہ ہیں ہی پھرنے والے۔
فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ	تو اللہ نے سزا دی اُنہیں نفاق ڈال کر اُن کے دلوں میں
اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ	اُس دن تک جب وہ ملیں گے اُس سے
بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ	اِس وجہ سے کہ اُنہوں نے خلاف کیا اللہ سے اُس کے جو اُنہوں نے وعدہ کیا تھا اُس سے
وَ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿۷۷﴾	اور اِس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ کچھ بد نصیبوں کو بطورِ سزا منافق بنا دیا جاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ سے بعض لوگ درخواست کرتے کہ ہمارے حق میں خوشحالی کی دعا کریں۔ اگر ہمارے مالی حالات اچھے ہو گئے تو ہم خوب صدقہ و خیرات کریں گے اور مکمل طور پر نیک بن جائیں گے۔ آپ ﷺ کی دعا کے نتیجے میں جب وہ خوشحال ہو جاتے تو اپنے وعدہ کی خلاف ورزی کرتے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے کتراتے۔ اب اللہ تعالیٰ بطورِ سزا اُن کے دل میں منافقت ڈال دیتا۔ گویا اگر اللہ تعالیٰ سے وعدہ کر کے انسان اُسے پورا نہ کرے تو اللہ تعالیٰ بطورِ سزا اُسے منافق بنا دیتا ہے۔ اجتماعی طور پر اِس حقیقت کی نمایاں مثال اہلِ پاکستان ہیں۔ ہم نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر پاکستان بن گیا تو ہم یہاں دینِ اسلام نافذ کریں گے۔ ہم نے یہ عہد وفا نہ کیا لہٰذا منافقانہ کردار آج ہمارے

معاشرے میں نمایاں ہے۔ ایک منافق کی تمام نشانیاں یعنی جھوٹ، وعدہ خلافی، امانت میں خیانت اور لڑائی جھگڑے کے دوران تمام اخلاقی حدود پامال کرنا ہمارے مزاج کا حصہ بن چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں احساسِ ندامت اور اپنے جرائم پر بخشش مانگنے اور وطنِ عزیز میں اسلام کا بول بالا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۷۸ تا ۸۰

منافقین کے لیے آپ ﷺ کی دعائے استغفار قبول نہ ہو گی!

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ	کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے اُن کے راز اور اُن کی سرگوشیاں
وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۷۸﴾	اور یہ کہ اللہ خوب جاننے والا ہے تمام چھپی باتوں کا۔
اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ	منافقین بہتان لگاتے ہیں (ریاکاری کا) خوشی خوشی مومنوں میں سے صدقہ کرنے والوں پر
وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ	اور اُن پر بھی جو نہیں پاتے سوائے اپنی محنت مزدوری کے
فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ۙ	تو یہ مذاق کرتے ہیں اُن سے
سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۫	بدلہ لے گا مذاق اڑانے کا اللہ اُن سے
وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۹﴾	اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔
اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ	آپ ﷺ بخشش مانگیں اُن کے لیے
اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۚ	یا بخشش نہ مانگیں
اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً	اگر آپ ﷺ بخشش مانگیں اُن کے لیے ستر بار

فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ	تو بھی ہر گز نہ بخشے گا اللہ اُنہیں
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ؕ	اِس لیے کہ اُنہوں نے کفر کیا اللہ اور اُس کے رسولؐ کا
ع ۱۶ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۸۰﴾	اور اللہ ہدایت نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو۔

اِن آیات میں منافقین کو آگاہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اُن کے تمام خفیہ مشوروں، تبصروں اور سازشوں سے واقف ہے۔ تبوک کی مہم کے لیے اگر کوئی دل کھول کر عطیہ دیتا ہے تو یہ کہتے کہ یہ ریاکاری ہے۔ اگر کوئی تھوڑا دیتا تو کہتے کہ اتنے مال سے کون سی جنگی ضرورت پوری ہوگی۔ یہ تو بس لہو لگا کر شہیدوں میں نام لکھوانا ہے۔ وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے مخلص اہلِ ایمان کا مذاق اڑا رہے ہیں لیکن عنقریب اللہ تعالیٰ اُن کو مذاق بنادے گا۔ نبی اکرم ﷺ کو بتادیا گیا کہ آپ ﷺ اگر ان منافقین کے لیے ۷۰ بار بھی اللہ تعالیٰ سے بخشش کی دعا کریں گے تو اللہ اس دعا کو قبول نہیں فرمائے گا۔ یہ عملی اعتبار سے کفر کر چکے اور اب اُن کا شمار فاسقوں یعنی اللہ تعالیٰ کے باغیوں میں ہوتا ہے۔

آیات ۸۱ تا ۸۲

جہنم کی آگ دُنیا کی گرمی سے زیادہ شدید ہے

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ	خوش ہوئے پیچھے چھوڑے جانے والے اپنے بیٹھ رہنے پر اللہ کے رسولؐ کے پیچھے
وَ كَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	اور اُنہوں نے ناپسند کیا کہ وہ جہاد کریں اپنے مال اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں
وَ قَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ؕ	اور اُنہوں نے کہا (دوسروں سے) مت نکلو گرمی میں
قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ	اے نبیؐ! فرمایئے جہنم کی آگ اِس سے کہیں زیادہ گرم

	ہے
لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۱﴾	کاش وہ سمجھ لیتے۔
فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا	تو انہیں چاہیے کہ ہنسیں کم
وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ	اور روئیں زیادہ
جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾	یہ بدلہ ہے اُس کا جو وہ کمایا کرتے تھے۔

یہ آیات منافقین کی روش بے نقاب کر رہی ہیں۔ وہ گھر میں بیٹھ رہنے پر نہ صرف خوش ہو رہے ہیں بلکہ گرمی کی شدت سے ڈرا کر دوسروں کو بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنے سے روک رہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ سے کہا گیا کہ منافقین کو بتا دیں کہ جہنم کی آگ دنیا کی گرمی سے زیادہ شدید ہے۔ اُنہوں نے گرمی سے بچنے کا علاج تو جھوٹے بہانے کر کے سوچ لیا ہے، اب ذرا سوچیں کہ جہنم کی آگ سے کیسے بچیں گے؟ اِن بدنصیبوں کو چاہیے کہ وہ خوش ہونے کی بجائے اپنی بدنصیبی اور محرومی پر کثرت سے روئیں۔ عنقریب اُنہیں اُن کے کرتوتوں کا برا بدلہ ملنے والا ہے۔

آیات ۸۳ تا ۸۴

منافقین کی محرومیاں

فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ	اے نبیؐ! پس اگر لوٹائے آپؐ کو اللہ کسی گروہ کی طرف اِن (منافقین) میں سے
فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ	پھر وہ اجازت طلب کریں آپؐ سے جنگ میں نکلنے کی
فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا	تو فرمایئے اب تم ہرگز نہیں نکلو گے میرے ساتھ کبھی بھی
وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ؕ	اور ہرگز نہیں لڑو گے میرے ساتھ مل کر دشمن سے

وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ	بے شک تم راضی ہوئے بیٹھ رہنے پر پہلی مرتبہ
فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ﴿۸۳﴾	تو بیٹھے رہو اب بھی پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ۔
وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا	اور نہ پڑھیے گا نمازِ جنازہ کسی پر اِن میں سے جو مر جائے کبھی بھی
وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ	اور نہ کھڑے ہوئیے گا اُس کی قبر پر
اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ	بے شک اُنہوں نے کفر کیا اللہ اور اُس کے رسولؐ کے ساتھ
وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۴﴾	اور مرے اِس حال میں کہ وہ نافرمان تھے۔

اِن آیات میں منافقین کے لیے دو محرومیوں کا ذکر ہے:

۱۔ جو منافقین غزوۂ تبوک میں شرکت کے لیے نہیں نکلے اُن پر پابندی لگادی گئی کہ وہ آئندہ کبھی بھی نبی اکرم ﷺ کے ہم راہ جنگ کے لیے نہیں نکل سکیں گے۔ ویسے بھی غزوۂ تبوک نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کا آخری غزوہ ثابت ہوا لہٰذا منافقین ہمیشہ کے لیے آپ ﷺ کے ہم راہ اللہ کی راہ میں نکلنے سے محروم ہو گئے۔

۲۔ نبی اکرم ﷺ کو روک دیا گیا کہ اب آپ ﷺ کسی منافق کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھائیں گے اور نہ ہی اُس کی تدفین کے بعد اُس کی قبر پر کھڑے ہو کر اُس کے حق میں دُعا کریں گے۔

مرحومین کے لیے نمازِ جنازہ پڑھانا نبی اکرم ﷺ کا مسنون عمل ہے۔ اِس عمل کا حکم قرآنِ حکیم میں وارِد نہیں ہوا۔ البتہ منافقین کے حق میں اِس عمل سے آپ ﷺ کو روکنے کا حکم قرآنِ حکیم میں وارِد ہوا۔ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ پر احکام قرآن کے علاوہ بھی نازل ہوتے تھے اور اُن ہی میں سے ایک حکم مرحومین کے لیے نمازِ جنازہ پڑھنے کا بھی ہے۔ گویا ہمارے لیے قرآن کے ساتھ ساتھ ارشاداتِ نبوی ﷺ بھی حجت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں انکارِ حدیث کے فتنہ سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیت ۸۵

منافقین کے لیے اُن کے مال اور اولاد باعثِ اذیت ہوں گے

وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَ اَوْلَادُهُمْ ؕ	اور نہ متأثر کریں تمہیں اُن کے مال اور اُن کی اولاد
اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا	بے شک یہی چاہتا ہے اللہ کہ عذاب دے اِنہیں اِن کے ذریعہ دنیا میں
وَ تَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾	اور نکلیں اِن کی جانیں اِس حال میں کہ وہ کافر ہوں۔

منافقین کی اکثریت مالدار اور صاحبِ اولاد تھی۔ مال اور اولاد کی حد سے زیادہ محبت ہی نے اُنہیں منافق بنا دیا تھا۔ مسلمانوں کو تلقین کی گئی کہ اُن کے مال اور اولاد کی کثرت سے متأثر نہ ہوں۔ یہ اُن کے لیے نعمتیں نہیں ہیں۔ اِن ہی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اُنہیں دکھ اور اذیت پہنچائے گا۔ مال جمع کرنے اور اُس کی حفاظت کی فکر میں سکون اور چین سے محروم رہیں گے۔ کسی ایک بیماری یا حادثہ ہی میں مال بہ جائے گا یا ممکن ہے کہ مال جمع کر کر کے ڈھیر لگاتے رہیں اور اچانک موت اُنہیں مال سے استفادے سے محروم کر دے۔ اِسی طرح اولاد سچی مومن بن کر اُن کی خواہش کے برعکس طرزِ عمل اختیار کر کے اُن کے لیے تکلیف کا باعث بنے گی۔ پھر یہ عملی اعتبار سے کفر کی حالت ہی میں موت سے دوچار ہوں گے۔

آیات ۸۶ تا ۸۷

منافقانہ طرزِ عمل کی سزا ... بے حسی و بے شرمی

وَ اِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ	اور جب نازل کی گئی کوئی سورت (جس میں حکم دیا گیا) کہ ایمان لاؤ اللہ پر
وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ	اور جہاد کرو اُس کے رسولؐ کے ہم راہ

اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ	تو اجازت مانگتے ہیں آپؐ سے مال دار اُن میں سے
وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿٨٦﴾	اور کہتے ہیں رہنے دیجیے ہمیں تاکہ ہم ہوں پیچھے بیٹھنے والوں کے ساتھ۔
رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ	اُنہوں نے پسند کیا کہ ہو جائیں پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ
وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ	اور مہر لگا دی گئی اُن کے دلوں پر
فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿٨٧﴾	تو وہ نہیں سمجھتے۔

اِن آیات میں اللہ کی راہ میں نکلنے کے حوالے سے منافقانہ طرزِ عمل کا بیان ہے۔ جب کبھی بھی اللہ کی راہ میں نکلنے یا خرچ کرنے کا حکم نازل ہوتا ہے تو منافقین رخصت طلب کرتے ہیں۔ وہ خوش ہوتے ہیں کہ عورتوں کے ساتھ گھر ہی میں بیٹھے رہیں۔ حالاں کہ یہ بڑی شرم کی بات ہے کہ اچھے خاصے تندرست، مالدار لوگ، ایمان کا دعویٰ رکھنے کے باوجود آزمائش کا وقت آنے پر میدان میں نکلنے کی بجائے گھروں میں بیٹھ جائیں۔ لیکن چوں کہ اُنہوں نے جان بوجھ کر اپنے لیے یہ کردار پسند کیا تھا اِس لیے قانونِ فطرت کے مطابق اُن سے وہ پاکیزہ احساسات چھین لیے گئے جن کی بدولت آدمی ایسے ذلیل اطوار اختیار کرنے میں شرم محسوس کرتا ہے۔ گویا اِن بدنصیبوں کے دلوں پر مہر کر دی گئی ہے اور وہ راہِ حق میں نکلنے کی ایمان افروز کیفیات و لذات کو محسوس ہی نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی محرومی اور بے حسی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۸۸ تا ۸۹

مومنانہ طرزِ عمل اور اُس کا انعام

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ	لیکن رسولؐ اور جو ایمان لائے اُن کے ساتھ

جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ؕ	اُنہوں نے جہاد کیا اپنے مال اور اپنی جانوں سے
وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۚ	اور اُنہی کے لیے ہیں ساری بھلائیاں
وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸۸﴾	اور وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔
اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ	تیار کیے ہیں اللہ نے اُن کے لیے ایسے باغ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	بہتی ہیں جن کے نیچے نہریں
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ	وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اُن میں
ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۸۹﴾ ع ۱۱ ۱۷	یہی ہے شان دار کامیابی۔

اِن آیات میں اللہ کی راہ میں نکلنے کے بارے میں مومنانہ طرزِ عمل کا بیان ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ اور اُن کے ساتھ اہلِ ایمان اللہ کی راہ میں نکلنے اور مال و جان کی بازیاں کھیلنے کے لیے بے چین ہوتے ہیں۔

جو حق کی خاطر جیتے ہیں مرنے سے کہیں ڈرتے ہیں جگر
جب وقتِ شہادت آتا ہے دل سینوں میں رقصاں ہوتے ہیں

ایسے لوگوں کے لیے بھلائیاں ہی بھلائیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں جنت کی لازوال نعمتوں سے سرفراز فرمائے گا اور بلاشبہ یہی شاندار کامیابی ہے۔

آیت ۹۰

بلا عذر اللہ کی راہ میں نہ نکلنے والوں کا انجام

وَ جَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ	اور آئے بہانہ کرنے والے دیہاتیوں میں سے

لِيُؤْذَنَ لَهُمْ	تاکہ اجازت دے دی جائے انہیں
وَ قَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ	اور بیٹھ رہے وہ لوگ جنہوں نے جھوٹ بولا اللہ اور اُس کے رسولؐ سے
سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۹۰	عنقریب پہنچے گا انہیں جنہوں نے کفر کیا اُن میں سے دردناک عذاب۔

اِس آیتِ مبارکہ میں اُن منافقین کا ذکر ہے جو سفرِ تبوک پر روانگی سے پہلے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں جھوٹے بہانوں کو بنیاد بنا کر رخصت طلب کرنے آئے تھے۔ اُن کے اِس طرزِ عمل کو کافرانہ قرار دیا گیا اور اُنہیں دردناک عذاب کی وعید سنائی گئی۔ ایسا اظہارِ ایمان جس کی تہ میں اخلاص اور اطاعت کا ارادہ نہ ہو اور دینی تقاضوں کے مقابلہ میں دنیوی مفادات عزیز ہوں وہ درحقیقت کفر ہی ہے۔ اگر اُنہوں نے اِس مجرمانہ روش سے توبہ نہ کی تو دنیا میں اِس قسم کے لوگ کافر نہ بھی قرار دیے جائیں، آخرت میں ایسے لوگوں کے ساتھ معاملہ کافروں اور باغیوں والا ہی ہوگا۔

آیات ۹۱ تا ۹۲

معذوروں اور اسباب نہ رکھنے والوں کے لیے رخصت

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَ لَا عَلَى الْمَرْضٰى	نہیں ہے کم زوروں پر اور نہ مریضوں پر
وَ لَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ	اور نہ اُن پر جو نہیں پاتے جسے وہ خرچ کریں کوئی حرج
اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ	جب کہ وہ مخلص ہوں اللہ اور اُس کے رسولؐ کے لیے
مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ	نہیں ہے نیک لوگوں پر کوئی الزام
وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۹۱	اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ	اور اے نبیؐ! نہ اُن پر (کوئی الزام ہے) کہ جب وہ حاضر ہوئے آپؐ کے پاس
لِتَحْمِلَهُمْ	تاکہ آپؐ سواری دیں انہیں
قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ	تو فرمایا آپؐ نے میں نہیں پاتا وہ کچھ کہ میں سوار کرلوں تمہیں جس پر
تَوَلَّوْا وَّ اَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا	وہ لوٹے اِس حال میں کہ اُن کی آنکھیں بہ رہی تھیں آنسوؤں سے
اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿۹۲﴾	اِس غم میں کہ وہ نہیں پاتے اُس کو جو وہ خرچ کریں۔

اِن آیات میں ایسے مخلص لوگوں کے عذر قبول کرنے کی بشارت ہے جو کسی حقیقی معذوری، بیماری یا اسباب نہ ہونے کی وجہ سے تبوک کی مہم میں شریکِ سفر نہ ہو سکے۔ البتہ آگاہ کر دیا گیا کہ رخصت اُسی کی قبول کی جائے گی جو حقیقی معذور یا مجبور ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کا سچا وفادار بھی ہو۔ اگر وفاداری موجود نہ ہو تو کوئی شخص صرف اِس لیے معاف نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ادائے فرض کے موقع پر بیمار یا نادار تھا۔ اللہ تعالیٰ صرف ظاہر کو نہیں دیکھتا بلکہ دل کا جائزہ بھی لیتا ہے اور انسان کے پورے طرزِ عمل کو دیکھتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک بیمار شخص نے فرض کی پکار سنی تو دل میں شکر ادا کیا کہ بڑے اچھے موقع پر میں بیمار ہو گیا ورنہ مشقت اٹھانا پڑتی۔ دوسرے بیمار شخص نے یہی پکار سنی تو افسوس کیا کہ ہائے! کیسے موقع پر مجھے بیماری نے محروم کر دیا۔ جو وقت میدان میں نکلنے کا تھا وہ بستر پر ضائع ہو رہا ہے۔ ایک بستر پر پڑا دوسروں کو بھی جانے سے روکنے کی کوشش کر رہا ہے، دوسرا برابر لوگوں کو جہاد کا جوش دلا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں یہ دو مختلف قسم کے معذور کسی طرح یکساں نہیں ہو سکتے۔ پہلا شخص اپنی معذوری کے باوجود غداری و بے وفائی کا مجرم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں معافی اگر ہے تو صرف دوسرے شخص کے لیے ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ "مدینہ میں کچھ ایسے لوگ ہیں کہ جب تم کوئی سفر کرتے ہو یا کوئی وادی عبور

کرتے ہو تو وہ تمہارے ساتھ ہوتے ہیں"۔ صحابہ کرام نے پوچھا: اِس کے باوجود کہ وہ مدینہ میں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اِس کے باوجود کہ وہ مدینہ میں ہیں، اُنہیں عذر نے روکا ہے" (بخاری)۔ یہاں سے یہ حقیقت بھی سامنے آئی کہ جنگ کرنا اُسی صورت میں فرض ہے جب کہ اِس کے لیے درکار صلاحیت اور وسائل بھی میسر ہوں۔

آیت ۹۳

بلا عذر گھر بیٹھ رہنے والوں کے لیے سزا

اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ ۚ	الزام تو بس اُن پر ہے جو اجازت مانگتے ہیں آپؐ سے
وَهُمْ اَغْنِيَآءُ ۚ	حالاں کہ وہ مالدار ہیں
رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ	اُنہوں نے پسند کیا کہ ہو جائیں پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ
وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ	اور مہر لگا دی اللہ نے اُن کے دلوں پر
فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۳﴾	پس وہ جانتے نہیں ہیں۔

اِس آیت میں اُن منافقین کی مذمت کی گئی ہے جو بغیر کسی حقیقی مجبوری کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنے سے رخصت طلب کرتے ہیں۔ وہ خوش ہوتے ہیں کہ عورتوں کے ساتھ گھروں ہی میں بیٹھے رہیں۔ درحقیقت یہ بڑی شرم کی بات ہے کہ ایمان کا دعویٰ کرنے والے صحت مند اور مالدار لوگ آزمائش کا وقت آنے پر میدان میں نکلنے کی بجائے گھروں میں بیٹھ جائیں۔ البتہ جو بدنصیب ایسی حالت پر خوش ہو تو بطورِ سزا اللہ تعالیٰ اُس سے وہ پاکیزہ احساسات چھین لیتا ہے جن کی بدولت آدمی ایسے ذلیل اطوار اختیار کرنے میں شرم محسوس کرتا ہے۔ اُس کے دل پر مہر لگا دی جاتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنے کی ایمان افروز کیفیات و لذات کو محسوس ہی نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ ایسی بے حسی اور محرومی سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

آیت ۹۴

بدترین منافقوں کا ذکر

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ؕ	وہ عذر پیش کریں گے تمہارے سامنے جب تم لوٹو گے اُن کی طرف
قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا	اے نبیؐ! فرمایئے مت عذر پیش کرو
لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ	ہم ہر گز نہ مانیں گے تمہاری باتیں
قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ؕ	یقیناً خبر دار کر چکا ہے ہمیں اللہ تمہارے حالات سے
وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ	اور ابھی دیکھے گا اللہ تمہارا عمل اور اُس کا رسولؐ
ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ	پھر تم لوٹائے جاؤ گے چھپی اور ظاہری باتیں جاننے والے کی طرف
فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۴﴾	پھر وہ بتادے گا تمہیں جو کچھ تم کرتے رہے ہو۔

کچھ منافقین نے تبوک روانگی سے پہلے ہی جھوٹے بہانے کر کے جہاد میں شرکت سے رخصت لے لی تھی۔ بدترین منافق وہ تھے جن کا گمان تھا کہ مسلمان وقت کی بڑی طاقت رومیوں سے لڑنے جا رہے ہیں۔ وہ انہیں نیست و نابود کر دیں گے۔ معاذ اللہ نبی ﷺ واپس آ ہی نہ سکیں گے لہٰذا کوئی عذر پیش کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ جب آپ ﷺ سرخرو ہو کر مدینہ واپس آ گئے تو اب وہ بدبخت منافقین جھوٹی معذرتیں لے کر آئے۔ اِن آیات میں آپ ﷺ کو تلقین کی گئی کہ اِن منافقین کو بتا دیں کہ تمہارے بہانے جھوٹے ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے تمہاری حقیقت بتا دی ہے۔ ہم تم پر اعتبار نہیں کریں گے۔ اب تمہارا آئندہ کا

طرزِ عمل اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ دیکھیں گے۔ اگر تم نے توبہ کرلی تو سابقہ جرائم معاف کر دیے جائیں گے۔ اگر سابقہ روش پر اڑے رہے تو برے انجام سے دوچار ہو گے۔

آیات ۹۵ تا ۹۶

بدترین منافقوں کی مذمت

سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ	عنقریب وہ قسمیں کھائیں گے اللہ کی تمہارے سامنے
اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ	جب تم لوٹو گے اُن کی طرف
لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ	تاکہ تم صرفِ نظر کرو اُن سے
فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ	تو صرفِ نظر کرو اُن سے
اِنَّهُمْ رِجْسٌ ۪	یقیناً وہ ناپاک ہیں
وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ	اور اُن کا ٹھکانا جہنم ہے
جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۵﴾	بدلہ ہے اُس کا جو وہ کمایا کرتے تھے۔
يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ	وہ قسمیں کھاتے ہیں تمہارے سامنے
لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ	تاکہ تم راضی ہو جاؤ اُن سے
فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ	پس اگر تم راضی بھی ہو جاؤ اُن سے
فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۹۶﴾	تو بے شک اللہ راضی نہیں ہوگا نافرمان قوم سے۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا جو منافقین سفرِ تبوک سے واپسی پر جھوٹے عذر لے کر آئے ہیں، اُن کا مقصد اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا

نہیں بلکہ مومنوں کو راضی کرنا اور اُن سے معذرت کر کے اپنے سفرِ تبوک میں عدم شرکت کے جرم پر معافی حاصل کرنا ہے۔اِس طرح وہ مومنوں سے تعلقات بحال رکھ کر معاشی و کاروباری فوائد حسبِ سابق جاری رکھنا چاہتے ہیں۔مومنوں کو حکم دیا گیا کہ اِن سے منہ ہی نہ لگاؤ۔یہ گندگی ہیں اور اِن کا ٹھکانا جہنم کی دہکتی ہوئی آگ ہے۔اگر تم اِن سے راضی ہو گئے تو بھی اللہ تعالیٰ ہرگز ان فاسقوں سے راضی نہیں ہو گا۔

آیات ۹۷ تا ۹۹

اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے دو کردار

اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّ نِفَاقًا	دیہاتی لوگ زیادہ سخت ہیں کفر اور نفاق میں
وَّ اَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ؕ	اور اِسی لائق ہیں کہ نہ جانیں اُن حدود کو جو نازل کیے ہیں اللہ نے اپنے رسولؐ پر
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۹۷﴾	اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔
وَ مِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا	اور دیہاتیوں میں سے ایسے بھی ہیں جو سمجھتے ہیں اُسے جو وہ خرچ کرتے ہیں (اللہ کی راہ میں) تاوان
وَّ يَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ؕ	اور انتظار کر رہے ہیں تم پر زمانے کی گردشوں کا
عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ؕ	اُنہی پر ہے بری گردش
وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۹۸﴾	اور اللہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔
وَ مِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ	اور دیہاتیوں میں سے وہ بھی ہیں جو ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور آخرت کے دن پر

وَ يَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَ صَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ	سمجھتے ہیں اُسے جو وہ خرچ کرتے ہیں (اللہ کی راہ میں) اللہ کے ہاں قربت اور رسول ؐ کی دعائیں لینے کا ذریعہ
اَلَاۤ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ	سن لو! بے شک یہ خرچ کرنا قربت کا ذریعہ ہے اُن کے لیے
سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ	عنقریب داخل کرے گا اُنہیں اللہ اپنی رحمت میں
ع اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۹﴾ ع	بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے دو کرداروں کا ذکر ہے:

۱۔ مدینہ کے گرد بسنے والے دیہاتیوں میں سے کچھ لوگ قریش پر مسلمانوں کے غلبہ کے بعد مجبوراً مسلمان ہوئے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیے جانے والے انفاق اور زکوٰۃ کو ایک چٹی اور تاوان سمجھتے ہیں اور مسلمانوں کے لیے ناکامی اور تباہی کی خواہش رکھتے ہیں۔ اِس محرومی کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تعلیمات سے ناواقف ہیں۔ اگر وہ مدینہ آکر اِن تعلیمات کو سمجھتے تو آخرت کے اجر کے لیے دنیا میں سب کچھ لٹانے کو اپنے لئے باعثِ سعادت سمجھتے۔

۲۔ دیہاتیوں میں سے وہ بھی ہیں جو دل سے ایمان لائے ہیں۔ وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے ایسے باسعادت لوگ ہیں جو اپنے انفاق فی سبیل اللہ کو اللہ تعالیٰ کی قربت اور نبی اکرم ﷺ کی دُعاؤں کے حصول کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ آگاہ کیا گیا کہ بلاشبہ اُن کا انفاق اللہ تعالیٰ کی قربت کا ذریعہ ہے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ اُنہیں اپنی رحمت میں داخل فرمائے گا۔

آیت ۱۰۰

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی ... اللہ کی رضا اور جنت کے حصول کا ذریعہ

وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ	اور سبقت کرنے والے پہلے لوگ مہاجرین اور انصار

	میں سے
وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ	اور وہ لوگ جنہوں نے پیروی کی اُن کی عمدگی سے
رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ	راضی ہو گیا اللہ اُن سے
وَرَضُوْا عَنْهُ	اور وہ راضی ہو گئے اُس سے
وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ	اور اُس نے تیار کر رکھے ہیں اُن کے لیے باغ بہتی ہیں جن کے نیچے نہریں
خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ	وہ رہنے والے ہیں اُن میں ہمیشہ ہمیشہ
ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝	یہی ہے شاندار کامیابی۔

اِس آیت میں اُن مہاجر اور انصاری صحابہ کرامؓ کی تحسین کی گئی جنہوں نے اوّل اوّل اسلام قبول کرنے میں سبقت کی اور مال و جان سے اِس دینِ حق کا بھرپور ساتھ دیا۔ پھر اُن سعادت مندوں کی مدح کی گئی جنہوں نے اوّل اوّل سبقت کرنے والوں کی بڑی عمدگی سے پیروی کی۔ اِن سب کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت کے حصول کی بشارت دی گئی۔ گویا یہ آیت تمام صحابہ کرامؓ کو ابدی کامیابی کی بشارت دے رہی ہے خواہ وہ اولین ہوں یا آخرین۔ پھر یہ بشارت اُن سلف صالحین کے لیے بھی ہے جو صحابہ کرامؓ کے نقشِ قدم پر چلے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی صحابہ کرامؓ کی عمدگی کے ساتھ پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! آج کے روشن خیال دانش ور خود کو بڑا ذہین و فہیم اور سلف صالحین کو کم عقل اور کم فہم قرار دیتے ہیں۔ اُن کی پیروی کی بجائے اپنی آراء سے نئے نئے اجتہادات کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِن دانش وروں کے شر سے محفوظ فرمائے اور اسلاف کی راہ سے چمٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! بقول اقبال۔

زاجتہادِ عالمانِ کم نظر
اقتدا بر رفتگاں محفوظ تر

آیت ۱۰۱

منافقین کے لیے دُہرا عذاب

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛ	اور تمہارے آس پاس بسنے والے دیہاتیوں سے کچھ منافق ہیں
وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛ	اور کچھ مدینہ والوں میں سے بھی
مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۛ	اڑے ہوئے ہیں نفاق پر
لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ	تم نہیں جانتے اُنہیں
نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ	ہم جانتے ہیں اُنہیں
سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ	عنقریب ہم عذاب دیں گے اُنہیں دو مرتبہ
ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۚ ﴿۱۰۱﴾	پھر وہ لوٹائے جائیں گے بڑے عذاب کی طرف۔

اِس آیت میں اہلِ ایمان کو آگاہ کیا گیا کہ تمہاری صفوں میں منافقین ہیں جنہیں اپنی جانیں اور مال، اللہ تعالیٰ کے دین اور اُس کے لیے محنت سے زیادہ عزیز ہیں۔ اللہ تعالیٰ اِن پر اِس دنیا میں دو طرح کے عذاب مسلط کرے گا۔ یہ دنیا میں بار بار اپنی بزدلی کی وجہ سے ذلت و رسوائی سے دوچار ہوں گے اور روحانی سکون سے محروم ہو جائیں گے۔ پھر اذیت ناک موت کا سامنا کرتے ہوئے عذابِ قبر میں مبتلا ہوں گے۔ اِس کے بعد آخرت میں اِنہیں بدترین سزا کا سامنا کرنا ہوگا۔

آیات ۱۰۲ تا ۱۰۶

غزوۂ تبوک میں عدم شرکت پر اظہارِ ندامت کرنے والے دو گروہ

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ	اور کچھ دوسرے ہیں جنہوں نے اعتراف کیا اپنے گناہوں کا
خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ	اُنہوں نے ملا جلا دیے ہیں کچھ اچھے اور کچھ برے عمل
عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ	امید ہے اللہ سے کہ نظرِ کرم فرمائے گا اُن پر
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰۲﴾	بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔
خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً	اے نبیؐ! لیجیے اِن کے مال میں سے صدقہ
تُطَهِّرُهُمْ	تاکہ آپؐ پاک کریں اِنہیں
وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا	اور تزکیہ کریں اِن کا اِس کے ذریعہ
وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ	اور دعا فرمایئے اِن کے حق میں
اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ	بے شک آپؐ کی دعا تسکین کا باعث ہے اِن کے لیے
وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۳﴾	اور اللہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔
اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ	کیا وہ نہیں جانتے کہ بے شک اللہ ہی توبہ قبول فرماتا ہے اپنے بندوں کی
وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ	اور لیتا ہے صدقات

وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۰۴﴾	اور بے شک اللہ ہی بہت توبہ قبول کرنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔
وَ قُلِ اعْمَلُوْا	اور فرمایئے عمل کرتے رہو
فَسَیَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ	پس دیکھے گا اللہ تمہارے عمل کو
وَ رَسُوْلُهٗ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ	اور اُس کا رسولؐ اور مومن
وَ سَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ	اور عنقریب تم لوٹائے جاؤ گے چھپی اور ظاہر باتیں جاننے والے کی طرف
فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ ع	پھر وہ بتادے گا تمہیں جو کچھ تم کرتے رہے ہو۔
وَ اٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ	اور کچھ دوسرے ہیں جنہیں انتظار کرایا جارہا ہے اللہ کے حکم کا
اِمَّا یُعَذِّبُهُمْ وَ اِمَّا یَتُوْبُ عَلَیْهِمْ ؕ	یا تو وہ عذاب دے گا اُنہیں اور یا نظرِ کرم فرمائے گا اُن پر
وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴿۱۰۶﴾	اور اللہ خوب جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔

اِن آیات میں اُن دو گروہوں کا ذکر ہے جو غزوۂ تبوک میں بغیر کسی شرعی عذر کے شرکت سے محروم رہے لیکن اُنہیں اپنی اِس محرومی پر شدید احساسِ ندامت تھا۔ اِن میں سے ایک گروہ نے نبی اکرم ﷺ کی واپسی سے قبل ہی خود کو سزا دے دی اور مسجدِ نبوی ﷺ میں خود کو ستونوں سے باندھ لیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اُنہیں بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں معاف کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے کہ اپنے گناہوں کی تلافی کے لیے صدقہ و خیرات دو۔ آئندہ تمہارے طرزِ عمل کو اللہ تعالیٰ، اُس کے رسول ﷺ اور اہلِ ایمان دیکھیں گے لہٰذا احتیاط کرو۔ دوسرے گروہ میں تین صحابہ کرامؓ تھے۔ حضرت کعب بن مالکؓ، حضرت مرارہ بن ربیعؓ اور ہلال بن امیہؓ۔ اُنہوں نے خود کو سزا تو نہ دی لیکن آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں آکر اپنی

کوتاہی کا اعتراف کیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُنہیں سزا دی گئی اور تمام مسلمانوں کو اُن سے تعلقات منقطع کرنے کا حکم دیا گیا۔ یہ سزا پچاس روز تک جاری رہی۔ پھر اِسی سورۂ مبارکہ کی آیت ۱۱۸ میں اُن کی توبہ قبول کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔

آیات ۱۰۷ تا ۱۰۸

مسجدِ قبا کی عظمت اور نام نہاد مسجدِ ضرار کی مذمت

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا	اور وہ لوگ جنہوں نے بنائی ہے مسجد نقصان پہنچانے کے لیے
وَّكُفْرًا	اور کفر کرنے کے لیے
وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ	اور پھوٹ ڈالنے کے لیے مومنوں کے درمیان
وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ	اور گھات لگانے کی جگہ بنائی اُس کے لیے جو لڑتا رہا ہے اللہ اور اُس کے رسولؐ سے پہلے سے
وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ	اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ نہیں ارادہ کیا ہم نے مگر بھلائی کا
وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۷﴾	اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔
لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ	اے نبیؐ! آپ نہ کھڑے ہوں اِس میں کبھی بھی
لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ	یقیناً وہ مسجد جس کی بنیاد رکھی گئی تقویٰ پر پہلے ہی دن سے
اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ	زیادہ حق دار ہے کہ آپؐ کھڑے ہوں اُس میں
فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ	اُس میں ایسے لوگ ہیں جو پسند کرتے ہیں کہ وہ پاک

	رہیں
وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾	اور اللہ پسند کرتا ہے پاک رہنے والوں کو۔

اِن آیات میں اہلِ ایمان کو آگاہ کیا گیا کہ منافقین نے ایک نام نہاد مسجد بنائی ہے تاکہ اُسے بدبخت ابو عامر راہب کی خلافِ اسلام سازشوں کا مرکز بنائیں۔ اسلام سے قبل ابو عامر راہب کی مذہبی چودھراہٹ مدینہ میں قائم تھی۔ نبی اکرم ﷺ کی مدینہ آمد سے اُس کا اصل کردار بے نقاب ہوگیا اور لوگ مذہب کے پردے میں اُس کی دھوکا دہی سے واقف ہوگئے۔ وہ جوشِ انتقام میں پہلے مکہ گیا اور پھر وہاں سے رومی سلطنت میں جاکر آباد ہوا تاکہ مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرسکے۔ منافقین نے اُس کے ایک مورچہ کے طور پر مسجد کی سی ایک صورت بنائی جس کی قرآن نے ''مسجدِ ضرار'' (نقصان پہنچانے والی مسجد) کے نام سے مذمت کی۔ نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ ہرگز اس نام نہاد مسجد میں نماز نہ پڑھیں۔ اِس کے قریب ہی اسلام کی پہلی مسجد ''مسجدِ قبا'' ہے جو اوّل روز سے تقویٰ کی بنیاد پر قائم ہے۔ آپ ﷺ وہاں نماز پڑھیں۔ اِس مسجد کے نمازی طہارت کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں۔ طہارت کے لیے ڈھیلے اور پھر پانی کا استعمال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی پاک باز ہستیوں سے محبت فرماتا ہے۔

آیات ۱۰۹ تا ۱۱۰

منافقانہ کردار کی ہلاکت خیزی

اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ	تو کیا وہ جس نے بنیاد رکھی اپنی عمارت کی تقویٰ پر اللہ کی طرف سے اور رضامندی پر
خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ	بہتر ہے یا وہ جس نے بنیاد رکھی اپنی عمارت کی گر جانے والی کھائی کے کنارے پر؟
فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ	پس وہ لے گرا اُسے جہنم کی آگ میں
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾	اور اللہ ہدایت نہیں دیتا ظالم لوگوں کو۔

لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا	ہمیشہ رہے گی اِن کی عمارت جو اُنہوں نے بنائی
رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ	شک ڈالنے والی اُن کے دلوں میں
اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ	مگر یہ کہ پارہ پارہ ہو جائیں اُن کے دل
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۱۱۰ ع ۱۳ ۱۱ ۲	اور اللہ خوب جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔

یہ آیات دو کرداروں کا موازنہ کر رہی ہیں۔ ایک مومنانہ کردار ہے جس کی تعمیر مضبوط بنیاد یعنی اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کے احساس، تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول پر ہوتی ہے۔ یہ کردار پائے دار، لائقِ تحسین اور دانش مندی کا مظہر ہے۔ دوسرا کردار منافقانہ ہے جو ایک کھوکھلی بنیاد یعنی اللہ تعالیٰ کو دھوکا دینے کی کوشش پر کھڑا ہوتا ہے۔ یہ کردار انسان کو تباہی و بربادی کی ایسی کھائی میں گراتا ہے جہاں سے نکلنا کبھی ممکن نہیں ہوتا۔ منافقانہ مکر و فریب سے بے ایمانی کا روگ اِس طرح دلوں کے ریشے ریشے میں پیوست ہو جاتا ہے کہ جب تک دل باقی رہتے ہیں یہ روگ بھی اُن میں موجود رہتا ہے۔ ایک شخص علانیہ بت خانہ بنائے، یا حق سے لڑنے کے لیے کھلم کھلا مورچہ لگائے، اُس کی ہدایت تو کسی نہ کسی وقت ممکن ہے، کیوں کہ اُس کے اندر اخلاقی جراءت کا وہ جوہر موجود ہے جو حق پرستی کے لیے بھی اِسی طرح کام آسکتا ہے جس طرح باطل پرستی کے کام آتا ہے۔ لیکن جو مکار انسان کفر کی تقویت کے لیے مسجد بنائے اور حق سے لڑنے کے لیے خدا پرستی کا پرفریب لبادہ اوڑھے، اُس کی سیرت کو تو نفاق کی دیمک کھا چکی ہوتی ہے۔ اُس میں یہ طاقت ہی کہاں باقی رہ سکتی ہے کہ مخلصانہ ایمان کا بوجھ سہار سکے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس عارضی زندگی میں منافقانہ روش سے بچنے اور مومنانہ روش پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۱۱

کلمہ پڑھنے والا اللہ تعالیٰ سے ایک عہد کر چکا ہے

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ	بے شک اللہ تعالیٰ نے خرید لی ہیں مومنوں سے اُن کی جانیں اور اُن کے مال

بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ	اِس کے بدلہ کہ بے شک اُن کے لیے جنت ہے
يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	وہ لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں
فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ ۟	پس قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں
وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا	یہ وعدہ ہے اُس کے ذمہ
فِي التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ وَ الْقُرْاٰنِ ؕ	تورات اور انجیل اور قرآن میں
وَ مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ	اور کون ہے زیادہ پورا کرنے والا اپنے وعدہ کو اللہ سے بڑھ کر؟
فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ	پس خوش ہو جاؤ اپنے اُس سودے پر جو تم نے کیا ہے اُس سے
وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۱﴾	اور یہی شاندار کامیابی ہے۔

اِس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ کلمہ پڑھ کر بندۂ مومن اللہ تعالیٰ سے ایک عہد کرتا ہے۔ اِس عہد کی رُو سے وہ اپنا مال و جان اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیتا ہے اور وہ اُسے اِس کے بدلہ میں جنت عطا فرمائے گا۔ اب اگر مومن مال و جان اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف استعمال کرے گا تو یہ بد عہدی اور امانت میں خیانت ہے۔ اِسی لیے ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَه وَ لَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَه (بیہقی، احمد)

''جو امانت کی پاسداری نہیں کرتا اُس کا ایمان ہی نہیں، اور جو وعدہ پورا نہیں کرتا اُس کا کوئی دین نہیں''۔

بندۂ مومن کے اِس امتحان کی علامہ اقبال نے کیا خوب ترجمانی کی ہے کہ۔

چوں می گویم مسلمانم بہ لرزم　　کہ دانم مشکلاتِ لا الٰہ را

''جب میں کہتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں تو کانپ جاتا ہوں۔ اِس لیے کہ میں جانتا ہوں کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے تقاضے کیا ہیں''۔

اِس آیت میں مزید فرمایا کہ عہد کی پاسداری کرنے والے مومن اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں۔ دین کے دشمنوں کو قتل کرتے ہیں اور خود بھی جامِ شہادت نوش کرتے ہیں۔ گویا ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم دین کی خدمت کی اُس راہ پر چلیں جو ہمیں بالآخر دین کے دشمنوں سے تصادم کی طرف لے جائے۔ رسولِ اکرم ﷺ نے پندرہ برس تک محنت کی، دعوت کے ذریعے ایک جماعت بنائی، اُسے منظم کیا، اُس کی تربیت کی اور پھر بدر کے میدان میں باطل سے ٹکرا دیا۔ غیر جماعتی زندگی بسر کرنے سے یہ مرحلہ کبھی نہیں آسکتا۔ اللہ تعالیٰ سے عہد کو نبھانے کے لیے ہم پر اُسوۂ رسولِ اکرم ﷺ کی پیروی لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا جنت دینے کا وعدہ ادھار کا ہے لہٰذا شکوک و شبہات کے ازالہ کے لیے فرمایا کہ یہ وعدہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ اِس وعدہ کا ذکر تمام آسمانی کتابوں میں ہے اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اپنا عہد پورا کرنے والا کون ہے؟ پس مومنوں کو اللہ تعالیٰ سے کیے گئے اِس سودے پر خوشیاں منانی چاہییں۔ یہ ہی اصل کامیابی اور نفع کا سودا ہے۔ سودے کے لیے اِس آیت میں بیع کا لفظ ہے جس سے بیعت کی اصطلاح بنی ہے۔ بیع اللہ تعالیٰ سے ہے لیکن اِس کے لیے بیعت (hand shake) اللہ کے رسول ﷺ کے ہاتھ پر ہوتی ہے۔ اِسی لیے سورۂ فتح آیت نمبر ۱۰ میں فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ

"بے شک اے نبی ﷺ جو لوگ آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں، وہ درحقیقت اللہ سے بیعت کر رہے ہیں"۔

حق و باطل کا معرکہ قیامت تک جاری رہے گا۔ نبی اکرم ﷺ کے بعد باطل کے خلاف منظم جدوجہد کے لیے اب بیعت کسی ایسے اُمتی کے ہاتھ پر ہو گی جس کے خلوص و اخلاص، دیانت اور قیادت کی صلاحیت پر اعتماد ہو۔ البتہ یہ حقیقت پیشِ نظر رہے کہ اصل عہد اُس اُمتی سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے ہے۔ باطل کے خلاف کامیابی کے لیے منظم جدوجہد ضروری ہے۔ اِس کے لیے تنظیم کے قیام کی منصوص اور مسنون اساس بیعت ہی ہے۔

آیت ۱۱۲

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کے اوصاف

اَلتَّآئِبُوْنَ	وہ ہیں توبہ کرنے والے
الْعٰبِدُوْنَ	بندگی کرنے والے
الْحٰمِدُوْنَ	شکر کرنے والے
السَّآئِحُوْنَ	لذات دنیوی سے کنارہ کشی کرنے والے
الرّٰكِعُوْنَ	رکوع کرنے والے
السّٰجِدُوْنَ	سجدہ کرنے والے
الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ.	نیکی کا حکم دینے والے
وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ	اور برائی سے روکنے والے
وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ	اور حفاظت کرنے والے اللہ کی حدود کے
وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾	اور خوشخبری سنا دیجیے مومنوں کو۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کے ۹ اوصاف بیان کیے گئے ہیں:

۱۔ وہ بار بار اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ واستغفار کرنے والے ہیں۔

۲۔ وہ پوری زندگی میں ذوق وشوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنے والے ہیں۔

۳۔ وہ کثرت سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر بجالانے والے ہیں۔

۴۔ وہ اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر آسائشوں اور دنیوی لذتوں سے کنارہ کشی کرتے ہیں تاکہ باہر نکل کر اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ و جہاد کر سکیں اور اعلیٰ دنیوی آسائشوں کے حصول کی بجائے آخرت کی کامیابی کے حصول کے لیے تن من دھن لگا سکیں۔

۵۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھکنے اور عاجزی اختیار کرنے والے ہیں۔

۶۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے سامنے بالکل ہی بچھ جانے والے اور سر بسجود ہونے والے ہیں۔

۷۔ وہ نیکیوں کو پھیلانے والے ہیں۔

۸۔ وہ برائیوں سے روکنے والے ہیں۔

۹۔ وہ اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم کرنے اور پھر ان حدود اور دیگر شعائرِ دینی کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

آیات ۱۱۳ تا ۱۱۴

مشرکین کے لیے بخشش کی دعا مانگنا جائز نہیں

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا	نہیں ہے مناسب نبیؐ کے لیے اور نہ اُن لوگوں کے لیے جو ایمان لائے
اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ	کہ وہ بخشش مانگیں مشرکوں کے لیے
وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى	اور اگرچہ وہ ہوں قرابت والے
مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ	اِس کے بعد کہ خوب واضح ہو گیا اُن کے لیے
اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۳﴾	کہ بے شک وہ دوزخ والے ہیں۔
وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ	اور نہ تھا بخشش مانگنا ابراہیمؑ کا اپنے والد کے لیے
اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ	مگر ایک وعدے کی وجہ سے جو اُنہوں نے کیا تھا اُس

	سے
فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗۤ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ	پھر جب واضح ہو گیا اُن پر کہ وہ دشمن ہے اللہ کا
تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ	وہ بیزار ہو گئے اُس سے
اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾	بے شک ابراہیمؑ یقیناً بڑے ہی نرم دل، بردبار تھے۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ مشرکین کے لیے بخشش کی دعا کرنا جائز نہیں خواہ وہ قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں۔ شرک کا گناہ ناقابل معافی ہے اور شرک کرنے والے جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ مشرک اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان کا تقاضا ہے کہ اُس کا دشمن ہمارا دشمن اور اُس کا دوست ہمارا دوست ہونا چاہیے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کا دشمن اور کھلم کھلا باغی ہو، اُس کے ساتھ ہمدردی و محبت رکھنا اور اُس کے جرم کو قابل معافی سمجھنا نہ صرف یہ کہ اصولاً غلط ہے بلکہ اِس سے خود ہماری اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری بھی مشتبہ ہو جاتی ہے۔ اور اگر ہم محض اِس بنا پر کہ وہ ہمارا رشتہ دار ہے، یہ چاہیں کہ اُسے معاف کر دیا جائے، تو اِس کے معنی یہ ہیں کہ ہمارے نزدیک رشتہ داری کا تعلق اللہ تعالیٰ کی وفاداری سے زیادہ قیمتی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کو جب اُن کے والد نے گھر سے نکلنے کا حکم دیا تھا تو اُنہوں نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے والد کی بخشش کے لیے دعا کریں گے۔ البتہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو بتا دیا کہ آپ کا والد اللہ تعالیٰ کا دشمن تھا اور شرک کرتے ہوئے ہی موت سے دوچار ہوا ہے تو حضرت ابراہیمؑ نے اپنے والد سے لاتعلقی کا اظہار کیا اور اُس کے لیے دعا کرنا ترک کر دیا۔

آیات ۱۱۵ تا ۱۱۶

اللہ تعالیٰ کسی کو زبردستی گمراہ نہیں کرتا

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا	اور نہیں ہے اللہ ایسا کہ وہ گمراہ کرے کسی قوم کو
بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ	اِس کے بعد کہ وہ ہدایت دے چکا ہو اُنہیں

حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ؕ	یہاں تک کہ وہ واضح کر دے اُن کے لیے وہ کچھ جس سے وہ بچیں
اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١١٥﴾	بے شک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔
اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ	بے شک اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی
يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ	وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے
وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿١١٦﴾	اور نہیں ہے تمہارے لیے اللہ کے سوا کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کسی گروہ کو زبردستی گمراہ نہیں کرتا بلکہ اُن پر حق کو واضح کرنے کا پورا اہتمام فرماتا ہے۔ وہ صحیح طریقِ فکر و عمل انبیاءؑ اور کتابوں کے ذریعہ سے واضح طور پر پیش کر دیتا ہے۔ جو لوگ اِس طریقے پر چلنا چاہیں، اُنہیں اِس کی توفیق بخشتا ہے۔ جو اِس طریقے کے خلاف چلنے پر اصرار کریں، اُنہیں ڈھیل دیتا ہے کہ وہ چلیں اُسی راہ پر جس پر وہ خود چلنا چاہتے ہیں۔ بلاشبہ وہ واضح اور ثابت کر چکا ہے کہ آسمان و زمین میں تمام اختیارات اُسی کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ زندگی اور موت بھی اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ اُس کے مقابلے میں کوئی کسی کی مدد نہیں کر سکتا۔ اِس کے باوجود جو لوگ شرک و گمراہی کا راستہ اختیار کرتے ہیں، وہ اپنی جانوں پر خود ہی ظلم کرتے ہیں۔

آیت ۱۱۷

نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اللہ تعالیٰ کی نظرِ کرم

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ	یقیناً نظرِ کرم فرمائی اللہ نے نبیؐ پر
وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ	اور اُن مہاجرین اور انصار پر

الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ	جنہوں نے پیروی کی نبیؐ کی مشکل گھڑی میں
مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ	اِس کے بعد کہ قریب تھا کہ ٹیڑھے ہو جائیں دل ایک گروہ کے اُن میں سے
ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ	پھر اللہ نے نظرِ کرم فرمائی اُن پر
اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾	بے شک وہ اُن پر بہت مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِس آیت میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے نظرِ کرم فرمائی اپنے نبی ﷺ پر اور اُن مہاجر و انصار صحابہؓ پر جنہوں نے تبوک کی مشکل گھڑی میں نبی اکرم ﷺ کا بھرپور ساتھ دیا۔ ایک ایسا موقع کہ جس میں کئی مشقتیں ایک ساتھ جمع ہو گئی تھیں۔ سخت گرمی، طویل مسافت، قحط سالی، خوراک کی وہ قلت کہ ایک کھجور دو مجاہدین کے لیے روزانہ کا راشن، سواریوں کی ایسی کمی کہ دس مجاہدین باری باری ایک اونٹ پر بیٹھتے تھے اور مقابلہ تھا وقت کی عظیم طاقت سے۔ اِن کٹھن مشکلات کو دیکھ کر کچھ لوگوں کی ہمت جواب دے رہی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن کا حوصلہ بڑھایا اور اُنہیں ثابت قدم رکھا۔ بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے مہاجرین و انصارؓ پر شفقت و مہربانی کی انتہا کر دی کہ اُنہیں ایمان و عرفان سے مشرف کیا اور جہاد و قتال فی سبیل اللہ کے عظیم عمل میں نبی اکرم ﷺ کی اتباع کی توفیق بخشی۔

آیت ۱۱۸

غزوۂ تبوک میں عدم شرکت پر نادم ہونے والوں کی بخشش کا اعلان

وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ	اور (نظرِ کرم فرمائی اللہ نے) اُن تین پر جن کا معاملہ ملتوی کر دیا گیا تھا
حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ	یہاں تک کہ جب تنگ ہو گئی اُن پر زمین باوجود اِس کے کہ وہ کشادہ تھی

وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ	اور تنگ ہو گئیں اُن پر اپنی جانیں
وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ؕ	اور اُنہوں نے جان لیا کہ نہیں ہے کوئی جائے پناہ اللہ سے مگر اُسی کی طرف
ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ	پھر اللہ نے نظرِ کرم فرمائی اُن پر
لِيَتُوْبُوْا ؕ	تاکہ وہ پلٹ سکیں (اللہ کی طرف)
اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ ع ۱۴	بے شک اللہ ہے ہی بہت نظرِ کرم کرنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا۔

اِس آیت میں اُن تین صحابہ کرامؓ کی توبہ قبول کرنے کا اعلان کیا گیا جنہوں نے غزوۂ تبوک میں عدم شرکت پر اپنی کوتاہی کا اعتراف کرتے ہوئے اظہارِ ندامت کیا تھا۔ اُنہیں پچاس روز تک آزمائش سے گزارا گیا۔ تمام اہلِ ایمان نے اُن سے تعلقات منقطع کیے رکھے۔ اُن کے لیے مدینہ میں جینا دوبھر ہو گیا اور زمین باوجود وسعت کے اُنہیں تنگ محسوس ہوئی۔ اُنہیں یقین حاصل ہو گیا کہ پناہ اگر کہیں ہے تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں۔ چوں کہ اِس آزمائش کے دوران وہ اپنے ایمان اور خلوص پر ثابت قدم رہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اُن پر شفقت و نظرِ کرم فرمائی اور اُن کی کوتاہی سے درگذر کرنے کی بشارت عطا کی۔

آیت ۱۱۹

سچے لوگوں کی رفاقت ضروری ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! بچو اللہ کی نافرمانی سے
وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾	اور ہو جاؤ سچے لوگوں کے ساتھ۔

سابقہ آیت میں جن تین صحابہ کرامؓ کی توبہ قبول کرنے کی بشارت دی گئی اور اُن کا ذکرِ خیر قرآنِ حکیم میں محفوظ کر دیا گیا، یہ دراصل انعام تھا اُن کی سچائی، تقویٰ اور خدا خوفی کا۔ اِسی لیے اِس آیت میں تمام مسلمانوں کو تلقین کی گئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کریں یعنی اُس سے ڈریں اور اُس کی نافرمانی سے بچیں۔ اِس کے لیے ضروری ہے کہ ایسے پاک باز اور سچے لوگوں کی رفاقت اختیار کریں جن کا ظاہر و باطن ایک ہو۔ سورۂ حجرات آیت ۱۵ میں سچے لوگوں کا کردار یوں بیان کیا گیا:

''مومن تو وہی ہیں جو ایمان لائے اللہ اور اُس کے رسولؐ پر پھر شک میں نہیں پڑے اور اُنہوں نے جہاد کیا اپنے مال اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں، یہی لوگ ہیں سچے''۔

آیات ۱۲۰ تا ۱۲۱

نبی اکرم ﷺ سے محبت اپنی جان سے بھی بڑھ کر ہونی چاہیے

مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ	نہیں تھا مناسب مدینہ والوں کے لیے
وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ	اور اُن کے لیے جو اُن کے ارد گرد ہیں دیہاتیوں میں سے
اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ	کہ وہ پیچھے رہتے رسول اللہؐ سے
وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ	اور نہ یہ کہ وہ عزیز رکھتے اپنی جانوں کو اُن کی جان سے
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ	یہ اِس لیے کہ بے شک نہیں پہنچتی اُنہیں کوئی پیاس اور نہ کوئی تھکاوٹ
وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	اور نہ بھوک اللہ کے راستے میں
وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ	اور وہ نہیں گزرتے کسی مقام سے جو دکھ دے کافروں کو

وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا	اور نہیں چھینتے دشمن سے کوئی چیز
اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ۭ	مگر لکھ دیا جاتا ہے اُن کے لیے اِس کے بدلے نیک عمل
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۲۰	بے شک اللہ ضائع نہیں کرتا نیکی کرنے والوں کا اجر۔
وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً	اور وہ نہیں خرچ کرتے کوئی خرچ چھوٹا اور نہ کوئی بڑا
وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا	اور نہ طے کرتے ہیں کسی وادی کو
اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ	مگر یہ کہ لکھ لیا جاتا ہے اُن کے لیے
لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۲۱	تاکہ بدلہ دے اُنہیں اللہ بہترین اُس کا جو وہ عمل کرتے رہے ہیں۔

اِن آیات میں اہلِ مدینہ اور اطراف میں بسنے والے اہلِ ایمان کو باور کرایا گیا کہ اُنہیں نبی اکرم ﷺ سے محبت اپنی جان سے بھی بڑھ کر ہونی چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ نبی ﷺ تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں بھوک، پیاس، موسم کی شدت اور بے آرامی کی تکالیف برداشت کر رہے ہوں اور اُن کے نام لیوا اپنے گھروں کی ٹھنڈی چھاؤں میں آسائشوں کے مزے لوٹ رہے ہوں۔ اہلِ ایمان اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکل کر جو بھی بھوک، پیاس، تکان، تکالیف برداشت کرتے ہیں، دشمنوں کی سرزمین کو پامال کرتے ہوئے اُن کے علاقے فتح کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کم یا زیادہ جو بھی مال خرچ کرتے ہیں، تو یہ سب اعمال اللہ تعالیٰ کے ہاں محفوظ کیے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں اِن قربانیوں کا شاندار بدلہ عطا فرمائے گا۔

آیت ۱۲۲

علمِ دین سیکھنے کی اہمیت

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ؕ	اور نہیں ہے ممکن مومنوں کے لیے کہ وہ نکلیں سب کے سب
فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ	تو کیوں نہ نکلے ہر قبیلہ کے اُن میں سے کچھ لوگ
لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ	تاکہ وہ سمجھ حاصل کریں دین میں
وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ	اور خبردار کریں اپنی قوم کو
اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ	جب لوٹ کر جائیں اُن کی طرف
ع ۱۵ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾	تاکہ وہ بچیں (گناہوں سے)۔

اِس سورۂ مبارکہ کی آیت میں آگاہ کیا گیا تھا کہ غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہونے والے منافقین کے نفاق اور اللہ کی راہ میں نکلنے سے محرومی کی ایک وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ تعلیماتِ دینی سے ناواقف ہیں۔ اگر وہ مدینہ آکر اِن تعلیمات کو سمجھتے تو آخرت کے اجر کے لیے دنیا میں سب کچھ لٹانے کو اپنے لئے باعثِ سعادت سمجھتے۔ اب اِس آیت میں علمِ دین سیکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ علمِ دین کا ایک حصہ وہ ہے جو اپنے اسلام اور ایمان کی حفاظت کے لیے ضروری ہے۔ یعنی وہ علم جس کے بغیر آدمی نہ فرائض ادا کر سکتا ہے نہ حرام چیزوں سے بچ سکتا ہے۔ اِس علم کا سیکھنا ہر مسلمان پر فرضِ عین ہے۔ البتہ علومِ دین کی تفصیلات، قرآن و حدیث کے معارف و مسائل، پھر اِن سے نکالے ہوئے احکام و شرائع کی پوری تفصیل ہر مسلمان کے لیے سیکھنا ممکن نہیں اور نہ یہ فرضِ عین ہے۔ البتہ ہر شہر یا قصبہ کے مسلمانوں کے ذمہ یہ فرض کفایہ ہے یعنی اگر ہر شہر یا قصبہ میں ایک عالم اِن تمام علوم و شرائع کا ماہر موجود ہو تو باقی مسلمان اِس فرض سے سبکدوش ہو جاتے ہیں۔ جس شہر یا قصبہ میں ایک بھی عالم نہ ہو تو اُن پر فرض

ہے کہ اپنے میں سے کسی کو عالم بنائیں، یا باہر سے کسی عالم کو بلا کر اپنے شہر میں رکھیں تاکہ ضرورت پیش آنے پر باریک مسائل کو اُس عالم سے فتویٰ لے کر سمجھ سکیں۔اِسی لیے اِس آیت میں حکم دیا گیا کہ ہر قبیلہ میں سے کم از کم کچھ لوگ ایسے ہوں جو خود کو دین کا علم و فہم حاصل کرنے کے لیے وقف کر لیں۔ پھر وہ اپنے اپنے قبیلہ میں جا کر لوگوں کی رہ نمائی کریں تاکہ لوگ اپنے معاملات میں اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق عمل کر سکیں۔

آیت ۱۲۳

اسلامی انقلاب کی توسیع

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ	جنگ کرو اُن سے جو بستے ہیں تمہارے آس پاس کافروں میں سے
وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ۭ	اور چاہیے کہ وہ پائیں تمہارے اندر سختی
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝۱۲۳	اور جان لو کہ بے شک اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

اِس آیت میں اہلِ ایمان کو حکم دیا گیا کہ وہ اسلامی ریاست کے اطراف میں جو کافر ریاستیں ہیں اُن کے خلاف جنگ کریں تاکہ وہاں بھی اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کی جاسکے۔مزید یہ کہ کفار کے معاملہ میں ایسی سختی سے پیش آئیں تاکہ اُنہیں دوبارہ سر اٹھانے کی جراءت نہ ہو۔البتہ سختی کا یہ مطلب نہیں اُن تمام ضابطوں کو فراموش کر دیا جائے جو رسول اللہ ﷺ نے دورانِ جنگ کے لیے بتا رکھے ہیں۔ مثلاً عورتوں، بچوں، بوڑھوں، راہبوں اور غیر حربی کافروں کو قتل نہ کیا جائے۔ کسی لاش کا مثلہ نہ کیا جائے۔ معاہدہ کی خلاف ورزی نہ کی جائے۔ دشمن کے درختوں، کھیتوں اور چوپایوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔ فتح کے بعد بستیوں میں لوٹ مار نہ کی جائے۔ الغرض کوئی ایسا اقدام نہ کیا جائے جو تقویٰ کے منافی ہو۔ اللہ تعالیٰ کی مدد متقیوں کے شاملِ حال ہوتی ہے۔ صحابہ کرامؓ نے اِس آیت میں دیے گئے احکام پر عمل کیا اور کچھ ہی عرصہ میں اسلام کا عادلانہ نظام زمین کے وسیع رقبہ پر قائم ہو گیا۔

آیات ۱۲۴ تا ۱۲۵

قرآن کی تاثیر ... مومنوں پر ... منافقوں پر

وَ اِذَا مَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ	اور جب کبھی نازل ہوتی ہے کوئی سورۃ
فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ	تو منافقین میں سے کچھ ایسے ہیں جو کہتے ہیں
اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖۤ اِيْمَانًا ۚ	کون ہے تم میں سے بڑھا دیا ہے جس کو اِس سورت نے ایمان میں ؟
فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	پس وہ لوگ جو ایمان لائے
فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا	تو بڑھا دیا ہے اُنہیں اِس سورت نے ایمان میں
وَّ هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾	اور وہ بہت خوش ہو رہے ہیں۔
وَ اَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ	اور وہ لوگ کہ جن کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے
فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ	تو بڑھا دیا ہے اُنہیں اِس سورت نے اُن کی گندگی پر گندگی میں
وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۲۵﴾	اور وہ مرے اِس حال میں کہ وہ کافر تھے۔

اِن آیات میں منافقین کی ایک گستاخی کا جواب دیا گیا۔ سورۂ انفال آیت ۲ میں فرمایا گیا کہ آیاتِ قرآنی کی تلاوت مومنوں کے ایمان کو بڑھا دیتی ہے۔ منافقین کسی سورت کے نزول پر طنزاً کہتے کہ اِس سورت نے کس کے ایمان کو بڑھایا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ ہر نازل ہونے والی سورۂ مبارکہ سچے مومنوں کے ایمان کو جلا بخشتی ہے۔ البتہ جن کے دلوں میں منافقت ہے یہ سورت اُن کی جلن اور خباثت میں اور اضافہ کا باعث بنتی ہے۔ اب اُن کا خاتمہ اِس حال میں ہوگا کہ یہ ایمان سے محروم اور کفر میں مبتلا ہوں گے۔

آیات ۱۲۶ تا ۱۲۷

منافقین کے لیے بار بار ذلت

اَوَلَا یَرَوْنَ	کیا منافقین نہیں دیکھتے
اَنَّهُمْ یُفْتَنُوْنَ فِیْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَیْنِ	کہ بے شک وہ آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں ہر سال ایک بار یا دو بار
ثُمَّ لَا یَتُوْبُوْنَ	پھر بھی وہ توبہ نہیں کرتے
وَلَا هُمْ یَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾	اور نہ وہ نصیحت قبول کرتے ہیں۔
وَاِذَا مَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ	اور جب کبھی نازل ہوتی ہے کوئی سورت
نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ؕ	دیکھنے لگتے ہیں اُن میں سے کچھ دوسروں کی طرف
هَلْ یَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ	(کہتے ہیں) کیا دیکھ تو نہیں رہا تمہیں کوئی؟
ثُمَّ انْصَرَفُوْا ؕ	پھر چپکے سے چل دیتے ہیں
صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ	پھیر دیے ہیں اللہ نے اُن کے دل
بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ ﴿۱۲۷﴾	اِس لیے کہ بے شک یہ لوگ سمجھتے نہیں ہیں۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ منافقین کو اپنی بزدلی اور دنیا کی محبت کی وجہ سے بار بار ذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جب بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال و جان کے لگانے کا مطالبہ آتا ہے منافقین بزدلی کی وجہ سے جھوٹے بہانے کرتے ہیں۔ مطالباتِ دینی پر عمل سے گریز کے لیے چھپ کر محافل سے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ البتہ اللہ تعالیٰ اُن کی یہ مذموم حرکات بے نقاب کر ہی دیتا ہے اور پھر یہ سب کے سامنے شرمندہ، رسوا اور ذلیل ہوتے ہیں۔ اِن بد نصیبوں کو احساس نہیں ہے کہ کتنی بڑی سعادت

ہے جو رسول اللہ ﷺ اور قرآن کے ذریعہ اُن کو دی جا رہی ہے۔ اِن کی بدولت یہ دنیا میں تمام عالم انسانی کے امام و پیشوا بن سکتے ہیں اور آخرت کی ابدی زندگی میں بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نعمتوں سے سرفراز ہو سکتے ہیں۔ اِن کی بے حسی و نادانی کی سزا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِنہیں اپنی عظیم نعمتوں سے استفادہ کی توفیق سے محروم کر دیا ہے۔

آیات ۱۲۸ تا ۱۲۹

نبی اکرم ﷺ کی اپنی امت سے محبت

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ	یقیناً آ چکے ہیں تمہارے پاس رسول تمہی میں سے
عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ	گراں گزرتا ہے اُن پر وہ جس سے تم مشقت میں پڑو،
حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ	بے چینی سے خواہش مند ہیں تمہاری بھلائی کے
بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾	مومنوں پر بہت مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والے ہیں۔
فَاِنْ تَوَلَّوْا	پھر اگر وہ لوگ رخ پھیر لیں
فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ	تو اے نبیؐ! فرما دیجیے کافی ہے میرے لیے اللہ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ	نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے
عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ	اُسی پر میں نے بھروسا کیا
ع ۱۶/۵ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۲۹﴾ ع	اور وہی عرشِ عظیم کا مالک ہے۔

اِن آیات میں یہ ایمان افروز اور خوش کن بشارت دی گئی کہ نبی اکرم ﷺ نوعِ انسانی ہی میں سے ہیں اور آپ ﷺ کا مبارک وجود نوعِ انسانی کے لیے باعثِ فخر و سرور ہے۔ آپ ﷺ اپنی امت سے والہانہ محبت کرتے ہیں۔ امت کے لیے ہر بھلائی کے شدت سے طلب گار ہیں۔ امت کے لیے کوئی تکلیف آپ ﷺ پر انتہائی ناگوار گزرتی ہے۔ خاص طور پر با عمل اور

مخلص اہلِ ایمان کے حق میں تو بہت ہی مہربان اور شفیق ہیں۔ سورۂ مبارکہ کے آخر میں یہ مضمون لانا بظاہر اس لیے مناسب ہوا کہ اِس پوری سورۃ میں کفار سے قطع تعلق اور جہاد و قتال اور منافقین کے لیے ذلت و رسوائی کا ذکر ہے۔ یہ سب اُس وقت ہے جب دعوت و تبلیغ سے اصلاح کی توقع نہ رہے۔ انبیاءؑ کا اصل معاملہ شفقت و رحمت اور ہمدردی و خیر خواہی کے جذبہ سے خلقِ خدا کو اللہ کی طرف آنے کی دعوت دینا ہے۔ اگر لوگ یہ دعوت قبول کرلیں تو وہ آپ ﷺ کی محبوب امت میں شامل ہو جائیں گے۔ البتہ اگر کوئی آپ ﷺ کی امت میں شامل ہونے کے باوجود آپ ﷺ کے نقشِ قدم پر نہ چلے تو پھر آپ ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ کی عنایات و مدارات ہی کافی ہیں۔ آپ ﷺ کا اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ عظیم اقتدار کا حامل ہے۔

قرآن اکیڈمی
انجمن خدام القرآن سنٹرل ہیڈ کوارٹرز
بانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

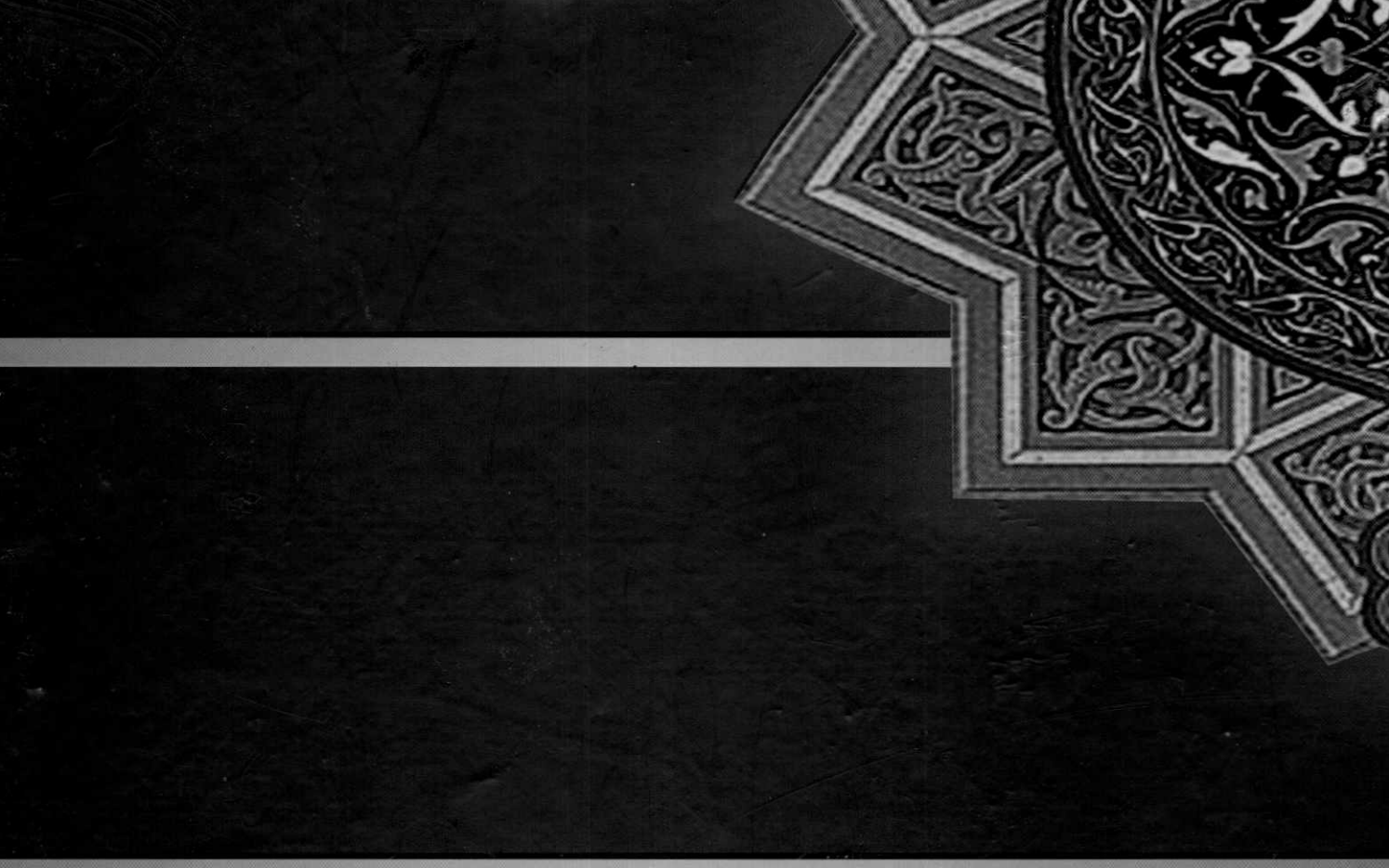

قرآن اکیڈمی
انجمن خدام القرآن سندھ پاکستان
بانی: ڈاکٹر اسرار احمد